سیرت

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

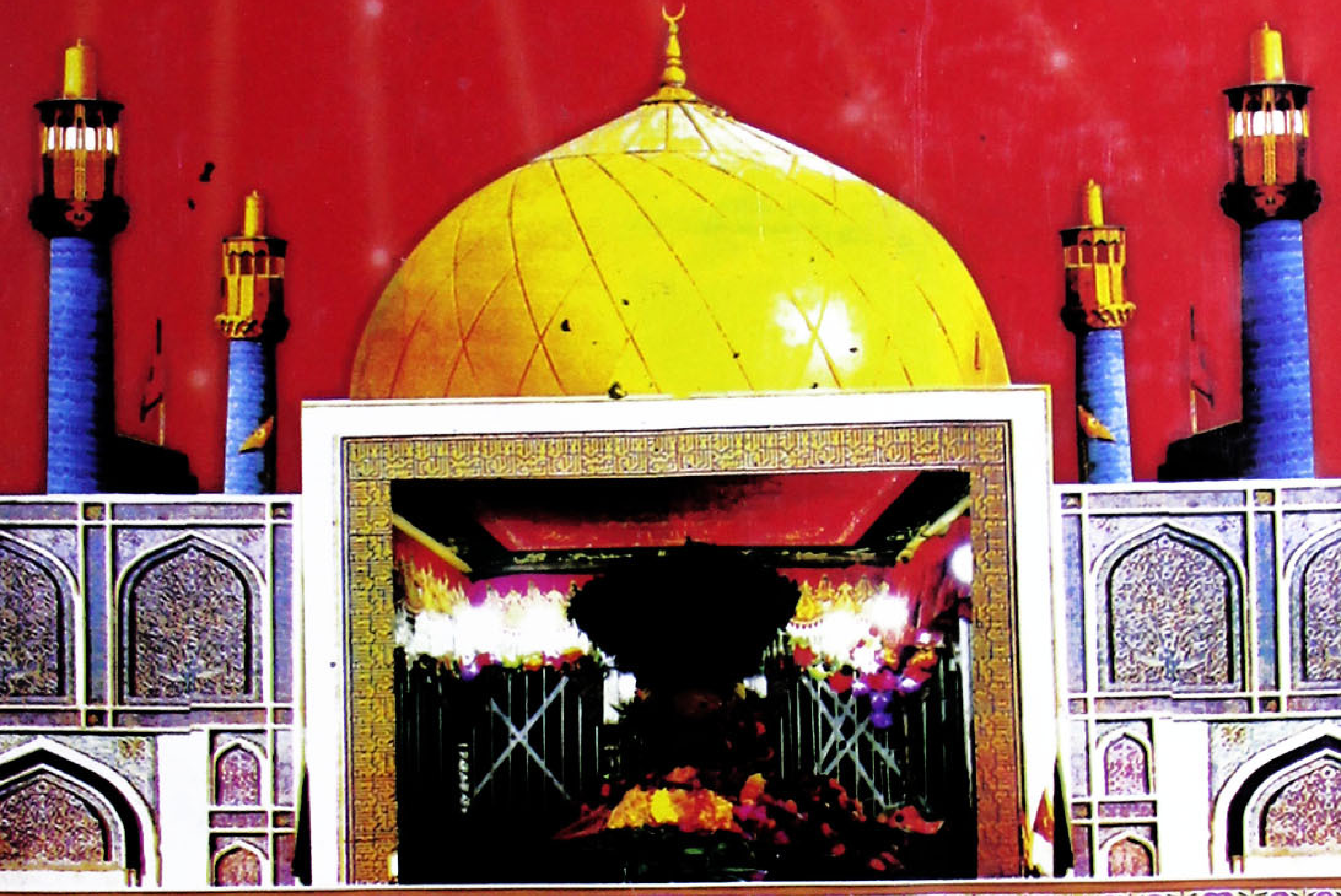

مرتب
علامہ شمس الدین چشتی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

سیرت

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مرتب
علامہ شمس الدین چشتی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 7352022

Marfat.com

111512

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب	سیرت حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	علامہ شمس الدین چشتی
کمپوزنگ	محمد مظہر علی
صفحات	۱۹۲
طباعت	جولائی ۲۰۰۷ء
ناشر	اکبر بک سیلرز لاہور
قیمت	-/120 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر
۴۰ اردو بازار
لاہور

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ
قلندر کسے کہتے ہیں؟	۹
قلندر کے معنے و مفہوم	۹
قلندری کا طریقہ	۱۲
قلندرانہ زندگی	۱۳
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے حالات	۱۵
آپ کے والدین	۱۵
والد ماجد	۱۵
والدہ ماجدہ	۱۶
والد محترم کو بشارت	۱۶
ندائے غیبی	۱۷
حضرت ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شادی	۱۷
کربلائے معلیٰ کی طرف ہجرت اور وصال	۱۷
پیدائش	۱۸
سن ولادت	۱۸
آپ کی والدہ محترمہ کا خواب	۱۹
اسم گرامی	۲۰
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب میں آنا	۲۰
القاب	۲۱
لعل	۲۱
شہباز	۲۲
قلندر	۲۲
سیف اللسان	۲۲
شمس الدین	۲۲
مخدوم	۲۲
وطن عزیز	۲۳
مروند	۲۳
تاریخ شواہد	۲۳
شجرہ نسب	۲۶
تعلیم و تربیت	۲۷
سلسلہ بیعت	۳۰
شجرۂ طریقت	۳۲
نسب نامہ مرشد کامل	۳۳
بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ	۳۳
ہمسفرانِ شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	۳۵
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	۳۵
حسب و نسب	۳۵
پیدائش	۳۶

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
لقب گنج شکر کی وجہ	۳۶
تعلیم وتربیت	۳۶
خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات	۳۷
سیر وسیاحت	۳۸
دہلی میں آمد	۳۸
خلافت	۳۹
ریاضت وعبادت	۴۰
چلہ معکوس	۴۰
ریاضت کا ایک واقعہ	۴۰
طویل روزہ	۴۱
ہانسی میں قیام	۴۲
مرشد کا وصال	۴۳
قیام دہلی	۴۳
اجودھن میں قیام	۴۴
وصال	۴۵
مزار	۴۶
حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردی ملتانی رحمۃ اللہ علیہ	۴۷
ولادت	۴۷
حصول علم	۴۸
بیعت	۴۸
سلسلہ طریقت	۴۹
ملتان کو واپسی	۴۹
ناصر الدین قباچہ کی عقیدت مندی	۵۰
شیخ الاسلام کے عہدے کی پیشکش	۵۱
عجز وانکساری	۵۴
مریدین کو نصیحت	۵۵
ایک عالم دین کا واقعہ	۵۵
رزقِ حلال کی تاکید	۵۶
ملتان کے اولے	۵۶
قلندروں کی جماعت	۵۷
قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم	۵۸
حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلقات	۵۸
وفات	۵۸
مقبرہ	۵۹
حضرت صدر الدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
ولادت	۶۰
پرورش اور تربیت	۶۰
علوم باطنی کا حصول	۶۰
لقب عارف	۶۰
والد گرامی کا وصال	۶۰
مسند رشد وہدایت	۶۱
ملفوظات	۶۲
رشد وہدایات	۶۷
وصال	۶۷
خلفاء	۶۷

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
مزار اقدس	۶۷
حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۶۷
نام ولقب	۵۸
۲-ولادت	۵۸
۳-شجرہ نسب	۵۸
بچپن کا ایک واقعہ	۶۹
تعلیم وتربیت	۶۹
درس قرآن وحدیث فقہ وتصوف واذکار	۷۱
بیعت وخلافت	۷۱
سیر وسیاحت	۷۲
پاک وہند	۷۳
رشد وہدایت	۷۳
تبلیغ اسلام	۷۵
اتباع شریعت	۷۵
عام معمولات	۷۶
شاہان وقت کی عقیدت	۷۶
دہلی میں رشد وہدایت	۷۷
فیاضی	۷۸
انکساری وعاجزی	۷۹
مہمان نوازی	۷۹
عفو ودرگزر	۷۹
ہمعصروں کا احترام	۸۰

عنوانات	صفحہ
سلسلہ قادریہ سے محبت وعقیدت	۸۰
وصال	۸۱
اولاد	۸۱
خلفاء	۸۱
مزار اقدس	۸۲
سیر وسیاحت	۸۳
امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری	۸۳
عراق میں قیام	۸۳
بارگاہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اعزاز قلندری	۸۴
سفرنامہ	۸۴
مدینہ منورہ	۸۵
دوسرا حج بیت اللہ	۸۶
دربار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری	۸۶
خانقاہ غوثیہ سے روانگی	۸۶
ایران ومکران میں قیام	۸۷
منزل بہ منزل	۸۷
اجمیر شریف میں قیام	۸۸
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری	۸۹
حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض	۸۹
لعل شہباز قلندر ملتان شریف میں	۹۰
تاریخ سیوہن شریف	۹۲
تاریخ سندھ	۹۲

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
لفظ سیوہن	۹۷
جبل سیوہن	۹۸
شہر سیوہن	۱۰۰
سیوہن کی اہمیت	۱۰۱
آمد شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور سندھ کے سیاسی حالات	۱۰۱
سیوہن میں آمد	۱۰۶
رشد و ہدایت	۱۰۶
علمی خدمات	۱۱۱
کرامات	۱۱۳
فاحشہ عورتوں کا راہ راست پر آنا	۱۱۳
قتل کا الزام جھوٹا نکلا	۱۲۰
قلعہ الٹا ہو گیا	۱۲۱
آپ کی دعا سے قحط کا ختم ہونا	۱۲۲
پر تاثیر وعظ کا اثر	۱۲۴
امانتیں واپس کر دیں	۱۲۵
حضرت لعل شہباز کا جلال میں آنا	۱۲۶
روح کا قفس عنصری سے پرواز کرنا	۱۲۹
مسواک سایہ دار درخت بن گیا	۱۳۰
آسیب کا اثر جاتا رہا	۱۳۱
روٹی پکانے کا واقعہ	۱۳۲
پرندوں کا حاضری دینا	۱۳۲
حضرت شہباز قلندر پر بدکردار عورت کا	
تہمت لگانا	۱۳۳
بیماری سے شفا مل گئی	۱۳۶
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	۱۳۷
مزار اقدس	۱۳۹
سن وصال شریف	۱۳۹
فیض یافتہ حضرات	۱۴۰
حضرت سید میر کلاں	۱۴۰
سید بھورا بادل شیر	۱۴۱
سید صلاح الدین	۱۴۱
سید علی سرمست	۱۴۲
سید عبدالوہاب	۱۴۲
سکندر بودلو	۱۴۲
سید عبداللہ شاہ علوی	۱۴۳
شاہ گودڑیو	۱۴۳
پیر پٹھو	۱۴۳
مخدوم بلال	۱۴۴
حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری	۱۴۵
کلام فارسی	۱۴۶
کلام حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	۱۴۸
تخلص عثمان کی وجہ تسمیہ	۱۵۰
درگاہ حضرت لعل شہباز قلندر کی تعمیری	
تاریخ	۱۷۵
عرس کی تقریبات	۱۸۵

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
دھمال	۱۸۵		
نقارچی	۱۸۶		
کافیاں	۱۸۶		
کافی فقراء	۱۸۶		
محفل خانہ	۱۸۶		
سخی سلطان کے فقراء	۱۸۶		
کچہری کافی	۱۸۷		
شاہ صلاح الدین اولادی	۱۸۷		
حضرت بادل شیر رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷		
حضرت اولادی امیر رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۷		
مہندی کی رسم ورواج	۱۸۷		
فقیر مرلچند	۱۸۸		
میرانی ہندو دیوان مولچند	۱۸۸		
قانون گو خاندان	۱۸۸		
یادگار مقامات حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۰		
۱-دشت شہباز	۱۹۰		
۲-گنجوٹکر	۱۹۰		
۳-کندری نہر	۱۹۰		
۴-یک تھنبھی	۱۹۱		
۵-لعل باغ	۱۹۲		

Marfat.com

Marfat.com

قلندر کسے کہتے ہیں؟

قلندر کے معنے و مفہوم:

قلندر پانچ حروف کا مجموعہ ہے اور پانچوں حروف کے معنی الگ الگ ہیں اور مفہوم بھی الگ ہے لیکن تمام کے حروف میں رضاء الٰہی اور خوشنودی کے راز شامل ہیں۔

ق۔ قرب اور قناعت مخلوق سے پیار و محبت۔

ل۔ لقا کی نشاندہی کرتا ہے یعنی عشق الٰہی میں مستغرق۔

ن۔ نیاز، عجز و انکساری، انسانی عمل زندگی کا تمام تر دارومدار انہیں دو باتوں پر ہے۔

د۔ دلیری اور دیانت یعنی صرف خدا کی ذات گرامی کا خوف راضی بہ رضا رہنا

قلندر کی تعریف کرتے ہوئے صاحب ''طبقات الصوفیہ'' میں لکھا ہے۔

''تارک الدنیا تہجد گزار اور نفسانی لذتوں سے پاک فرد کو قلندر کہتے ہیں۔''

حدیقۃ السلوک کے مطابق ''حضرت عبیداللہ قدس سرہ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو دنیاوی خواہشات سے مجرد رکھنے اور نفس کو معبود کے تابع کر دینے کو قلندری طریقت کہا جاتا ہے۔''

کشف اللغات میں ہے کہ ''قلندر اسے کہا جاتا ہے کہ جو دنیا سے آزاد ہو کر صرف معبود میں محو ہو جائے۔''

مصباح الہدایہ میں ہے کہ ''قلندری طریقت والے فرض سے زیادہ نہ نماز پڑھتے

Marfat.com

ہیں اور نہ ظاہری عابدوں کی طرح عبادت کرتے ہیں بلکہ مخفی طریقہ سے اللہ تعالیٰ
طرف رجوع کرتے ہیں۔ دنیا کی دولت سے بے غرض یہ اپنے فرائض کی بجا آوری
لگے رہتے ہیں۔"

حافظ شیرازی نے بھی اسی موضوع پر اس طرح اشارہ کیا ہے۔

فرض ایزد بگواریم و بکس بد نکنیم
و آنچہ گویند روا نیست بگوئیم رواست

اور قلندر کی شان میں فرمایا کہ

ہزار نکتہ باریک تر ز مو اینجا است
نہ ہر کے سر بہ تر اشد قلندری داند

شاہ نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ رسالۂ قلندریہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صوفی منج
جب اپنے مقصد پر جا پہنچتا ہے قلندر ہو جاتا ہے۔

بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زمین و آسمان ہر دو شریفند قلندر را دریں ہر دو مکاں نیست
نظر در دیدہا ناقص فتادہ وگرنہ یارِ من از کس نہاں نیست

شیخ الاسلام احمد النامقی الجامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قلندر پرتو نورِ الٰہی ست قلندر مطلعِ انوارِ شاہی ست
قلندر را مقامِ کبریائی ست قلندر دُرِّ بحرِ آشنائی ست
قلندر موجِ بحرِ لایزالی ست قلندر نورِ شمعِ ذوالجلالی ست
قلندر ذرۂ صحرائے عشق ست قلندر قطرۂ دریائے عشق ست

محمد قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست ایں سخن داند کسے کو آشنا ست

شاہ شرف الدین بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

گر بو علی نوائے قلندر نواختے صوفی شدے ہر آنکہ بعالم قلندر است

Marfat.com

میر سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ جو اعظم خلفائے حضرت نصیرالدین چراغ دہلی سے ہیں فرماتے ہیں ۔

اندر رہِ عشق سر سری نتواں رفت ‌ ‌ بے دیدہ رہِ قلندری نتواں رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایماں ‌ ‌ تا جاں ندہی بکا فری نتواں رفت

خواجہ مسعود بک رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ ابن شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ امام حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

مجرد و شداز دین و دنیا قلندر ‌ ‌ کہ راہِ حقیقت ازیں ہر دو برتر

سلطان جلال الدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب قلندریہ تھا فرماتے ہیں ۔

من مستِ مئے عشقم ہشیار نہ خواہم شد ‌ ‌ از رندی و قلاشی بیزار نخواہم شد

شاہ گلشن نقش بندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

وقت آں شیریں قلندر خوش کہ دراطوارِ سیر
ذکر تسبیح و ملک در حلقۂ زنّار داشت

شاہ حسین بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

قلندر کے بیاید در عبارت
قلندر کے بگنجد درا اشارت

ایک اور صاحب ہیں جو فرماتے ہیں کہ ۔

قلندر آنکہ فوق الوصل جوید

الحاصل طریقہ قلندری میں صحیح قلبی اعمال پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے در ہمہ وقت مشغول حق رہنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ یعنی عرفان نفس، راضی بہ رضائے حق رہنا، استغفار، عالی ہمتی، عمل پیہم اور نفس کے ساتھ جہاد قلندریت کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

علامہ اقبالؒ نے بھی قلندریت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ اقبال کے نزدیک قلندر وہ ہے جس کے دل میں دنیا کے خطرات اور مشکلات کا خوف نہیں۔

Marfat.com

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

قلندر کو جو روحانی فتوحات حاصل ہوتی ہیں وہ کسی بادشاہ کی فوجیں بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

دبدبہ قلندری، طنطنہ سکندری
آن ہمہ جذبہ کلیم این ہمہ سحر سامری
آں بہ نگاہ می کشد، ایں بہ سپاہ می کشد
آں ہمہ صلح و آشتی، ایں ہمہ جنگ و داوری

قلندری کا طریقہ

قلندری کے طریقہ میں شامل ہونے کیلئے 6 باتیں ضروری ہیں جن میں سے اگر کوئی ایک بات بھی ناقص یا نامکمل رہ گئی تو پھر منزل مقصود پر پہنچنا محال ہے۔ وہ 6 باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ صحیح عقیدہ
۲۔ عمل صالح (یعنی نیک عمل)
۳۔ اخلاق حمیدہ
۴۔ معاملاتِ پسندیدہ
۵۔ اطاعت مرشد
۶۔ صبر و استقلال

ہر قلندر درج ذیل اصولوں کا پابند رہتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کو صدق دل سے قبول کرنا۔

☆ ملائکہ (فرشتوں) کے وجود کو تسلیم کرنا اور کائنات کے نظام پر ان کی تقرری (مقرر) ہونے پر یقین کرنا۔

Marfat.com

☆ آسمانی کتابوں (توریت، زبور، انجیل اور قرآن مجید) ان کے تمام احکام کو صحیح سمجھنا۔

☆ تمام انبیاء اکرام علیہا السلام کو سچا پیغمبر ماننا۔

☆ قیامت، عذاب اور ثواب جنت اور دوزخ اور روز آخرت پر ایمان رکھنا۔

☆ قرآن مجید کو آخری آسمانی کتاب تسلیم کرے اور اس کے تمام احکام کی تکمیل کرنا لازمی سمجھے اور اس کے منکر کو گمراہ سمجھنا۔

☆ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آخری نبی اور ساری مخلوقات سے افضل و اشرف ہونے پر یقین کرنا۔ حضور ﷺ کو اپنا دینی، دنیاوی، ظاہری، باطنی، جسمانی و روحانی پیشوا اور ہادی جانتے ہیں۔ اس کی وجہ سے شریعت کے تحت پابند ہیں۔

قلندرانہ زندگی:

قلندر میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ وہ کسی کے گھر میں جا کر کھانا نہیں کھاتے خواہ وہ سفر میں ہوں ان کی جائے رہائش پر کوئی کھانے پینے کی چیز خلوص دل سے پیش کرتا ہے تو وہ قبول کر لیتے ہیں بشرطیکہ صدقہ، خیرات، زکوٰۃ میں سے نہیں بلکہ خاص نذرانہ پیش کرنے کی نیت سے لے کر آیا ہو۔ کھانا سادہ کھاتے ہیں۔

قلندروں کی مجالس میں دنیا کی فضول باتیں بالکل نہیں ہوتیں، وہ نہایت پاکباز خوددار اور غیور ہوتے ہیں، شرک، فسق و فجور بدعت، نفاق اور اختلاف سے بالکل گریزاں ہوتے ہیں۔ سیاسی و غیر سیاسی تحریکوں منافقانہ سرگرمیوں اور فرقہ بندی کی الجھنوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔

قلندر بڑے صابر و شاکر اور باہمت ہوتے ہیں اور کبھی بھی کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے اور ہر حال میں خوش نظر آتے ہیں ان کی زندگی نہایت خاموش اور پرسکون ہوتی ہے ان کی صحبت سے قلوب انسانی کو راحت نصیب ہوتی ہے کیونکہ یہ بڑے قول کے سچے اور عابد ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت کے بارے میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

Marfat.com

حب درویشاں کلید جنت است
دشمن ایشان سزائے لعنت است
ہم نشینی جز، بوردیشان ممکن
ناتوانی غیبت الشان مکن

قلندر اکثر و پیشتر لمبا اور کھلا پیراہن پہنتے ہیں اور سر پر فقیروں جیسی ٹوپی رکھتے ہیں خود کو خوش پوشا کی اور نمائش سے بچاتے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے حالات

آپ کے والدین:

حضرت الحافظ سید محمد عثمان ایرندی رحمۃ اللہ علیہ عالی نسب تھے اور آپ کا خاندان یگانہ روزگار تھا۔ اور آپ کا خاندانی تعلق چند واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق سے جاملتا ہے۔

والد ماجد:

ان کے والد ماجد سید کبیر اپنے وقت کے مشہور عالم تھے۔ ان کا طریقہ اتباع سنت نبویؐ تھا۔ شرعی احکام سے سرِ ہو انحراف نہ کرتے تھے۔ حضرت شیخ مروندی اپنے خاندان کے اعتبار سے اونچی نسبت رکھتے تھے۔ اس لئے صالحیت وسخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منتقل ہو گئے تھے۔

ایک اور روایت کے مطابق آپ کے والد کا نام سید ابراہیم بن کبیر الدین ہے جن کی ولادت جمادی الثانی ۵۰۱ھ مروند میں ہوئی۔ وہیں آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ گزارا۔ سید ابراہیم کبیر الدین کا نسبی تعلق چونکہ سعادت خاندان سے تھا اس لئے لوگ ان کی بے پناہ عزت واحترام کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت میں یاد الٰہی کے جذبات بے حد نمایاں تھے۔ جوانی کے ابتدائی ایام میں آپ کی سوچ پر یہ امر غالب تھا کہ شادی کئے

Marfat.com

بغیر زندگی کو راہ حق کی طرف لگا دیا جائے اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ شادی سے گریزاں تھے۔

والدہ ماجدہ:

سید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر کی والدہ حاکم مروند سید سلطان شاہ کی دختر تھیں۔ آپ بڑی نیک اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ طبیعت میں درویشی اور قناعت بے انتہا تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کی والدہ پردۂ شب کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ فرماتیں، اللہ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔ ان کی ذات خشیت الٰہی کا سرچشمہ تھی۔ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتیں۔ اس ماں کی گود کا لعل جذب و جلال کا جوہر بن کر جب سہون پہنچا تو اس کی تابناکی کئی نگاہوں کو خیرہ کر رہی تھی۔ سلطان شاہ حاکم مروند کی یہ صاحبزادی اپنے شوہر سید کبیر کے جذب و تصرف کی تاثیر سے اپنے وقت کی زاہدہ و عابدہ خاتون کہلائیں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ کا وصال مروند میں ہوا اور وہیں آپ کو دفن کیا گیا۔

والد محترم کو بشارت:

منقول ہے کہ شہباز قلندر کے والد سید ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات مقدس مقامات کی زیارت کیلئے سفر اختیار کرتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سید ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیلئے کربلائے معلیٰ گئے تو آپ کو ان کی طرف سے سلام کا جواب عنایت ہوا اور آپ کو وہ جگہیں بھی دکھائی گئیں جہاں شہدائے کربلا مدفون تھے۔ اس وقت جو زیارت کرنے والے آئے تھے وہ آپ سے وہ جگہیں معلوم کر کے وہاں ان شہداء کیلئے فاتحہ پڑھتے تھے۔

ایک دن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آپ کو یہ بشارت

Marfat.com

ہوئی کہ ہم آپ کو وہ "باز" دیتے ہیں جو ہمیں اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بطور انعام عطا کیا تھا۔ بعد میں آپ کو قلندر لعل شہباز کی صورت میں ایک عالی المرتبت فرزند عطا ہوا۔

ندائے غیبی:

تاریخ سندھ میں لکھا ہے کہ ایک رات خواب میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ کی روح پاک نے اپنے والد محترم سے کہا کہ آپ شادی کریں آپ سے میرا ظہور ہوگا۔ آپ کے والد نے جواب دیا، کیا جنت سے باہر آنا افضل ہے؟ اس پر لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا، ہاں دنیا میں ظہور ہونا احسن ہے۔

حضرت ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شادی:

جب سید ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اشارہ ملا تو آپ نے نکاح کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ ان دنوں مروند کا حاکم سید سلطان شاہ تھا۔ اس کی بیٹی نہایت پاکباز اور نیک صفت تھی۔ اس نے بیٹی سید ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نکاح میں دے دی۔ شادی کے موقع پر شہر میں بہت خوشی منائی گئی۔

ازدواجی زندگی میں منسلک ہونے کے بعد زندگی کا بیشتر حصہ اپنے آبائی وطن میں گزارا۔

کربلائے معلیٰ کی طرف ہجرت اور وصال:

کہا جاتا ہے کہ حضرت سید ابراہیم کبیر الدین کی زندگی کے شب و روز مروند میں گزر رہے تھے۔ آخر ایک وقت آیا کہ زوجہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ زوجہ کی وفات سے سید ابراہیم کی درویشانہ طبع نے پلٹا کھایا اور وہ اپنے ابتدائی فقیرانہ خیالات پر محکم ہو کر کربلائے معلیٰ چلے گئے اور اپنے پرانے تکیہ کو دوبارہ آباد کر کے عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگئے۔ ان کے فیض سے بہت سے طالب حق فیض یاب ہو کر حق کی تبلیغ کی خاطر دور دراز ممالک میں جا کر آباد ہوئے۔ امام عالی مقام کی مہربانی سے آپ کے

Marfat.com

فرزند وہیں آ کر آپ سے ملے جن کی گود میں آپ عازم دارالبقا ہوئے۔ آپ کربلائے معلٰی میں مدفون بتائے جاتے ہیں۔ وہیں آپ کا مزار شریف، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ اطہر میں، سید ابراہیم "جوابی" یا ابراہیم مجاب کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ مروند ہی میں حضرت سید ابراہیم کبیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے اور آپ کی پیدائش کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ جب آپ کے والد سید ابراہیم کبیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ہوگئی تو آپ چالیس روز تک اپنی زوجہ محترمہ کے پاس نہ گئے۔ جب چالیس روز گزر گئے تو حق زوجیت کیلئے اپنی زوجہ محترمہ کے پاس آئے۔ کسی نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: شادی کے روز میں نے راستے میں چنے کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا دیکھا تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر کھا لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس روز تک اس ٹکڑے کا اثر میرے بدن میں رہا۔ اب جبکہ وہ اثر ختم ہوگیا تو میں نے اپنے گھر کی راہ لی۔

اس قدر نیک اور پاکباز ہستی کی پشت مبارک سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی والدہ محترمہ کی جانب منتقل ہوئے اور پھر وہ مبارک گھڑی بھی آ گئی کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد محترم سید ابراہیم کبیرالدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ولادت پر بہت خوش ہوئے۔

سن ولادت:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سن ولادت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

۱- "لب تاریخ سندھ" کے مؤلف نے سال ولادت ۵۸۳ھ تحریر کیا ہے۔

۲- "تذکرہ صوفیائے سندھ" نے سال ولادت ۵۷۳ء بمطابق ۱۱۷۷ء نقل کیا ہے۔

Marfat.com

۳۔ ''اشہباز'' کے مصنف نے تاریخ ولادت اور تاریخ وفات لکھا ہی نہیں ہے۔
۴۔ ''ضیاء الشہباز'' میں آپ محاسن ولادت ۵۲۸ھ تحریر کیا ہے۔ ''قلندر نامہ سندھی'' میں آپ کی ولادت کے سال، عمر اور وصال مبارک کے سال کے حوالے سے ایک شعر درج کیا ہے۔

بہ جو تاریخ شمس الدین عثمان
نظر کن رنج از فلک کرامت

۵۳۸

من عرش ولی اللہ وفا تش

۱۱۲

شروش غیب می گوید برحمت

۶۵۰

ان اشعار سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۵۳۸ھ میں ہوئی۔ ۱۱۲ برس عمر پائی اور ۶۵۹ھ میں وصال ہوا۔

آپ کی والدہ محترمہ کا خواب:

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے زہد و تقویٰ اور علم و معرفت کی شہرت دور دور تک تھی۔ لوگ دور دراز سے آپ کی خدمت میں کسب فیض کیلئے حاضر ہوتے تھے۔ ایسی ہی باکمال ہستی کے بارے میں راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اپنی والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تھے تو ایک رات خواب میں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا دیدار حاصل ہوا۔ انہوں نے آپ کی والدہ ماجدہ سے فرمایا: اے بیٹی! میں تمہیں یہ بشارت سنانے کیلئے آئی ہوں کہ تمہارا یہ ہونے والا بیٹا اللہ تعالیٰ کا محبوب اور رب تعالیٰ کی مخلوق کا برگزیدہ اور شہرت یافتہ قلندر ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے وسیلہ سے اپنے بہت سے گنہگار بندوں کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اے میری بیٹی! جب اس کی ولادت ہو جائے تو اس کے دونوں کانوں میں بلند

Marfat.com

آواز سے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز پہنچا دینا اور اپنے جلیل القدر بیٹے سے میرا سلام کہہ دینا۔ چنانچہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور اس بات کو اپنے دل میں راسخ کر لیا کہ میرا بیٹا اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقبول بندہ ہے۔

اسم گرامی:

جب حضرت لعل شہباز قلندر کی ولادت ہوئی تو آپ کے والدِ محترم نے آپ کا نام سید عثمان رکھا کیونکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کے والد ماجد سید ابراہیم کبیرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے والہانہ محبت تھی۔ اسی مناسبت سے آپ نے اپنے فرزند ارجمند کا نام سید عثمان رکھا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کا نام شاہ حسین رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب میں آنا:

آپ کے والد محترم سید ابراہیم کبیرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جب شادی ہوئی تو ایک مدت کے بعد ایک دن آپ نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دیدار حاصل کیا اور آپ نے عرض کیا، یا امیر المومنین! آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں میرے حق میں دعا فرمائیں کہ وہ مجھے نیک اور صالح فرزند سے نوازے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو ایک فرزندِ صالح سے نوازے گا لیکن میری اس بات کو یاد رکھنا کہ جب اس کی ولادت ہو تو اس کا نام گرامی محمد عثمان رکھنا اور جب اس کی عمر ۳۸۴ یوم ہو جائے تو اس کو لے کر مدینہ منورہ میں حاضری دینا حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کرنے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہونا اور ان کو سلام کرنا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا خواب پورا ہوا اور آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے والد محترم نے آپ کا اسم گرامی

Marfat.com

محمد عثمان رکھ دیا اور پھر جب آپ ۳۸۴ یوم کے ہو گئے تو آپ کو لے کر مدینہ منورہ کا رخت سفر باندھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر روضۂ رسول ﷺ پر حاضری دی اور پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرنے کی غرض سے جنت البقیع میں گئے۔

القاب

لعل:

آپ عموماً لال رنگ کے کپڑے پہنے رہتے تھے اس لئے انہیں لال کہا جاتا ہے۔ (تذکرہ الانساب)

حضرت جلال الدین بخاری بھی سرخ رنگ کے کپڑے پہنے رہتے تھے اور انہیں بھی مرشد نے "سرخ" خطاب عطا کیا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی حیات میں لال لباس زیادہ تر زیب تن فرمایا کرتے اور لال لباس کو پسند فرمایا کرتے تھے اس بنا پر لوگوں نے لال کہنا شروع کر دیا اور آپ کو لال کے نام سے جاننے لگے اور لوگ بھی آپ کے لال لباس سے بہت محبت کرتے۔ آپ کے لال لباس پہننے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ لال لباس پہنا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی لال لباس کو پسند کیا کرتے اور اکثر لال ہی پہنتے۔ ایک بار حضور نبی کریم ﷺ نے بھی آپ رضی اللہ عنہ کو لال لباس میں دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ "اے حسین رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ پر لال لباس بہت اچھا لگتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس لباس میں خوبصورت نظر آتے ہیں۔" اسی بنا پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لال لباس پسند فرمایا: (پرواز قلندر)

بعض روایات کے مطابق لعل ایک قیمتی پتھر ہے جس کی رحمت آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ آپ کا یہ لقب اس لئے پڑا کہ آپ کا چہرۂ مبارک لعل کی طرح چمکتا اور دمکتا رہتا تھا۔

Marfat.com

شہباز:

شہباز کے لغوی معنی کچھ اس طرح ہیں۔ شہہ کے معنی سردار اور باز کے معنی ہیں اڑنا تو اس کا مخفف ہوا اڑنے والوں کے سردار۔

شہباز کا لقب بہت زیادہ شہرت یافتہ ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ آپ کی ولادت سے قبل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کے والد ماجد سید ابراہیم کبیرالدین کو خواب میں یہ بشارت دی گئی کہ آپ کو عنقریب ایک "باز" عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ جب سید عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ کو شہباز کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ تذکرہ الانساب کی روایت کے مطابق جب آپ کو اپنے مرشد پاک سے خلافت کا اعزاز حاصل ہوا تو آپ کو شہباز کا لقب بھی مرحمت ہوا۔

قلندر:

قلندر کا لقب آپ کو اس لئے ملا کہ آپ نے تمام نفسانی خواہشات ولذات کو چھوڑ کر اپنی زندگی عبادت الٰہی میں گزار دی۔

سیف اللسان:

سیف اللسان کا لقب اس لئے حاصل ہوا کہ آپ جو کچھ ارشاد فرماتے وہ پورا ہو جاتا تھا۔ (قلندر نامہ سندھی)

شمس الدین:

شمس الدین لقب انہیں تبلیغ اسلام کے صلہ میں ملا، آپ اپنے وقت کے ایک جید عالم تھے اور خدمت دین اور تبلیغ اسلام کیلئے ایسے عیاں اور روشن تھے جیسے آفتاب۔

مخدوم:

آپ کا لقب مخدوم بھی ہے چونکہ آپ کو علوم ظاہری اور علوم باطنی میں کمال درجہ مہارت تھی اور ان علوم میں آپ کو مکمل دسترس بھی حاصل تھی۔ اس لئے مخدوم کے لقب

11/5/2

Marfat.com

سے بھی یاد کئے جانے لگے۔

وطن عزیز

مروند:

حضرت لعل شہباز کا وطن مروند تھا۔ مروند کا شہر تبریز سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس شہر کو مہند بھی کہا جاتا ہے۔ یہ شہر بہت پرانا ہے۔

یہ شہر اس وقت آذربائیجان کا دارالخلافہ تھا۔ دریا کے کنارے خوشنما شاداب منظر کے سبب مشہور تھا، یاقوت نے لکھا ہے کہ اس شہر کو کردوں نے تخت و تاراج کیا۔ کردوں کے حملہ کے بعد قلعہ برباد ہوگیا اور شہر کی ہیبت و شان جاتی رہی۔ کرد اہل موہند کو اپنا غلام بنا کر لے گئے۔ مدتوں یہاں خاک اڑتی رہی۔ انسانی آبادی سے یہ شہر مدتوں خالی رہا۔ مستوفی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر نہر روڈ پر واقع تھا۔ اس نہر کی کافی وسعت تھی۔ نوہاتھ زمین کے اندر بہتی تھی۔ مروند کی خوشحالی اور رونق ختم ہوچکی تھی۔ یہ شہر قرمز کے کیڑوں کی وجہ سے مشہور تھا جن سے لالی رنگ تیار ہوتا ہے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ اس شہر کے نواح میں بہت سی بستیاں بھی تھیں۔

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا وطن آذربائیجان ہے اور شہر کا صحیح نام مرند ہے مرند سے مروندی ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔

تاریخ شواہد:

آپ کے وطن کے بارے میں جو تاریخی شواہد کتب میں موجود ہیں ان کے تاریخی اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

۱- حکیم فتح محمد سہوانی اپنے قلندر نامے میں لکھتے ہیں کہ آپ کا اصل وطن مروند تھا جو تبریز اور آذربائیجان کی طرف اقلیم پنجم میں ہے۔

۲- ''لب تاریخ سندھ'' کے مصنف نے آپ کا وطن ہرات (افغانستان) بتلایا ہے اور لکھا ہے کہ لعل شہباز قلندر مسیمند سے تعلق رکھتے تھے لیکن اس پر کسی نے اتفاق

Marfat.com

نہیں کیا۔

۳- ''مآثرالکرام'' کے مصنف نے ''تذکرہ مشائخ سندھ'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ کا وطن ''مرند'' تبریز کے دیہات میں سے ایک ہے۔

۴- شیخ اکرام نے ''آب کوثر'' میں بھی یہی بتایا ہے روزنامہ ''الوحید'' کے سندھ آزاد نمبر میں بھی لکھا ہے کہ ''آپ آذربائیجان (آرمینیا) کے گاؤں ''مرند'' میں پیدا ہوئے۔''

۵- محبوب علی چنا نے بھی ''مرند'' ثابت کیا ہے اور یہ نام ''مرند'' ہی ممکن ہے کیونکہ ''مروند'' کے نام سے ہمیں تواریخ، قدیم جغرافیوں اور سفرناموں میں کسی شہر کا نام نہیں ملتا البتہ ''مرو'' نامی شہر کا پتہ چلتا ہے جو کہ ''ہرات'' کے شمال میں کشک نامی شہر کے قریب ہے جہاں پر روس اور افغانستان کی سرحدیں آملتی ہیں۔ اس طرح یہ ۱۶۰ میل شمال میں ایک خشک لق و دق صحرا میں خیابان ہے۔ اس شہر کی قدامت سکندر اعظم کے عہد کے آثار سے لگائی جاسکتی ہے کہ یہ اس زمانہ تک کتنا عالی شان شہر تھا اور یہ اس زمانہ تک علم وعرفان اور آسودگی کا مرکز تھا۔

۶- اصطخری ابن حوقل نے اپنی کتاب میں اس شہر کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ایک عالی شان شہر تھا اور مزید بیان کیا ہے کہ سلاجقہ کے زمانہ میں یہاں ایک بلند پایہ مدرسہ تھا جسے ہم یونیورسٹی کا درجہ دے سکتے ہیں۔ اس زمانہ میں اسے ''مرو'' سے ''مرادالردو'' کو جدا کرنے کیلئے ''مرو شاہجان'' کہا جاتا تھا جو کہ آج کل روس کی حدود میں ہے۔

خراسان میں ''مرو'' کے علاوہ ''میمنہ'' نامی شہر بھی ملتا ہے جس کا پہلے ''الیھودان'' یا ''الیھودیہ'' نام تھا جو ''جوزجان'' کے علاقہ میں ہے۔ یاقوت نے اس کا نام ''الیھودان الکبریٰ'' لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ پہلے اس علاقے میں یہودی آباد تھے اور پھر جب بندوکنندرے نے بیت المقدس شہید کیا تو اس کے بعد اس کا شہر کا نام ''میمنہ'' یعنی مبارک شہر رکھ دیا گیا لیکن آذربائیجان شہر میں مرند نامی شہر کا نام ہی ملتا ہے اور اکثر

Marfat.com

محققین نے اس بات پر اتفاق رائے ظاہر کیا ہے کہ حضرت عثمان بن سید کبیر کا اصل وطن مرند آذربائیجان ہی ہے۔

مرند شہر کے بارے میں بیان کیا ہے کہ:

''مرند'' کا شہر دریائے ''خدی'' کے دہانے پر دریا کی ایک شاخ کے کنارے پر واقع ہے جو کہ خدی میں آملتی ہے۔ یہ شہر آذربائیجان کی حدود میں ہے اور تبریز سے شمال میں تقریباً ۴۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

مقدسی نے چوتھی صدی ہجری میں اس کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس میں ایک چھوٹا سا قلعہ اور خوبصورت سی مسجد ہے اور شہر کی بیرونی آبادی باغات سے بھری ہوئی ہے اور اس میں ایک صاف ستھرا اور بارونق بازار ہے۔

یاقوت نے لکھا ہے کہ ''اس شہر کو 'کردوں' نے برباد کر دیا اور اسے لوٹنے سے پہلے یہاں کی آبادی کو قیدی بنالیا۔''

مقدسی نے لکھا ہے کہ جس دریا پر ''مرند'' واقع ہے اس کا نام ''زولو' یا ''زکویر'' ہے اور یہ وسیع اور عالی شان شہر ہے اور یہ شہر ''سرخ رنگ'' بنانے کی صنعت میں شہرہ آفاق ہے۔ شہر کے گردونواح میں سات گاؤں یا قصبات ہیں جو سب اس میں شامل ہیں۔

مذکورہ حقائق و دلائل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کا اصل نام ''مرند'' ہے لیکن بعد میں لوگوں نے ''ی، و'' کا اضافہ کر لیا اور اس طرح اب اسے ''مروندی'' کہا جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ خود قلندر شہباز نے اپنے ایک شعر میں اسے ''مروند'' استعمال کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوسرے ممالک بالخصوص برصغیر میں ''مرند'' کو ''مروند'' کہا جاتا ہے۔ ایس لئے خود شہباز قلندر نے دوسرے ممالک کی سیاحت کے بعد اس کا نام ''مرند'' تحریر کیا ہے اور سندھ میں عام طور پر ''مروند'' مشہور ہے۔ وہ شعر یہ ہے:

منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم
ملامت ہے کند حلقے پروانہ کہ من واری رقصم

Marfat.com

حدیقۃ الاولیاء میں ان کی شان میں جو قصیدہ ہے اس کے بیت میں بھی اسے ''مروندی'' کہا گیا ہے۔

دم بدم رحمتِ خدا وندی
باد بر روح شاعر مروندی

شجرہ نسب:

آپ کا شجرہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق تک جا ملتا ہے مگر مختلف کتب میں جو شجرہ جات درج ہیں ان میں اسما گرامی کی کمی بیشی ہے۔ اس لئے تاریخ کتب کے حوالہ سے شجرہ جات یہاں منقول کئے جاتے ہیں۔

(۱) تحفۃ الکرام میں آپ کا شجرہ نسب یوں درج ہے:

حضرت عثمان مروندی بن سید کبیر بن سید شمس الدین بن سید نور شاہ بن سید محمود شاہ بن سید احمد شاہ بن سید ہادی بن سید مہدی بن سید منتخب بن سید غالب بن سید منصور بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۲) لُب تاریخ سندھ میں آپ کا شجرہ نسب یوں درج ہے:

حضرت عثمان مروندی بن سید کبیر بن سید شمس الدین بن سید نور شاہ بن سید محمود شاہ بن سید احمد شاہ بن سید ہادی بن سید مہدی بن سید منتخب بن سید غالب بن سید منصور بن سید اسماعیل بن امام محمد بن جعفر صادق علیہ السلام۔

(۳) کتاب تعارف ہندی میں آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل لکھا گیا ہے:

سید عثمان شہباز قلندر بن سید ابراہیم کبیر الدین بن سید شمس الدین بن سید نور شاہ بن سید مشتاق بن سید محمود بن سید ہادی بن سید مہدی بن سید منظر بن سید غالب بن سید منصور بن سید نور الدین بن سید اسماعیل بن سید امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۴) تاریخ اولیاء گجرات میں آپ کا شجرہ نسب یوں مرکوز ہے۔

''سید عثمان بن سید حسن بن سید محمود بن سید صدر الدین بن سید شہاب الدین بن

Marfat.com

نصیرالدین بن شمس الدین بن صلاح الدین بن اسلام الدین بن مومن شاہ بن خالوشاہ بن محب الدین بن محمد سبزواری بن عبدالمجید بن غالب الدین بن احمد بن منصور بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل عروج اکبر بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۵) خزینہ الاصفیاء میں مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا شجرہ نسب یوں منقول کیا ہے۔

"سید عثمان بن حسن کبیرالدین بن شمس الدین بن سید صلاح الدین بن سید شاہ بن سید خالدالدین بن سید محب بن مشتاق بن سید نورالدین بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

تعلیم وتربیت

آپ نے بچپن میں ابتدائی منزلیں باپ کے سائے میں گزاریں، آپ کے والد مشائخ تبریز میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا۔ اہل علم باپ کی وجہ سے حافظ محمد عثمان کو اہل اللہ کی بچپن سے صحبتیں میسر آئی تھیں۔ اس طرح فیوض و برکات اور علم دین کے گہرے نقش ان کے لوح دل پر ثبت ہوئے تھے۔ وقت آیا کہ ایمان و یقین کی ایسی دولت ہاتھ آئی کہ فکر وتحریر کا ان پر دروازہ کھل گیا۔ بچپن میں ایسی مجالس میں شریک ہوتے تھے جن میں موت اور قیامت کے منظر کو یاد کیا جاتا ہے۔ ان مجالس میں قرآن کی وہ آیات تلاوت کی جاتیں جن کا تعلق حشر' جزا اور سزا سے ہے، لوگوں کا عجیب حال ہوتا۔ آنکھوں سے آنسو بہتے، نفس کا محاسبہ کرتے، فضا استغفار سے گونجتی تھی۔ نیکی اور راست بازی! بچپن میں ان کا شعار بن گئی تھی۔ علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ تحقیق وتجس کی طرف طبیعت بہت زیادہ راغب تھی۔

آپ کے تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں منقول ہے کہ آپ جب پڑھنے کے

Marfat.com

قابل ہوگئے تو آپ کو اپنے علاقے کی مسجد میں اسلامی تعلیم کے حصول کی غرض سے بھیجا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ سے بہت زیادہ پیار کرتی تھیں اور چاہتی تھیں کہ میرا بیٹا دینی علوم حاصل کرے۔ چنانچہ آپ نے ابتدائی طور پر دینی تعلیم اپنے گاؤں کی مسجد سے حاصل کی۔ آپ کا ذہن بڑا روشن اور تیز تھا۔ جلد ہی آپ نے قرآن پاک پڑھنے کے ساتھ ساتھ ابتدائی دینی مسائل بھی سیکھ لئے۔ 6 برس کی عمر تک دین کے چیدہ چیدہ مسائل نماز، روزہ اور طہارت کے بارے میں ضروری مسائل سے آپ کو مکمل طور پر آگاہی حاصل ہو چکی تھی۔ 6 برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک پڑھ لیا تھا۔ اب آپ کو یہ شوق پیدا ہوا کہ قرآن پاک حفظ کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے شوق کے مطابق قرآن پاک حفظ کرنا شروع کر دیا اور سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔ جب آپ قرآن پاک کے حافظ ہو گئے تو دیگر دینی علوم سیکھنے کی طرف توجہ دی اور رغبت کی اور تھوڑی ہی مدت میں اس قابل ہو گئے کہ عربی اور فارسی زبانوں میں بھی مہارت حاصل کرلی۔ گویا کہ بچپن میں ہی آپ روشن دماغ اور ذہین تھے۔ وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خصوصی فضل و کرم تھا وہ آپکی ذات بابرکت سے اپنے بندوں کی ہدایت کا کام لینا چاہتا تھا۔ جلد ہی آپ میں اس درجہ قابلیت کا بلند معیار پیدا ہو گیا کہ اپنے گاؤں میں جس قدر دینی تعلیم حاصل کر سکتے تھے اس سے مکمل طور پر آگاہی حاصل کرلی۔ اب مزید تعلیم حاصل کرنے کا شوق آپ کے دل میں موجزن ہو رہا تھا اور چاہتے تھے کہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے گاؤں سے باہر کا سفر کر کے حصول علم کیلئے علمائے کرام کی خدمت میں جایا جائے مگر والدہ ماجدہ کی محبت، خدمت اور اطاعت آڑے آجاتی اور اپنا ارادہ تبدیل فرما دیتے حتیٰ کہ اس طرح بیس سال گزر گئے۔ آپ نے والدین کی خدمت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائے رکھا اور اس میں لمحہ بھر کیلئے بھی کوتاہی نہ کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو بھی آپ سے شدید محبت تھی اور وہ گوارا نہ کرتی تھیں کہ آپ ان سے دور رہیں یا ان کو چھوڑ کر دور دراز کے سفر پر جائیں۔ اس لئے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شوق پر اپنی والدہ کی خدمت و

Marfat.com

اطاعت کو مقدم جانا مگر علم کی طلب کا شوق آپ کے اندر پروان چڑھتا رہا اور اس میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوئی۔

پھر وہ وقت آیا جو کہ ہر ایک ذی روح پر آتا ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک ابھی اٹھارہ برس کی تھی کہ آپ کے والد ماجد وصال فرما گئے۔ والد محترم کے وصال کے بعد آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت اور اطاعت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور اپنے آپ کو والدہ ماجدہ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ جب عمر عزیز بیس برس میں داخل ہوئی تو والدہ ماجدہ کا ساتھ بھی چھوٹ گیا۔ وہ بھی پردہ فرما گئیں۔ والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد کچھ عرصہ تک آپ بڑے غمگین رہے اور اللہ تعالیٰ سے صبر کی دعا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر جمیل عطا فرمایا اور آپ کے قلب کو سکون حاصل ہوا تو آپ نے اپنے دینی علوم کو حاصل کرنے کے شوق کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے سفر کی تیاری کا ارادہ کیا اور اس مقصد کیلئے نکل پڑے۔ علماء کرام کی وعظ و نصیحت کی مجالس و محافل میں شرکت کرتے اور فیض حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم پہلے ہی آپ کے شامل حال تھا اس لئے علم کی پیاس بجھاتے رہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عربی زبان و علم میں خاص دسترس رکھتے تھے۔ چنانچہ تاریخ کے حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں تشریف لائے تو وہ زمانہ غیاث الدین بلبن کی حکمرانی کا تھا جو کہ التمش کے غلاموں میں سے تھا۔ عارفوں اور زاہدوں کا بڑا قدردان تھا۔ اپنا زیادہ وقت عبادت میں گزارتا تھا۔ دن کو نفلی روزے رکھتا اور رات عبادت کرتا رہتا تھا پھر نماز با جماعت کا پابند تھا اس کے علاوہ اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد بھی پڑھتا تھا۔ حج کے دنوں میں ساری ساری رات قیام کرتا۔ سفر و حضر میں بھی اوراد و وظائف ترک نہ کرتا۔ کبھی بے وضو نہ رہتا۔ دسترخوان پر بیٹھتا تو علماء کرام کی موجودگی کے بغیر کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھاتا۔ کھانے کے دوران علماء کرام سے دین کے مسائل پوچھتا رہتا۔ کھانے کی مجلس میں دانشمند حضرات اس کے سامنے بحث و مباحثہ کرتے۔ علماء و مشائخ

Marfat.com

کا بے حد احترام کرتا تھا۔ بزرگانِ دین سے ملنے خود ان کے در پر حاضری دیتا۔ دین اسلام سے اس قدر لگاؤ رکھتا کہ باجود شان وشوکت رکھنے کے اگر سن لیتا یا دیکھ لیتا کہ مسجد میں لوگ جمع ہیں اور کوئی واعظ تقریر کر رہا ہے تو فوری طور پر مسجد میں آجاتا اور لوگوں کے درمیان بیٹھ جاتا۔ واعظ سن کر بہت روتا۔

علماء ومشائخ کے اس قدر دان حکمران غیاث الدین بلبن نے جب سنا کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں تشریف لائے ہیں تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کافی دیر تک آپ کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ عقیدت ومحبت کے ساتھ مؤدبانہ انداز اختیار کئے رکھے پھر آپ سے ملتان میں قیام کئے رکھنے کی درخواست کی مگر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعوت قبول کرنے سے معذرت کردی۔

ملتان میں آپ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ سلطان محمد نے ایک محفل کا انعقاد کیا۔ یہ عربی سرود کی محفل تھی۔ اس محفل میں حضرت شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ دوران محفل ایک موقع ایسا بھی آیا کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ صدرالدین عارف ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں عالم وجد میں آگئے اور بے اختیار رقص کرنا شروع کردیا۔ خود سلطان محمد کا بھی یہی حال تھا۔ اس سے بخوبی طور پر یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عربی علوم میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے اور جس قدر تعلیم حاصل کی تھی اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر علم آپ کے پاس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا خصوصی فضل وکرم نازل کیا ہوا تھا۔

سلسلہ بیعت:

حضرت سید عثمان مروندی المشہور سید حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیونکہ مادرزاد ولی تھے آپ بچپن ہی سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے تھے آپ سے بے شمار خوارق عادات کا ظہور ہوا۔ جب آپ کو مرشد کامل کی تڑپ پیدا ہوئی تو اس زمانہ

Marfat.com

میں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے ایک بزرگ جو کہ کربلائے معلیٰ میں رہتے تھے آپ صوم وصلوٰۃ اور شریعت محمدی کے سختی سے پابند تھے آپ اپنا زیادہ تر وقت یادالٰہی میں گزارتے تھے اور آپ سے بے شمار کرامات کا بھی ظہور ہوا۔ آپ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے اور آپ کی شہرت بے پناہ تھی۔ آپ کا نام حضرت شیخ ابواسحاق بابا سید ابراہیم قادری تھا۔

ایک رات کا ذکر ہے کہ خواب میں اپنے جدامجد حضور غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ جوان سے فرمارہے ہیں مروند میں سید عثمان کی جانب توجہ کریں اوران کی روحانی منازل طے کروائیں۔ سلوک کی تمام منازل طے کرانے میں ساتھ دیں۔ جب حضرت بابا سید ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کیلئے چل پڑے۔ آپ سے ملاقات فرمائی اور آپ کو اپنے سینہ کے ساتھ لگایا اس کے ساتھ ہی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے حضرت بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلے سے ہی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہر روز کی ملاقات سے مرشد کی محبت دل میں راسخ ہوگئی۔ ایک دن عصر کی نماز کے بعد حضرت بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مروند کے مشائخ عظام کو جمع کیا اور ایک محفل کا انعقاد کیا۔ اس محفل میں آپ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلسلہ قادریہ میں داخل فرمایا اور پھر باطنی توجہ ڈال کر معرفت وسلوک کی منازل طے کرانے میں مشغول ہوگئے۔ حضرت بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باطنی توجہ سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت مزید اجاگر وموجزن ہوگئی۔ تقریباً ایک سال تک حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید ابراہیم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اپنا بیشتر وقت گزارا۔ اس قدر تھوڑے عرصہ میں ہی آپ نے باطنی علوم میں کمال درجہ کامیابی حاصل کرلی۔ مرشد کی خصوصی شفقت اور نگاہ کرم کی

Marfat.com

بدولت آپ کا قلب پاک اس قدر منور ہو گیا کہ ایک مرتبہ پھر حضرت سید بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خصوصی محفل کا انعقاد کیا۔ اس محفل میں ہرات اور مروند کے مشائخ عظام کو بھی مدعو کیا گیا اور سلسلہ قادریہ کی دستار خلافت سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نوازا۔ حضرت سید ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طرز سلسلہ طریقت دو واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔ شجرہ طریقت حسب ذیل ہے۔

شجرۂ طریقت

(۱) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) حضرت سید بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت مرتضیٰ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت شیخ احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حضرت ابوالحسن شکاری رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت خواجہ الفرخ مظفر طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) حضرت خواجہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(۱۵) حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ

(۱۶) حضر امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

(۱۷) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

(۱۸) حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ

(۱۹) حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ

(۲۰) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

(۲۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۲۲) سرور کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد کامل کا نسب نامہ حسب ذیل ہے جو چند واسطوں سے حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

نسب نامہ مرشد کامل:

حضرت سید بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ بن سید محمود بن سید جعفر بن سید مغفور بن سید علی بن سیّد ابی طالب بن سید محمد بن سید علی بن سید ہبیر اللہ بن سید یعلب بن سید محمد بن سید احمد بن سید محمد حسن بن سید محمد ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ:

بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کو مروند اور اطراف کے علاقوں میں بڑی مقبولیت حاصل تھی اور آپ طریقت وحقیقت کے نامور عارف کامل سمجھے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ دو واسطوں سے حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملتا ہے یعنی وہ حضرت مرتضیٰ سبحانی کے مرید تھے اور وہ حضرت شیخ احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اور ان کو شرف بیعت حاصل تھا۔ حضرت محبوب سبحانی سے صاحب موج کوثر اور صوفیائے سندھ کے بیانات واضح ہوتا ہے کہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سال متواتر حضرت بابا ابراہیم صاحب قادری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مصروف عبادت و ریاضت رہے اور

Marfat.com

اس قلیل مدت میں آپ کا قلب اتنا منور ہو گیا کہ حضرت بابا ابراہیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے مشائخ مروند و ہرات کی ایک خصوصی مجلس میں قلندر صاحب کو قادریہ سلسلہ کی دستارِ خلافت سے نوازا اور اس طرح آپ اوائل عمر میں قادریہ سلسلہ سے وابستہ ہو کر اس سلسلہ کے اہل معرفت میں شمار ہونے لگے۔

☆☆☆

Marfat.com

ہمسفرانِ شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مختلف اولیاء وصوفیائے کرام کی روح پرور صحبتوں سے مستفیض ہوئے اور ان کے ساتھ سیر وسفر کرتے رہے، جن میں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات رہی۔

اس جگہ پر میں مناسب سمجھوں گا کہ ان بزرگوں کے کچھ مختصر سے حالات پیش کروں کیونکہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی صحبت سے مستفیض ہوئے تاکہ پڑھنے والے قاری کو ان بزرگوں کے مقام کے بارے پتہ چلے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کن پایہ اولیاء کے ساتھ رہے۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے ان اکابر اولیاء سے ہیں جن پر زمانہ ہمیشہ فخر کرتا رہے گا۔ آپ سلطان السالکین اور شمس العارفین تھے۔ زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور آپ کی خدمت اسلام ہمیشہ زندہ وتابندہ رہے گی۔

حسب ونسب:

حضرت بابا صاحب کے والد ماجد، جمال الدین سلیمان، سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں ترک وطن کرکے ہندوستان آئے۔ پہلے لاہور میں قیام کیا، پھر

Marfat.com

قصور چلے گئے، پھر ملتان میں رہنے لگے۔ یہیں آپ نے ملا وجہہ الدین کی صاحبزادی سے شادی کر لی۔ شادی کے بعد آپ کھتوال (چاولی مشائخ) میں مقیم ہو گئے۔

آپ کا سلسلہ نسب فرخ شاہ بادشاہ کابل اور سلطان ابراہیم ادھم کے واسطے سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش قصبہ کھتوال میں جس کا موجودہ نام دیوان چاولی مشائخ ہے جو بوریوالہ سے ۱۰ میل کے فاصلے پر ضلع وہاڑی ۵۷۱ھ میں ہوئی۔ ماں باپ نے آپ کا نام مسعود رکھا۔ فریدالدین لقب تھا۔ یہی فریدالدین اپنی نیکی، خدا خوفی اور پرہیزگاری کی وجہ سے دنیا میں بابا فرید اور گنج شکر کے لقب سے مشہور ہوئے۔

لقب گنج شکر کی وجہ:

ابھی بچے ہی تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ والدہ نے اپنے بچے کی تعلیم و تربیت کی۔ نماز کی پابندی کرانے کیلئے حضرت کی والدہ جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتی تھیں اور اپنے بچے مسعود سے فرمایا کرتی تھیں جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ ان کو شکر مل جاتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر حضرت سے کہا مسعود تم نے نماز پڑھی یا نہیں۔ حضرت نے جواب دیا ہاں اماں نماز پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر حضرت کی والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے اور اس وقت سے انہوں نے اپنے بچے مسعود کو شکر بار اور شکر گنج کہنا شروع کیا جو آج تک مشہور ہے۔

تعلیم و تربیت:

حضرت کی والدہ نے آپ کو کھتوال میں بہت اچھی تعلیم دلوائی تھی۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد عام رواج کے مطابق عربی اور

Marfat.com

فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ دوران تعلیم ایک دفعہ صوفی جلال الدین تبریزی کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اس قصبے میں کوئی اللہ کا بندہ بھی رہتا ہے۔ لوگوں نے نفی میں جواب دیا۔ البتہ یہ کہا کہ قاضی صاحب کا ایک لڑکا فریدالدین ہے، جو تعلیم کے بعد اپنا سارا وقت مسجد کے پیچھے عبادت میں گزارتا ہے۔ شیخ جلال الدین انہیں دیکھنے کیلئے گئے۔ راستے میں انہیں کسی نے انار پیش کیا۔ شیخ صاحب انار لے کر بابا صاحب کے پاس پہنچے اور یہ انار آپ کو دے دیا۔ بابا صاحب روزے سے تھے۔ انار کو کاٹ کر آپ نے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک دانہ کہیں زمین پر گر گیا تھا، آپ نے اسے اٹھا کر رکھ لیا اور اسی سے روزہ افطار کیا۔ اس ایک دانے نے آپ کے اندر روحانی نور پیدا کر دیا۔

کھتوال میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ ملتان چلے آئے تاکہ وہاں مزید تعلیم حاصل کریں کیونکہ وہاں اس زمانے میں بڑے بڑے علماء پڑھاتے تھے۔ ملتان آ کر آپ نے مسجد شہاب الدین میں قیام کیا اور وہیں سے اپنی تعلیم مکمل کی۔

خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات:

جس زمانے میں بابا صاحب ملتان میں تعلیم حاصل کر رہے تھے ایک روز حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں آئے اور انہوں نے ایک مقام پر کچھ دن قیام فرمایا۔ نماز ادا کرنے کیلئے حضرت خواجہ صاحب اسی مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے جس میں حضرت بابا صاحب رہتے تھے۔ حضرت بابا فریدؒ کی حضرت قطب صاحب سے ملاقات کو تاریخ میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت بابا صاحب اس مسجد میں بیٹھے ہوئے نافع کا مطالعہ کر رہے تھے کہ ایک درویش وہاں آئے جنہوں نے آپ کو کتاب کے مطالعہ میں مصروف دیکھ کر پوچھا، یہ کیا پڑھ رہے ہو۔ حضرت نے کتاب سے نظر اٹھا کر اس درویش کو دیکھا اور جواب دیا نافع پڑھ رہا ہوں۔ اس درویش نے مسکرا کر پوچھا کیا یہ کتاب تم کو کچھ نفع دے گی؟ جونہی حضرت کی اس درویش سے آنکھیں چار ہوئیں ایک خاص اثر حضرت کے دل پر ہوا اور حضرت نے کھڑے ہو کر

Marfat.com

جواب دیا' جی نہیں مجھے اس کتاب سے نفع نہیں ہوگا بلکہ آپ کی نظر فیض اثر سے نفع ہوگا یہ کہہ کر حضرت نے فوراً اس درویش کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ مجھے مرید کرلیں خواجہ صاحب نے آپ کو مرید کرلیا۔ حضرت نے اس درویش سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرا نام قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ ہے اور میں دہلی جارہا ہوں۔ حضرت نے عرض کی مجھے بھی اپنے ساتھ دہلی لے چلیے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابھی اپنی تعلیم پوری کرلو اس سے فارغ ہونے کے بعد دہلی آجانا اس طرح تعلیم مکمل کرنے تک آپ ملتان میں رہے۔

سیر و سیاحت:

تعلیم سے فارغ ہوکر آپ سیر و سیاحت کو نکلے۔ بابا صاحب کی سیاحتؒ کے متعلق مختلف بیانات ہیں۔ تاہم کہا جاتا ہے کہ آپ غزنی، بغداد، سیوستان، بدخشاں اور قندھار تشریف لے گئے۔ اس سیاحت میں بابا صاحبؒ نے بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملاقات کی اور کچھ مدت ان کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ بابا صاحب ان سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ اس عقیدت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے دوسرے بیٹے کا نام انؒ کے نام پر شہاب الدین رکھا۔ جب خواجہ اجل سنجری سے ان کی ملاقات ہوئی اور بابا صاحبؒ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے فرمایا آؤ شکر عالم! بڑے اچھے آئے۔

''بیٹھو''

بخارا میں شیخ سیف الدین باخرزی اور غزنی میں امام حدادی سے بھی ملاقات کی۔

سیوستان میں آپ شیخ اوحدالدین کرمانی سے ملے۔ انہوں نے بابا صاحب کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا: تم نے جو مشائخ کی خدمت کی ہے، وہ تمہارے لئے باعث سعادت ہوگی۔

دہلی میں آمد:

طویل سیر و سیاحت کے بعد حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد

Marfat.com

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ٹھہرنے کیلئے اپنے قریب ہی ایک حجرہ دے دیا جہاں آپ ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول ہو گئے۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بڑی دلچسپی سے آپ کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

خلافت:

انہی ایام میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے۔ انہوں نے جب حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذوق شوق دیکھا تو بڑے متاثر ہوئے۔ انہوں نے حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

''بابا بختیار! تم نے ایک ایسے شہباز کو گرفتار کیا ہے، جو سدرۃ المنتہیٰ کے سوا اور کہیں آشیانہ نہ بنائے گا۔ فرید ایک ایسا چراغ ہے، جو خانوادہ درویشاں کو منور کرے گا۔'' حضرت خواجہ غریب نواز نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ وہ بابا صاحب کو برکات سے نوازیں۔ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اپنے مرشد کی موجودگی میں میں یہ جرأت نہیں کرسکتا۔ اس پر خواجہ اجمیری نے فرمایا کہ آؤ ہم دونوں مسعود کو فیض اور نعمت سے سرفراز کریں۔ چنانچہ دونوں بزرگوں نے بابا صاحب کو اپنے درمیان میں کھڑا کرلیا اور توجہ دے کر باطنی نعمتوں سے مالا مال کردیا۔ اس کے بعد خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''مسعود! دادا پیر کے قدموں میں اپنا سر رکھو۔'' بابا صاحب نے خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔ انہوں نے پھر فرمایا۔ ''میں کہتا ہوں کہ دادا پیر کے قدموں میں سر رکھو اور تم میرے قدموں میں سر جھکا رہے ہو۔'' بابا صاحب نے جواب دیا۔ ''ان قدموں کے سوا اور کوئی قدم نظر نہیں آتے۔'' یہ جواب سن کر خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بختیار! مسعود ٹھیک کہتا ہے یہ اس منزل کے دروازے پر پہنچ گیا ہے۔ جہاں وحدت کے سوا دوئی کا نام باقی نہیں رہتا۔ پھر کیونکر اس کو تیرے سوا میں نظر آؤں۔

Marfat.com

ریاضت وعبادت:

حضرت بابا صاحب نے جو ریاضت وعبادت کی اس کے متعلق یہی رائے ہے کہ کوئی بزرگ حضرت بابا صاحب سے فضیلت نہیں لے جا سکتا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ بچپن ہی سے نماز کے بڑے پابند تھے اور یہ عادت ان کی نیک اور پارسا ماں کی اچھی تربیت کا نتیجہ تھی۔

چلہ معکوس:

حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب کو حکم دیا کہ وہ چلہ معکوس کریں۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ الٹے ہو کر اللہ کی یاد کریں۔ اس کیلئے کسی ایسی جگہ کی ضرورت تھی جو سب سے الگ تھلگ ہو۔ کیونکہ آپ شہرت سے نہ صرف گھبراتے تھے بلکہ نفرت کرتے تھے۔ اس مقصد کیلئے پہلے ہانسی گئے۔ لیکن کوئی مناسب جگہ نہ ملی۔ آخر اُچ گئے۔ جہاں قصبے کے باہر دور ایک پرانی مسجد تھی، جسے ''مسجد ح'' کہا جاتا تھا۔ وہاں ایک کنواں تھا جس پر ایک درخت کی شاخیں جھکی ہوئی تھیں۔ یہاں کا مؤذن خواجہ رشید الدین مینائی تھا جو ہانسی کا رہنے والا اور بابا صاحب کا معتقد تھا۔ بابا صاحب نے چند دن قیام کر کے رشید الدین کی اچھی طرح جانچ کی کہ وہ ان کا راز دار ہو سکتا ہے یا نہیں جب تسلی ہو گئی تو ایک رات انہوں نے نماز عشاء کے بعد اس سے فرمایا کہ وہ ایک رسی لائے۔ چنانچہ رسی لائی گئی جس سے ان کے پاؤں باندھ کر رسی کا دوسرا سرا درخت کی شاخ سے باندھ دیا گیا اور مؤذن نے ان کو کنوئیں میں الٹا لٹکا دیا۔ بابا صاحب نے مؤذن کو ہدایت کی کہ وہ ہر روز صبح کو انہیں نکال لیا کرے۔ چالیس رات تک آپ رات بھر کنوئیں میں الٹا لٹک کر اللہ اللہ کرتے رہے۔

ریاضت کا ایک واقعہ:

کہتے ہیں کہ بابا صاحب نے ایک مرتبہ دہلی کے حجرے میں اس قدر ریاضت و عبادت کی کہ آپ مین ہلنے جلنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ اس دوران میں خواجہ معین

Marfat.com

الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لائے اور بابا صاحب کو ان کے حجرے میں دیکھنے گئے۔ لیکن بابا صاحب اس قدر کمزور ہو چکے تھے کہ خواجہ صاحب کی تعظیم کیلئے بھی اٹھ نہ سکے۔ آخر لاٹھی کے سہارے سے اٹھے۔ ابھی چند قدم چلے تھے کہ لاٹھی پھینک دی کہ میں غیر کا سہارا نہ لوں گا۔

آپ ہمیشہ روزے سے رہتے۔ ماہ رمضان میں ہر رات تراویح کی نماز میں قرآن مجید ختم کرتے۔ بابا صاحب فرمایا کرتے کہ وہ ریاضت و عبادت جنت کیلئے نہیں اور نہ ہی دوزخ کے ڈر سے کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ ہے اس محبت کو جو انہیں سے ہے۔

طویل روزہ:

ایک موقع پر حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب سے فرمایا کہ وہ طے کا روزہ رکھیں۔ اس روزے میں افطار کے وقت پانی تو پی لیا جاتا ہے مگر کبھی تین دن، کبھی دس دن، کبھی مہینہ اور کبھی چھ مہینے اور کبھی ایک سال تک کچھ نہ کھایا جاتا۔ بابا صاحب نے مرشد کے حکم کے مطابق یہ روزہ شروع کیا اور تین دن تک کچھ نہ کھایا۔ تیسرے دن افطار کے وقت ایک شخص ان کیلئے کھانا لایا۔ انہوں نے اسے رزق غیب سمجھ کر کھا لیا مگر فوراً ہی طبیعت متلانے لگی اور قے ہوگئی۔ جب یہ واقعہ بابا صاحب نے اپنے مرشد سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا ''مسعود! تو نے اس دن اپنا روزہ ایک شرابی کے کھانے سے افطار کیا تھا لیکن خداوند کریم نے تجھ پر بڑا کرم کیا اور وہ کھانا تیرے پیٹ سے نکل گیا۔ اب پھر تین دن کا روزہ رکھ اور جو کچھ غیب سے ملے، اس سے روزہ افطار کرنا۔

بابا صاحب نے تین دن تک روزہ رکھا مگر افطار کے وقت کہیں سے کوئی کھانا نہ آیا۔ یہاں تک کہ ایک رات گزر گئی۔ کمزوری اور ضعف بڑھ گیا۔ بے اختیار ہو کر کچھ سنگریزے زمین سے پکڑ کر منہ میں ڈال لئے۔ جو قدرت خداوندی سے ان کے منہ میں جاتے ہی شکر بن گئے۔ خیال کیا کہ یہ کہیں دھوکہ نہ ہو، انہوں نے وہ شکر پارے منہ سے نکال دیئے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ آدھی رات ہوگئی۔ اب پھر ضعف نے

Marfat.com

شدت اختیار کرلی۔ آپ نے پھر زمین سے کچھ سنگریزے اٹھا کر منہ میں ڈال لئے وہ بھی منہ میں جاکر شکر بن گئے۔ بابا صاحب نے تین بار اس کو دہرایا۔ جب انہوں نے اپنے مرشد حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا ''مسعود! یہ دست غیب تھا۔ جاؤ تم ہمیشہ شکر کی مانند میٹھے رہو گے۔

ہانسی میں قیام:

جب بابا صاحب مرشد کی خدمت میں رہ کر کڑی سے کڑی ریاضتیں اور عبادتیں کر چکے تو آپ نے اپنے مرشد سے ہانسی میں قیام کرنے کی اجازت چاہی تاکہ سب سے الگ ہو کر اللہ کی عبادت کر سکیں۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا: ''فرید! تم ہانسی جاؤ گے؟ بابا صاحب نے عرض کیا ''جیسا حکم ہو اس کی تعمیل کروں گا۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم میری وفات کے وقت یہاں موجود نہ ہو گے۔ اس کے بعد آپ نے تمام حاضرین سے فرمایا کہ وہ بابا صاحب کی روحانی سربلندی کیلئے دعا کریں۔ دعا کے بعد حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب کو اپنی جائے نماز اور عصا عطا فرمایا اور کہا کہ وہ اپنا خرقہ دستار قاضی حمید الدین ناگوری کے پاس امانت رکھ دیں گے تم میری وفات کے پانچ روز بعد ان سے یہ چیزیں لے لینا۔ پھر فرمایا: ''میری جگہ تمہاری ہے۔'' اس کے بعد بابا صاحب ہمیشہ کیلئے اپنے مرشد سے جدا ہو گئے۔

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر اپنی جانشینی کا مسئلہ حل کر دیا۔ اس فیصلے سے دوسرے مرید جو اپنے آپ کو اس عزت کا مستحق سمجھتے تھے انہیں بڑی مایوسی ہوئی۔ لیکن شیخ کے فیصلے کے خلاف کوئی اپیل نہ ہو سکتی تھی۔ لہٰذا سب کو اپنے شیخ کا فیصلہ قبول کرنا پڑا۔

دہلی سے چل کر بابا صاحب ہانسی میں آ گئے۔ اس وقت ہانسی کی حیثیت ایک چھاؤنی کی سی تھی۔ بابا صاحب کا خیال تھا کہ یہاں وہ آرام و سکون سے عبادت و ریاضت میں مصروف رہ سکیں گے اور عوام انہیں پریشان نہ کر سکیں گے۔

Marfat.com

مگر یہاں بھی آپ کو چین نہ مل سکا جس کے وہ خواہشمند تھے۔ ہانسی میں ایک مشہور صوفی اور خطیب مولانا نور ترک تھے۔ ایک دن جمعہ کی نماز پڑھنے کیلئے بابا صاحب ان کی مسجد میں گئے۔ اگرچہ ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور ظاہراً طور پر وہ کوئی بڑے مذہبی اور عالم و فاضل شخص نظر نہ آتے تھے۔ لوگوں سے بھی کوئی شناسائی نہ تھی لیکن جب بابا صاحب مسجد میں داخل ہوئے تو مولانا ترک نے دیکھ کر کہا ''مسلمانو! اصراف سخن آ پہنچا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہانسی میں بہت جلد آپ کی شہرت پھیل گئی۔ بابا صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مولانا ترک نے میرے ایسے اوصاف بیان کئے کہ کسی نے کسی بادشاہ کے بارے میں ایسے الفاظ نہ کہے ہوں گے۔

مرشد کا وصال:

بابا صاحب ہانسی میں قیام فرما تھے جس رات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی، اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ قطب الدین آپ کو بلا رہے ہیں، صبح آپ ہانسی سے روانہ ہو کر تیسرے دن دہلی پہنچ گئے اور اپنے شیخ کے مزار کی زیارت کی۔ پانچویں دن قاضی حمید الدین نے مرشد کی عطا کردہ امانتیں بابا صاحب کے حوالے کیں۔ بابا صاحب نے دوگانہ ادا کر کے مرشد کے خرقے کو پہنا اور ان کے گھر میں جا کر مسند ہدایت کو زینت بخشی۔

قیام دہلی:

دہلی کی زندگی ہانسی سے بالکل مختلف تھی۔ دہلی میں شور و شغب کی دنیا تھی۔ ہر روز ان کو دعوتوں پر مدعو کیا جاتا تھا جس سے ان کا بہت سا وقت بیکار تقریبوں میں صرف ہو جاتا تھا۔ وہ اس شور و شغب سے بھاگ جانا چاہتے تھے لیکن مرشد کی مسند کو چھوڑنا بھی آسان نہ تھا لیکن ایک واقعہ نے بابا صاحب کو دہلی چھوڑنے پر آمادہ کر دیا۔

ہانسی سے ایک شخص آپ کی ملاقات کیلئے آیا۔ اس نے کئی روز رہ کر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی بڑی کوشش کی مگر دربان نے اندر نہ جانے دیا۔ ایک دن

Marfat.com

جب بابا صاحب باہر آئے تو وہ شخص دوڑ کر آپ کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر عرض کیا کہ آپ ہانسی میں تھے تو آپ سے ملنا کچھ مشکل نہ تھا مگر یہاں تو آپ سے ملنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

اس شخص کی اس بات نے بابا صاحب پر بڑا اثر کیا اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ دہلی میں نہیں رہیں گے۔ آپ کے اس فیصلے سے آپ کے مریدوں اور دوستوں کو بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے آپ سے کہا ''حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کیلئے یہ جگہ خاص کر دی ہے آپ کو یہ جگہ چھوڑ کر نہ جانا چاہیے۔

انہوں نے فرمایا ''میں جہاں جاؤں گا'' میرے پیر و مرشد کی دعائیں میرے ساتھ ہوں گی۔ شہر میں رہوں یا کسی جنگل بیابان میں!''

دہلی چھوڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سلطان التمش کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ترک امراء کی سازشوں نے شاہی اقتدار کو کمزور کر دیا۔ شہر کے علماء مختلف ترک امراء سے منسلک ہو گئے۔ شیخ بدرالدین غزنوی جو ہمیشہ دہلی میں رہتے تھے اور انہوں نے بابا صاحب کے مرشد کے ساتھ کام بھی کیا تھا وہ بابا صاحب کے قیام دہلی کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے۔ بابا صاحب نے پسند نہ کیا کہ کسی قسم کی رقابت یا مقابلے میں شریک ہوں اور آپ دہلی چھوڑ کر پھر ہانسی میں آ گئے۔ حضرت بابا صاحب کا یہ اقدام سلسلہ چشتیہ کیلئے بہت بابرکت ثابت ہوا۔

اجودھن میں قیام:

ہانسی میں جب لوگ کثرت سے آپکی زیارت کو آنے لگے تو آپ کی طبیعت یہاں بھی گھبرانے لگی۔ بابا صاحب محسوس کرتے تھے کہ ابھی ان کی روحانی تربیت کی مدت ختم نہیں ہوئی۔ وہ ایسے گوشہ عافیت کی تلاش میں تھے جہاں وہ اطمینان و سکون سے ریاضت و عبادت کر سکیں۔ چنانچہ آپ اپنے گاؤں کھتوال میں چلے آئے۔ وہاں بھی لوگ بکثرت آپ کی خدمت میں آنے لگے تو اجودھن میں تشریف لے گئے جہاں آپ آخری دم تک رہے۔ کہا جاتا ہے کہ بابا صاحب وہاں سولہ یا بیس برس تک رہے۔

Marfat.com

اجودھن، جسے آج کل پاکپتن کہا جاتا ہے، یہ ایک قدیم قصبہ تھا۔ اس کے قریب ہی دریائے ستلج کو پار کرنے کیلئے ایک گھاٹ بھی تھا اور کئی سڑکیں یہاں آ کر ملتی تھیں مگر بابا صاحب نے اس قصبے سے کچھ دور جنگل کے قریب اپنے لئے جگہ پسند کی۔ یہاں کچھ ہندو لوگ رہتے تھے جنہیں اعلیٰ ہندو اچھوت کہتے تھے۔ یہاں ہر جگہ سانپ اور بچھو رینگتے پھرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ایک سانپ نے بابا صاحب کو ڈس لیا تھا۔ یہاں کے لوگ بڑے بدمزاج اور بداعتقاد تھے اور جب انہوں نے بابا صاحب کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی تو بہت خوش ہوئے اور یہیں ڈیرے ڈال دیئے اور فرمایا کہ یہاں خوب اطمینان سے اللہ کی عبادت ہو سکے گی۔ جب آپ کی روحانی تربیت ذات ختم ہوگئی تو آپ نے عوام کیلئے اپنے دروازے کھول دیئے اور فرمایا ''ایک ایک کر کے میرے پاس آؤ تاکہ میں انفرادی طور پر توجہ دے سکوں۔'' اس طرح آپ لوگوں کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

وصال:

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال بروز منگل ۵ محرم ۶۷۰ھ کو ہوا۔ وصال سے قبل آپ کی صحت کچھ خراب ہوگئی اور آپ کو انتڑیوں کا مرض لاحق ہو گیا جو آپ کے وصال کا سبب بنا۔ آپ کے وصال کے متعلق حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ اس بیماری کے دوران حضرت بابا صاحب نے مجھے دہلی کی طرف رخصت کرتے ہوئے لباس خاص عنایت فرمایا۔ جب میں رخصت ہونے لگا تو بابا صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا، جاؤ، ہم نے تم کو خدا کے سپرد کیا۔ اس وقت مجھے آپ کی جدائی سے ایسا صدمہ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ میں دہلی آ گیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی ہے۔ یہاں تک کہ ایک رات آپ عشاء کی نماز کے بعد بے ہوش ہو گئے اور بہت دیر کے بعد ہوش آیا۔ ہوش میں آنے کے بعد آپ نے مولانا بدرالدین اسحاق سے پوچھا کہ میں نے عشاء کی نماز پڑھ لی ہے۔ مولانا بدرالدین اسحاق نے جواب دیا کہ حضور تو عشاء کی نماز وتر کے

Marfat.com

ساتھ ادا کر چکے ہیں، اس کے بعد آپ پھر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا، میں دوسری مرتبہ نماز عشاء ادا کروں گا۔ خدا جانے پھر یہ موقع ملے یا نہ ملے۔ مولانا بدرالدین کہتے ہیں کہ اس رات آپ نے تین مرتبہ نماز عشاء ادا کی۔ پھر فرمایا: نظام الدین دہلی میں ہے۔ میں بھی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت ہانسی میں تھا پھر آہستہ سے میرے کان میں فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ خرقہ جو مجھے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے عنایت کیا تھا، وہ نظام الدین بدایونی کو پہنچا دینا۔ پھر آپ نے وضو کیلئے پانی منگوایا۔ وضو کیا اور دوگانہ ادا فرمایا پھر سجدے میں چلے گئے اور سجدے میں ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ خواجہ نظام الدین کا کہنا ہے کہ وصال کے وقت آپ کی زبان پر یاحیی یا قیوم جاری تھا۔ اس کے بعد آپ کو اجودھن میں دفن کیا گیا جس کا نام پاکپتن رکھا گیا۔

مزار:

وفات کے وقت باباصاحبؒ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا خرقہ عصا کھڑاویں اور دوسرے تبرکات نظام الدین اولیاء کو دی جائیں۔ وہی میری قبر بھی بنائیں گے، چنانچہ باباصاحب کی نعش امانت کے طور پر دفن کی گئی۔ جب نظام الدین اولیاء اجودھن آئے تو یہ امانتیں حاصل کیں اور حضرت کو وہاں دفن کیا جہاں آج کل ان کا مزار ہے۔ ایک چھوٹا سا رقبہ تعمیر کیا گیا۔ مشرق اور جنوب کی طرف دروازے رکھے گئے۔

☆☆☆

Marfat.com

حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردی ملتانی

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی ان اکابر اولیاء سے ہیں جن کی بدولت سرزمین پاک و ہند میں فروغ اسلام کو تقویت حاصل ہوئی اور اس خطے میں سلسلہ سہروردیہ کو آپ نے بہت عروج دیا۔

حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی کے دادا مکہ شریف میں رہتے تھے۔ آپ کے دادا کا نام کمال الدین تھا جو بڑے خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ خوارزم سے ہجرت کر کے ملتان آئے اور یہاں آ کر مضافات ملتان کوٹ کروڑ میں سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی کے نانا مولانا حسام الدین ترمذی بھی منگولوں کے حملوں سے تنگ آ کر ہندوستان آئے اور کوٹ کروڑ کے علاقے میں رہنے لگے۔ کمال الدین علی شاہ نے اپنے صاحبزادے وجیہہ الدین کی شادی مولانا حسام الدین ترمذی کی بیٹی سے کردی جو کہ مولانا حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی کی والدہ ماجدہ تھیں۔ موصوفہ بڑی نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ ان کا نام نامی فاطمہ تھا۔

ولادت:

آپ کی ولادت بروز جمعۃ المبارک ۲۷ رمضان ۵۶۶ھ بمطابق ۱۱۷۰ء میں کوٹ کروڑ میں ہوئی۔

آپ کا نام بہاؤالدین اور کنیت ابو محمد اور ابو برکات تھی۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آثار بزرگی بچپن سے ہی آپ میں نمایاں ہوگئے تھے۔ آپ کے والد محترم جب تلاوت

Marfat.com

کلام پاک فرماتے تو آپ دودھ پینا چھوڑ دیتے اور تلاوت کی آواز سننے میں محو ہو جاتے تھے۔

حصول علم:

جب آپ کو مکتب میں داخل کروا دیا گیا تو ابتدائی ایام میں ہی آپ نے فرمایا اور جس وقت حق تعالیٰ نے (الست بربکم) فرمایا تھا اس وقت سے لے کر اب تک کے تمام واقعات مجھے یاد ہیں۔ آپ نے سات قرأت کے قرآن پاک کو سات سال کی عمر میں حفظ کر لیا تھا۔ آپ بہاؤالدین فرشتہ کے نام سے بھی مشہور رہے ہیں۔ آپ کی عمر بارہ سال تھی کہ آپ کے والدین یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ آپ انہی دنوں خراسان چلے گئے۔ وہاں سات برس تک علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی اور پھر بخارا پہنچ کر یہاں بھی مزید تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب بہت سارے بزرگوں کی صحبت صالحہ سے فیض یاب ہو گئے تو پھر حج بیت اللہ کیلئے حرمین شریفین حاضر ہوئے۔ حج و زیارت سے مشرف ہونے کے بعد پانچ سال تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ حضرت شیخ کمال الدین محمد یمانی مشہور محدث سے آپ نے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ موصوف شیخ کمال الدین ۵۳ سال تک حرم نبوی کے متولی کے طور پر خدمات انجام دیتے رہے۔ جناب حضرت بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی نے روضۂ رسول ﷺ کے پاس تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کیلئے مجاہدات شروع کئے۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے مقابر کی زیارت کیلئے بیت المقدس پہنچے یہاں سے بغداد تشریف چلے گئے۔

بیعت:

بغداد میں شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی صاحب عوارف کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ فوائد الفود میں حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتانی قدس سرہ اپنے مرشد کے پاس صرف ۱۷ دن ٹھہرے تھے کہ انہیں روحانی

Marfat.com

نعتیں اور خرقہ خلافت مل گیا، خانقاہ کے دوسرے درویشوں کے دل میں رشک پیدا ہوا اور انہوں نے شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سے شکایت کی۔ ہم سالہا سال سے ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول ہیں اور ابھی تک آپ کی خلافت سے مشرف نہیں ہوئے۔ لیکن یہ ہندوستانی چندروز میں ہی آپ کی خلافت سے سرفراز ہوگیا، ان کے جواب میں حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم لوگ گیلی لکڑیاں لے کر آئے تھے جن میں آگ دیر میں لگتی ہے اور بہاؤالدین زکریا خشک لکڑیاں لایا تھا جنہوں نے فوراً آگ پکڑ لی۔

سلسلہ طریقت:

حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کا سلسلہ طریقت کچھ اس طرح ہے۔

شیخ بہاؤالدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی، شیخ وجیہہ الدین سہروردی، شیخ ابوعبداللہ، شیخ اسود احمد دینوری، شیخ ممتاز علی دینوری، خواجہ جنید بغدادی، خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، خواجہ داؤ طائی، خواجہ حبیب عجمی، حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ٗحضرت علی رضی اللہ عنہ جناب سرورکائنات ﷺ۔

ملتان کو واپسی:

خرقہ خلافت سے سرفراز فرمانے کے بعد حضرت الشیوخ شہاب الدین سہروردی نے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ وہ ملتان جا کر رشد و ہدایت کے نور کو عام کریں۔ چنانچہ آپ اپنے شیخ کے ارشاد کے مطابق ملتان روانہ ہونے لگے تو حضرت شیخ جلال الدین تبریزی بھی جو اُس وقت وہاں مقیم تھے ٗ حضرت زکریا کے پیر بھائی اور ہمعصر بزرگ تھے۔ انتہائے محبت میں حضرت بہاؤالدین سے اجازت لے کر آپ کے ساتھ ہوگئے جب یہ دونوں بزرگ نیشاپور پہنچے تو شیخ جلال تبریزی حضرت شیخ فریدالدین عطار کی ملاقات کیلئے ان کے پاس تشریف لے گئے، ملاقات کے بعد جب واپس ہوئے تو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے ان سے

Marfat.com

پوچھا کہ آج کی ملاقاتوں میں کس درویش کو سب بہتر پایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ شیخ فریدالدین عطار کو، حضرت بہاؤالدین زکریا نے ان سے پوچھا کہ ان سے کیا صحبت رہی، جواب دیا کہ انہوں نے مجھ سے ملتے ہی پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں، میں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بغداد سے آ رہے ہیں، پھر انہوں نے پوچھا کہ وہاں کون درویش حق میں مشغول ہے؟ میں خاموش رہا، حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے فرمایا کہ تم نے اپنے مرشد شیخ شہاب الدین سہروردی کا نام کیوں نہ لیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس وقت شیخ فریدالدین کی عظمت میرے دل میں اس قدر بیٹھی ہوئی تھی کہ میں شہاب الدین سہروردی کو بھول گیا۔ یہ سن کر حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کو بے حد رنج ہوا اور وہ حضرت جلال تبریزی سے علیحدہ ہو کر ملتان چلے آئے اور حضرت جلال الدین تبریزی خراساں سے ہوتے ہوئے دہلی تشریف لے گئے۔

ناصرالدین قباچہ کی عقیدت مندی:

اس وقت ملتان کا حکمران ناصرالدین قباچہ تھا، جو سلطان شمس الدین التمش کا حریف بھی تھا، حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کا قلبی رجحان سلطان التمش کی طرف تھا، کیونکہ جیسا کہ ذکر آچکا ہے وہ اپنے زہد و تقویٰ دینداری اور شریعت کی پاسداری کے لحاظ سے اولیاء اللہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ ناصرالدین قباچہ نے سلطان التمش کو بڑھتی ہوئی سطوت و قوت کو دیکھ کر اس کے خلاف معاندانہ سازش شروع کی۔ اس کو ملتان کے قاضی مولانا شرف الدین اصفہانی اور خود شیخ بہاؤالدین زکریا نے پسند نہ کیا۔ قاضی اصفہانی بہت ہی متدین عالم تھے، انہوں نے دین کی فلاح اسی میں سمجھی کہ سلطان التمش کو قباچہ کی سازش سے مطلع کر دیں۔ شیخ بہاؤالدین زکریا نے بھی ان کی حمایت کی اور دونوں نے علیحدہ علیحدہ سلطان التمش کو خطوط لکھے مگر دونوں مکتوب قباچہ کے آدمیوں کے ہاتھ لگ گئے۔ قباچہ انکو پڑھ کر بہت مشتعل ہوا اور ایک محضر کے ذریعہ دونوں کو طلب کیا۔ جب دونوں مجلس میں تشریف لے گئے قباچہ نے شیخ بہاؤالدین زکریا کو اپنے دائیں جانب بٹھایا اور قاضی شرف الدین اصفہانی کو اپنے مقابل بیٹھنے کو حکم دیا اور ان کا خط ان

Marfat.com

کے ہاتھ میں دے دیا۔ قاضی شرف الدین اصفہانی نے خط پڑھ کر خاموشی اختیار کی۔ قباچہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اسی وقت وہ تہ تیغ کر دیے جائیں جلاد نے آگے بڑھ کر سر قلم کر دیا۔ جب شیخ بہاؤالدین زکریا کے ہاتھ میں ان کا مکتوب دیا گیا تو انہوں نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ بے شک یہ خط میرا ہے مگر میں نے حق تعالیٰ کے حکم سے لکھا ہے اور صحیح لکھا ہے۔ یہ سن کر قباچہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور اس نے معذرت کر کے شیخ بہاؤالدین زکریا کو اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کر دیا۔

شیخ الاسلام کے عہدے کی پیشکش:

آپ کو شیخ الاسلام بنانے کا واقعہ کچھ اس طرح سے ہے:

تبریزی نیشاپور میں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا سے علیحدہ ہو کر خراسان چلے گئے تھے، کچھ عرصہ کے بعد دہلی تشریف لائے۔ سلطان التمش ان کی عظمت اور بزرگی کی شہرت پہلے سے سن چکا تھا۔ چنانچہ جب وہ دہلی کے قریب پہنچے تو سلطان نے علماء و مشائخ کی ایک جماعت کے ساتھ شہر کے باہر جا کر ان کا استقبال کیا اور ان کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اتر آیا اور ان کو آگے کر کے خود پیچھے شہر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ تعظیم و تکریم شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ کو پسند نہ آئی۔ ان کے دل میں حضرت جلال الدین تبریزی کی طرف سے رشک وحسد کی آگ بھڑک آئی مگر اس کا اظہار نہیں کیا اور سلطان سے یہ خواہش ظاہر کی کہ حضرت جلال الدین تبریزی اس کی (یعنی نجم الدین صغریٰ) قیام گاہ کے قریب ہی فروکش ہوں اور قیام کیلئے ایک مکان تجویز کیا جو بیت الجن کے نام سے مشہور تھا۔ سلطان نے اپنے عزیز اور محبوب مہمان کو جنوں کے مکان میں ٹھہرانا پسند نہ کیا مگر نجم الدین صغریٰ نے کہا اگر حضرت جلال الدین تبریزی کامل درویش ہوں گے تو مکان خود جنات سے پاک ہو جائے گا اور اگر ناقص ہوں گے تو اپنے فریب کی وہیں سزا پائیں گے۔ یہ گفتگو بالکل علیحدہ ہوئی تھی کہ حضرت جلال الدین تبریزی نے خود اس مکان میں رہنے کا اعلان کر دیا۔ جب وہ اس مکان میں داخل ہوئے تو ان کی برکت سے مکان تمام بلاؤں سے پاک ہو گیا اور ان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا۔ دوسرے روز

Marfat.com

خواجہ بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کیلئے شہر کی تنگ گلیوں میں سے ہو کر چلے، حضرت بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کو کشف ہوا کہ حضرت جلال الدین تبریزی ان سے ملنے آ رہے ہیں تو وہ گلیوں میں ہوتے ہوئے ان کے استقبال کو بڑھے۔ راستے میں قران السعدین واقع ہوا جس وقت حضرت خواجہ جلال الدین خواجہ بختیار کا کی کے ہمراہ ان کی خانقاہ میں پہنچے، اس وقت یہاں مجلس سماع ہو رہی تھی، فقرا، جمع تھے۔ اس بیت پر خواجہ صاحب کو وجد آ گیا۔

در میکدہ وحدت ایثار نمی گنجد   درعالم یکرنگی اغیار نمی گنجد

سلطان التمش حضرت جلال الدین تبریزی کے ساتھ مرشد کا یہ لگاؤ دیکھ کر ان کا اور بھی معتقد ہو گیا۔ اس سے نجم الدین صغریٰ کا حسد اور زیادہ تھا۔ ایک روز موسم بہار میں سلطان التمش نے فجر کی نماز سے پہلے نجم الدین صغریٰ کو اپنے محل میں بلایا اور ان کو امام بنایا۔ وہ صبح کی نماز سے فراغت کے بعد صحن خانہ میں چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے اور ایک ملازم جس کو اللہ تعالیٰ نے حسین صورت بھی عطا کیا تھا ان کے پاؤں دبا رہا تھا۔ نجم الدین کو خیال ہوا کہ حضرت جلال الدین تبریزی نماز سے غافل ہو کر محو استراحت ہیں اسی وقت سلطان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ ایسے ہی دنیا پرست درویشوں کے معتقد ہیں، یہ سونے کا کون سا وقت ہے اور ایک صاحب جمال غلام بھی پاس بیٹھا ہے۔ حضرت جلال الدین تبریزی کو نور باطن سے نجم الدین صغریٰ کی بدگمانی معلوم ہو گئی تو اسی وقت اٹھے اور صحن خانہ میں ہی سلطان کو حقیقت سے آگاہ کیا۔ سلطان نادم ہوا اور نجم الدین صغریٰ سے کہنے لگا کہ تم شیخ الاسلام ہو کر ایسی باتیں کرتے ہو تم کو ابھی نیک و بد کی بھی پہچان نہیں مگر نجم الدین صغریٰ شرمندہ ہونے کی بجائے اندرونی طور پر اور زیادہ برہم ہو گئے اور حضرت جلال الدین تبریزی کے ساتھ پرخاش بہت زیادہ بڑھ گئی۔ اور شہر کی ایک حسین و جمیل عورت کو اشرفیاں دینے کا وعدہ کر کے آمادہ کیا کہ وہ حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر فسق و زنا کا الزام لگائے مطربہ نے سلطان کے پاس جا کر حضرت جلال الدین تبریزی کو متہم کیا۔ سلطان سن کر ششدر ہو گیا وہ سمجھتا تھا کہ یہ جھوٹا

Marfat.com

الزام ہے اور مطربہ کو اس کی دروغ گوئی کی پوری سزا دے سکتا تھا لیکن قانون کی وجہ سے معذور تھا۔ مدعیہ خود اپنے بیان سے واجب التعذیر فاحشہ ثابت ہو رہی تھی مگر حضرت جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ پر بغیر شہادت کے تہمت زنا ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔ مدعیہ کا تنہا بیان کافی نہ تھا لیکن اس کا مقدمہ سامنے آ جانے کے بعد اس کی شرعی تحقیقات بھی ضروری تھی۔ اس لئے سلطان نے مشورے کے بعد ایک محضر طلب کرنے کا فیصلہ کیا۔ محضر میں شرکت کیلئے ہندوستان کے مشاہیر علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی۔ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس دعوت کو قبول کیا اور دہلی تشریف لائے۔ اس محضر میں دو سو اولیائے کرام شریک ہوئے۔ محضر جامع مسجد میں منعقد ہوا۔

شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ کو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا اور حضرت جلال الدین تبریزی کی کشیدگی کا علم تھا۔ چنانچہ وہ ان دونوں کی اس کشیدگی اور ناراضگی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ شیخ الاسلام کی حیثیت سے انہوں نے شیخ بہاؤالدین زکریا ہی کو حکم مقرر کیا۔ جمعہ کی نماز کے بعد مقدمہ کی کارروائی شروع کی گئی۔ حضرت جلال الدین تبریزی کو بھی طلب کیا گیا جس وقت وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے سارے علماء اولیاء ان کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے اور جب حضرت جلال الدین تبریزی نے اپنی جوتیاں اتاریں تو شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھ کر ان کی جوتیاں اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ سلطان التمش بہت متاثر ہوا کہ ایک جلیل القدر صوفی اپنے سامنے پیش ہونے والے ملزم کی ایسی توقیر و عظمت کر رہا ہے جو حضرت جلال الدین تبریزی کے معصوم ہونے کی دلیل ہے اور تحقیقات کی کارروائی روک دینا چاہی، مگر شیخ بہاؤالدین زکریا نے فرمایا:

''میرے لئے فخر کی بات ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی کے پاؤں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں کیونکہ وہ میرے مرشد شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کے ساتھ سات سال تک سفر و حضر میں رہے لیکن شاید شیخ الاسلام نجم الدین کے دل میں یہ خیال ہو کہ بہاؤالدین نے شیخ جلال الدین تبریزی کی تعظیم کر کے ان

Marfat.com

کے عیب پر پردہ ڈال دیا ہے تو یہ اہل اللہ پر بخوبی روشن ہے کہ حضرت جلال الدین سے ایسے فعل شنیع کا واقع ہونا محال ہے لیکن پھر بھی دلائل بینہ کا اظہار ضروری ہے۔ اس لئے مدعیہ مطہریہ کو سامنے لاؤ۔

چنانچہ مطربہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کے سامنے لائی گئی مگر اس پر ایسا رعب طاری ہو گیا کہ اس نے تہمت ثابت کرنے کی بجائے شروع سے آخر تک صحیح واقعہ بیان کر دیا کہ نجم الدین صغریٰ نے اس کو طمع دلا کر حضرت جلال الدین تبریزی پر الزام رکھنے کیلئے آمادہ کیا تھا۔ اس سازش کے افشاء پر نجم الدین صغریٰ ایسے ذلیل اور پشیمان ہوئے کہ مجلس ہی میں ان کو غش آ گیا اور حضرت جلال الدین تبریزی کی معصومیت ثابت ہو گئی۔ سلطان التمش نے اس کذب و بہتان کی سزا میں نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلام کے عہدہ سے برطرف کر کے حضرت بہاؤالدین زکریا سے یہ عہدہ قبول کرنے کی استدعا کی۔ انہوں نے قبول فرمایا وہ ایک مدت تک شیخ الاسلام کا عہدہ ان کے خاندان میں جاری رہا۔

عجز وانکساری:

آپ کی طبیعت میں انکساری کا عنصر بہت نمایاں تھا، اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے۔ کسی کام کو اس لئے نہ روکے رکھتے کہ خادم آ کر کرے گا۔ بعض اوقات خدام کی موجودگی میں بھی اپنا کام خود کر لیا کرتے تھے۔ آپ کو ایسی باتوں جن میں شخصیت پرستی کی جھلک نظر آتی تھی، سخت ناپسند تھیں۔ آپ فرماتے: ''خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جیسا بنایا پھر تفریق کیوں کی جائے۔ تفریق ہم انسانوں کی پیدا کردہ ہے اس میں خدا تعالیٰ کی مرضی بالکل شامل نہیں اور جس کام میں اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء شامل نہ ہو اس کو کرنا فضول بھی ہوگا اور اس کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہوگا اور کس کو مجال ہے جو خدا کی ناراضگی کا سامنا کرے۔ خدا تعالیٰ کو راضی رکھنے کیلئے انسان جب تک متقی نہ ہو جائے اپنا ہر قدم اپنا ہر لفظ سوچ سمجھ کر استعمال نہ کرے وہ کامل بندہ نہیں بن سکتا۔ حق بندگی تو اس وقت ہی ادا ہو سکتا ہے جب انکساری اور نفس کشی کے

Marfat.com

عوامل انسان میں نہ پیدا ہو جائیں۔

مریدین کو نصیحت:

ایک روز حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ مسجد میں تشریف لائے تو وہاں آپ کے مرید اور چند درویش وضو کر رہے تھے اور آپ کو دیکھ کر سب کے سب لوگ وضو چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ مگر ایک درویش بدستور وضو کرتا رہا اور جب وضو سے فارغ ہوا تو تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اس درویش کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''اصل درویش یہ ہے کہ جس نے خدا کے کام کو مقدم جانا اور بعد میں اپنے مرشد کی طرف راغب ہوا۔'' یہی دستور درویشی ہے کہ مالک کی طرف پہلے جھکو اس کی بندگی اور عبودیت پہلے کرو۔ اس کے بعد اپنے شیخ کیلئے تعظیم بجا لاؤ۔ وضو کر کے انسان خدا کی درگاہ میں جاتا ہے اور خدا کے گھر جاتے ہوئے راستے میں کوئی انسان مل جائے خواہ وہ کتنا ہی برگزیدہ کیوں نہ ہو۔ اس کی تعظیم سے زیادہ اپنی منزل کی طرف جانا مقدم سمجھنا چاہیے۔ آپ ہمیشہ انکساری کی تلقین فرماتے تھے اور شخصیت پرستی سے زیادہ خدا پرستی کو معتبر و مقدم جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انکساری نے آپ کو اوج کمال تک پہنچا دیا۔

ایک عالم دین کا واقعہ:

ایک مرتبہ ایک بہت بڑا عالم و فاضل اور دانشور بخارا سے دہلی آیا، اس کی عالمانہ شہرت ہندوستان بھر میں پھیل گئی۔ لوگ اس کو بہت بڑا نقطہ ور سمجھنے لگے، ہندوستان میں پھرتا پھراتا وہ ملتان بھی آیا مگر اس نے جناب زکریا ملتانی سے ملاقات کرنا کسر شان سمجھا۔ کافی عرصہ ملتان میں قیام کرنے کے بعد جب وہ واپس جانے لگا تو اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا: ''آپ ایک مرتبہ جناب زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے تو مل لیں'' وہ جناب زکریا ملتانی سے ملاقات کرنے کو ٹالتا رہا مگر اپنے ساتھیوں کے اصرار پر اس کو جناب زکریا کی خدمت میں ناچار حاضر ہونا پڑا۔

اس عالم نے لمبے لمبے بال رکھے ہوئے تھے جن کی ایک لمبی سی لٹ اس کی

Marfat.com

شانوں پر جھول رہی تھی اور سر پر بڑا سا عمامہ باندھ رکھا تھا جس کا شملہ نیچے لٹک رہا تھا۔ جب وہ آپ کی خانقاہ پر پہنچا تو جناب زکریا ملتانی نے اس کو مسکراتے ہوئے مخاطب کیا: ''کندھوں پر دو سانپ لٹکا کر آ رہے ہو۔'' یہ بات کرنے کی دیر تھی کہ اس عالم نے دیکھا کہ اس کے کاندھوں پر واقعی اصلی سانپ لٹک رہے تھے۔ وہ اس قدر دہشت زدہ ہوا کہ اس کی ساری رعونت، شیخی اور ڈینگ بازی رفو چکر ہوگئی اور جبہ و دستار ایک طرف پھینک کر آپ کے قدموں میں گر گیا۔ آپ نے اس کو اٹھایا اور فرمایا، بس اتنی سی بات سے گھبرا گئے تو یہ تمہارا غرور، نخوت اور برتری تھی جو تمہیں اللہ نے سانپوں کی شکل میں دکھائی۔ اسی غرور کو ساتھ ساتھ لئے پھر رہے ہو اور جب وہ اصلی شکل میں نظر آئے ہیں تو خوف زدہ ہو گئے ہو۔'' یہ سن کر وہ عالم بہت شرمندہ ہوا اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ سے بیعت ہو کر اس نے جبہ و دستار پرے پھینکے اور سر بھی منڈوا لیا اور آپ کے ساتھ ایک عرصہ تک حجرے میں بند ہو کر عبادات و ریاضت میں غرق رہا۔ وہ ہر ایک سے یہی کہتا تھا کہ اس نے کسی مدرسہ و مکتب سے علم حاصل نہیں کیا بلکہ اس نے سب کچھ جناب زکریا ملتانی کی خانقاہ میں حاصل کیا ہے۔

رزقِ حلال کی تاکید:

خدمتِ مولا کرتے ہوئے اس کے آداب پر نظر رکھنا حق تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ آپ اپنے مریدوں کو یہ نصیحت اکثر اوقات کرتے تھے ''اپنے بیوی بچوں کو رزق طیب و حلال کھلاؤ، اگر ذرا برابر بھی ناجائز اور حرام کمائی کسی نے اپنی زوجہ و اولاد کو کھلائی تو ان کے اندر بھی حرام رزق کی تاثیر پیدا ہو جائے گی۔ آدمی حرام کاری کے کام ولدالحرام ہونے کی وجہ سے ہی نہیں کرتا۔

ملتان کے اولے:

آپ کے ایک دوست سید جلال الدین سرخ بخاری جب ملتان میں آئے تو ہر وقت ملتان کی گرمی کی شکایت کرتے رہتے تھے کیونکہ بخارا کا موسم بڑا خوشگوار تھا اس

Marfat.com

لئے انہیں ملتان کی گرمی بے کل کردیا کرتی۔ ایک روز اسی طرح ملتان کی گرمی سے وہ شا کی بیٹھے بخارا کو یاد کر رہے تھے کہ حضرت زکریا ملتانی کو بذریعہ کشف سید جلال الدین سرخ کی کیفیت معلوم ہوگئی۔ آپ نے ایک خدام کو بلا کر اور حکم دیا ''مسجد کے صحن میں سے تمام صفیں اٹھا کر وہاں جھاڑو دیا جائے۔'' ابھی خادم صفیں اٹھا کر اور جھاڑو دے کر فارغ ہوا ہی تھا کہ بادل نمودار ہوئے اور خوب موسلا دھار بارش ہوئی اور ساتھ اولے بھی پڑے مگر خدا کی قدرت کہ اولے اور بارش مسجد میں ہی ہوئی۔ مسجد کے باہر ایک قطرہ بھی نہیں گرا کیونکہ سید جلال الدین سرخ وہاں پر ہی تشریف فرما تھے۔ جب ظہر کی نماز کے وقت جناب زکریا ملتانی مسجد میں تشریف لائے تو سید جلال الدین سے مسکرا کر فرمایا: ''کیسے سید! ملتان کے اولے بہتر ہیں یا بخارا کی برف۔''

انہوں نے عرض کی ''ایسی حالت میں تو ملتان کے اولے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ بعض اوقات حق تعالیٰ اپنے مقربین کی دلجوئی اور تالیف اس طرح بھی فرما دیتا ہے جس طرح سید جلال الدین کی فرمائی۔

قلندروں کی جماعت:

مزاج میں حلم و بردباری بہت تھی۔ آپ ایک روز خانقاہ میں تشریف فرما تھے کہ دلق پوش قلندروں کی ایک جماعت پہنچی اور ان سے مالی مدد کی خواستگار ہوئی۔ انہوں نے اس جماعت سے بیزاری کا اظہار فرمایا: اس پر قلندروں نے گستاخی شروع کردی اور اینٹ پتھر سے ان کو مارنے لگے۔ حضرت شیخ نے خادم سے فرمایا کہ خانقاہ کا دروازہ بند کردو۔ جب دروازہ بند ہوگیا تو قلندروں نے دروازے پر پتھر مارنے شروع کیے۔ حضرت شیخ نے کچھ تامل کے بعد خادم سے فرمایا دروازہ کھول دو میں اس جگہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ کا بٹھایا ہوا ہوں خود سے نہیں بیٹھا ہوں۔ خادم نے دروازہ کھول دیا۔ اس وقت قلندر نادم ہوئے اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔

Marfat.com

قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم

وہ خود دوسروں کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ جب وارد ہندوستان ہوئے اور ملتان آ کر ٹھہرے تو حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ ان سے تعظیم ومحبت اور شفقت سے ملے اور اصرار کر کے کچھ دنوں ان کو اپنے ہاں روکا۔ حضرت خواجہ بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی قدر کرتے تھے۔ چنانچہ جب معتقدین نے ان کو ملتان میں قیام کرنے کی دعوت دی تو فرمایا کہ ملتان کی سرزمین پر شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کا قبضہ اور سایہ کافی ہے۔ یہاں ان ہی کی حمایت تم لوگوں کے ساتھ رہے گی۔

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلقات:

حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کو بڑی عقیدت تھی۔ آپ ہمیشہ ان کو خلوص ومحبت سے ملتے تھے اور ان کے ساتھ بڑی محبت کا سلوک کیا کرتے تھے۔

وفات:

شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے ۷ صفر ۶۶۱ھ کو وصال فرمایا۔ فوائد الفواد میں ہے کہ حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین دہلوی کی محفل میں ایک دفعہ حضرت شیخ بہاؤالدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا تذکرہ چلا۔ حضرت محبوب الٰہی نے فرمایا کہ ایک روز ایک بزرگ صورت شخص ظاہر ہوئے اور ایک لفافہ آپ کے صاحبزادے شیخ صدرالدین کو دیا اور کہا کہ یہ خط ایک صاحب نے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ شیخ بہاؤالدین کو پہنچا دو۔ شیخ صدرالدین اس کا عنوان پڑھ کر بے حد متحیر ہوئے اور اپنے والد کی خدمت میں وہ خط پیش کر کے باہر آئے، باہر آ کر دیکھا کہ قاصد جا چکا تھا، خط کے پڑھنے کے ساتھ ہی شیخ بہاؤالدین زکریا کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور آواز بلند ہوئی کہ ''دوست بدوست رسید'' یہ آواز سنتے ہی شیخ صدرالدین حجرے میں گئے دیکھا کہ آپ وصال فرما چکے تھے۔

Marfat.com

اس واقعہ کو بیان فرمانے کے بعد محبوب الٰہی نے فرمایا، وہ بھی کتنا اچھا زمانہ تھا جس میں یہ پانچ بزرگ زندہ تھے، شیخ ابوالغیث یمنی، شیخ سیف الدین باخرزی، شیخ سعدالدین حمویہ، شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ سرہم۔

حضرت بابا گنج شکر کے ملفوظات ''راحت القلوب'' میں مذکور ہے کہ جب شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی نے وفات پائی۔ اسی وقت اجودھن (پاک پتن) میں حضرت بابا گنج شکر بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا:

''برادرم بہاؤالدین زکریا رازیں بیابان فنا۔ بشہرستان بقابروند پھر آپ نے اٹھ کر اپنے مریدوں کے ساتھ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ آپ کا مزار مبارک ملتان میں سب سے بڑی زیارت گاہ ہے۔

مقبرہ:

آپ کا مقبرہ پرانے قلعہ ملتان کے روبرو واقع ہے۔ عمارت کے بڑے عظیم الشان دروازے پر لکھا ہے ''خانقاہ غوث العلمین حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وفات ۷ صفر ۶۶۱ھ مقدس'' دراصل یہ مقبرہ سلاطین دہلی میں سے ایک بادشاہ نے اپنے لئے بنوایا تھا مگر اس کی قسمت میں یہ جگہ نہ ہوسکی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد منور یہاں بن گیا۔ آپ کے ساتھ مقبرہ کے نیچے اور بے شمار مزارات ہیں جو کہ آپ کے خاندان ہی کے افراد تھے اور بعد از وفات یہاں دفن ہوئے۔

حضرت صدرالدین عارف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صدرالدین عارف شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔ والد ماجد کے بعد مسند ارشاد آپ نے سنبھالی اور تبلیغ اسلام اور تزکیہ نفس کے جو اصول حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نے قائم کئے تھے انہیں بڑے احسن طریقے سے قائم رکھا۔

Marfat.com

ولادت:

حضرت صدرالدین عارف ۶۲۱ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی رشیدہ بانو تھا جو شیخ احمد غوث کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کی پیدائش پر بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا۔

پرورش اور تربیت:

آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی کی نگرانی میں ہوئی۔ آپ نے ظاہری اور باطنی علم انہی سے حاصل کیا۔ آپ تھوڑے ہی عرصہ میں علم وفضل و یگانہ روزگار ہوگئے۔ سب سے پہلے آپ نے قرآن مجید حفظ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ دینی علوم میں بیشتر علماء آپ کے ہم پلہ بھی نہ تھے۔

علوم باطنی کا حصول:

علومِ ظاہری کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو آپ کے والد ماجد نے آپ کو علوم باطنی اور اسرار معرفت کی تعلیم دینا شروع کی۔ تھوڑے عرصہ میں والد بزرگوار کی نگاہ فیض سے وہ مقام حاصل کرلیا جو دوسروں نے سالہا سال کے مجاہدات اور ریاضتوں کے بعد پایا تھا۔

لقب عارف:

آپ شیخ صدرالدین عارف کے نام سے مشہور تھے۔ اس لقب سے مشہور ہونے کی یہ وجہ تھی کہ جب آپ تلاوت قرآن مجید کرتے یا کلام مجید ختم فرماتے تو معرفت حکمت کے نئے نئے اسرار و رموز آپ پر آشکارا ہوتے۔

والد گرامی کا وصال:

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی نے ۶۶۱ھ میں وصال فرمایا، حضرت شیخ صدرالدین عارف کی عمر اس وقت ۴۰ برس تھی۔ مگر آپ کو بڑا صدمہ ہوا اور چند روز

Marfat.com

ناقابل برداشت حالت میں رہے لیکن توفیق باری تعالیٰ سے آپ نے اس صدمہ کو بڑے صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ اپنے والد ماجد کی نماز جنازہ آپ نے خود پڑھائی۔

مسند رشدوہدایت:

والد محترم اور مرشد گرامی کے وصال کے بعد خاندانِ سہروردیہ کے جلیل القدر بزرگوں نے اور اپنے خانوادہ کے اکابرین نے دستار غوثیت آپ کو باندھی اور رشدوہدایت کی مسند پر فائز کیا تو اس روز سے آپ عملی طور پر اسلام کی تبلیغ اور خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔

فرغانہ کی شہزادی بی بی راستی اپنے حسن و جمال میں یکتا دور دور تک مشہور تھیں۔ ان کے حسن کا شہرہ سن کر آس پاس کی ریاستوں کے شہزادے اور امراء شہزادی سے شادی کے زبردست خواہشمند تھے لیکن شہزادی کو کسی سے دلچسپی نہ تھی وہ عام شہزادیوں سے بہت مختلف تھی۔ انتہائی پرہیزگار اور عبادت گزار۔ اپنی عبادت و ریاضت کے باعث وہ سلوک کے راستے سے مقام ناسوت کو عبور کر کے عالم ملکوت میں داخل ہو چکی تھیں۔ اس لئے ان کی نظر میں دنیاوی امور میں الجھے یہ شہزادے کسی طور پر بھی جچ نہ پائے۔ شہزادی کے والد سلطان جمال الدین بھی ایک درویش صفت باکمال بزرگ تھے۔ وہ بیٹی کی منشاء ورضا بخوبی جانتے تھے لیکن ایک باپ ہونے کے ناطے انکی بھی یہ دلی خواہش تھی کہ کسی طرح جلد از جلد فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ آخر ایک دن سلطان جمال الدین نے کھل کر بیٹی سے بات کرنا چاہی تو شہزادی نے سر جھکا کر آہستہ سے کہنا شروع کیا کہ ''بابا حضور! جب خدا کی مرضی ہوگی تب یہ کام بھی انجام پا جائے گا۔ آپ کیوں فکرمند ہوتے ہیں۔ ہمیں خدا کے حکم کا انتظار کرنا چاہیے اور سلطان شہزادی کے اس منطق کے آگے خاموش ہو کر رہ گیا۔

شہزادی بی بی راستی اکثر مکہ عبادت کی غرض سے جاتی رہتی تھیں اور وہاں خانہ کعبہ میں روزانہ حاضری دیتیں اور عبادت کرتیں۔ ایک مرتبہ شہزادی حسب معمول مکہ آ کر خانہ کعبہ میں طواف کر رہی تھیں کہ انہوں نے ایک انتہائی خوبصورت اور مردانہ وجاہت

Marfat.com

کے اعلیٰ ترین نمونے کو دیکھا جو انہی کی طرح خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا لیکن اس نوجوان کی پشت سے شعاعیں منعکس ہو رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا گویا نور کا سیلاب اُمڈ رہا ہو اور یہ اس کی علامت تھی کہ اس نوجوان کے صلب میں کوئی ایسا وجود پوشیدہ ہے جو اپنے دور کا قطب الاقطاب ہوگا۔ شہزادی جو غور سے انہیں دیکھ رہی تھیں انہیں طواف ختم کرتے دیکھ کر فوراً اس نوجوان کی طرف لپکیں اور شرما کر بولیں۔ ''کیا میں معلوم کر سکتی ہوں کہ جناب کا اسم شریف کیا ہے اور کہاں سے تشریف لائے ہیں۔

اس نوجوان نے حیرت سے اس حسین شہزادی کو دیکھا اور بولے میرا نام صدرالدین ہے اور ہندوستان کے شہر ملتان کا رہنے والا ہوں۔

شہزادی نے یہ سنا اور کہا ''اوہ...... تو کیا آپ بہاؤالدین زکریا کے ملتان سے تشریف لائے ہیں۔

جی ہاں اور مجھے ان کی فرزندی کا شرف بھی حاصل ہے۔

یہ سن کر شہزادی نے دوبارہ دریافت کیا کیا آپ شادی شدہ ہیں؟ اس نوجوان نے جس نے اپنا نام صدرالدین بتایا تھا نفی میں جواب دیا۔ یہ سن کر شہزادی نے کسی قدر جھکتے ہوئے کہا۔ ''اگر آپ شادی کے خواہشمند ہوں تو میں ایک ایسے رشتے تک آپ کی رہنمائی کر سکتی ہوں جو آپ کیلئے بہت مناسب رہے گا۔'' کعبہ گواہ ہے کہ میں نے جو مناسب اور موزوں رشتے کے الفاظ کہے ہیں وہ غلط نہیں کہے۔

صدرالدین نے کہا شادی کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ بات میرے والد کے متعلق ہے جو بھی وہ فیصلہ کریں گے مجھے قبول ہوگا۔

شہزادی نے فوراً فرغانہ کی طرف سفر شروع کیا اور فرغانہ پہنچ کر اپنے والد سلطان جمال الدین سے یہ تمام ماجرا کہہ سنایا۔ سلطان جمال الدین نے یہ سنا تو خوش ہوگئے کہ چلو شہزادی کو کوئی تو پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فوراً ملتان کے سفر کی تیاری شروع کر دی اور ملتان پہنچ کر ہی دم لیا۔ جیسے ہی سلطان جمال الدین اور ان کا شاہی قافلہ ملتان کی حدود میں داخل ہوا تو بہاؤالدین زکریا اپنے خلفاء

Marfat.com

کے ساتھ شاہی مہمانوں کے استقبال کیلئے راستے میں کھڑے ہو گئے اور مہمانوں کو اپنی رہائش گاہ میں لے گئے۔ ملتان میں جہاں آج کل بی بی پاک دامن کا مزار ہے وہاں اس زمانے میں حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا عالی شان محل اور باغ تھا۔

ملتان پہنچنے کے دوسرے دن دوران ملاقات سلطان جمال الدین نے حضرت بہاؤالدین زکریا سے کو اس بات کی خواہش بیان کی کہ وہ اپنی صاحبزادی کی شادی کسی مخدوم زادے سے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت بہاؤالدین نے سلطان جمال سے فرمایا ''میرے بھی بیٹے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ جسے اپنی فرزندی میں لینا چاہتے ہیں اسے اپنا بیٹا بنالیں۔ سلطان نے یہ سن کر فوراً صدرالدین کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور اسے محفل میں موجود پا کر بہاؤالدین زکریا سے مخاطب ہوئے۔ حضرت میں صدرالدین کیلئے ہی اتنی مسافت طے کر کے ملتان آیا ہوں۔ حضرت بہاؤالدین زکریا نے اپنے بیٹے صدرالدین کی طرف اشارہ کیا وہ فوراً اٹھے اور سلطان جمال الدین کے پاس ادب سے آن کر بیٹھ گئے۔

گویا یہ حضرت بہاؤالدین زکریا کی طرف سے ایک قسم کی اظہار رضامندی کا ثبوت تھا۔ چنانچہ پوری محفل میں مسرت و انبساط کی لہر دوڑ گئی اور سبھی نے بیک آواز مبارکباد دینا شروع کر دیا۔ شیخ بہاؤالدین زکریا نے شفقت سے شہزادی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور یوں شہزادی بی بی راستی اور صدرالدین کا ملاپ ہو گیا جن کے وجود سے ایک ایسے آفتاب نے جنم لینا تھا جس سے ہند کا یہ خطہ منور ہونے والا تھا۔

ہر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کو بہاؤالدین زکریا اپنی بہو بیٹیوں سے ملتے۔ ایک مرتبہ حسب معمول جب شیخ بہاؤالدین کی بیٹیاں اور بہوئیں ان سے ملنے اور زیارت کرنے ان کے حجرے میں داخل ہوئیں جب تمام بہو بیٹیاں آپ کو سلام کر کے ایک جگہ ہو کر بیٹھتی گئیں اور آخر میں شہزادی راستی کی باری آئی تو آپ جواب تک بیٹھے ہوئے تھے ایک دم کھڑے ہو گئے اور تعظیماً ذرا سا جھک گئے۔ یہ دیکھ کر جہاں دوسروں کو حیرت ہوئی وہاں بی بی راستی بھی شرمندہ ہو گئیں اور وہ انتہائی ندامت بھرے لہجے میں

Marfat.com

مخاطب ہوئیں یا حضرت یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کیوں مجھے شرمندہ کئے جا رہے ہیں۔ میں بھلا اس تعظیم کے کہاں قابل ہوں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ ''بیٹی یہ تعظیم تو ہم نے اس وجود کیلئے کی ہے جو تمہارے بطن میں پروان چڑھ رہا ہے اور ہمارے خاندان کا یہ چشم و چراغ ایک دن اس خطہ کی جس طرح تقدیر بدل ڈالے گا وہ ہماری نظریں دیکھ رہی ہیں۔ ہم اپنے دور کے اس قطب الاقطاب کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ یہ بن کر بی بی راستی نے خوشی سے اپنا سارا اثاثہ غرباء حاجت مندوں میں خیرات کردیا۔ آخر ۹ رمضان ۶۴۹ ھ بروز جمعہ حضرت رکن الدین پیدا ہوئے جس کیلئے بی بی راستی نے برسوں سے امید لگا رکھی تھی۔ جس کیلئے انہوں نے تخت و تاج ٹھکرا دیا تھا۔

ملفوظات:

شیخ صدرالدین کے ملفوظات، ان کے ایک مرید خواجہ ضیاء الدین نے ''کنزالرموز'' کے نام سے جمع کئے تھے۔ یہ ملفوظات پندوموعظمت، اسرار و معارف، اثر و تاثیر کے لحاظ سے ایک بیش بہا خزینہ ہیں، ہم اخبار الاخیار سے ان ملفوظات میں سے چند ارشادات یہاں تبرکاً نقل کرتے ہیں۔ اپنے مریدوں کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لآاِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے جو اس قلعے میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے محفوظ ہوگیا، اور اس قلعے میں آنے کے تین طریقے ہیں، ظاہر، باطن اور حقیقت، ظاہر یہ ہے کہ بندہ خوف اور امید سوائے خدا کے کسی سے نہ رکھے، اگر تمام لوگ اس کے دشمن ہو جائیں تو اس سے فکرمند نہ ہو، اور تمام لوگ اس کے دوست ہو جائیں تو اس سے خوش نہ ہو۔ کیونکہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نفع نقصان اور خیر و شر اس کو نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

Marfat.com

باطن یہ ہے کہ آدمی کو اس کا یقین ہو کہ موت سے پہلے اس دنیائے فانی میں جو کچھ اس کو پیش آتا ہے وہ آنی و فانی ہے اور خدائے تعالیٰ کا قلم اس کے فانی ہونے پر چل چکا ہے۔ کل من علیھا فان، اس کی ہستی و نیستی قابل التفات نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے قلب میں نہ جنت کی آرزو ہو، نہ دوزخ کا خوف ہو، صرف اللہ ہی اللہ، ہو جب انسان کے دل میں یہ سچائی اجاگر ہو جاتی ہے تو بہشت اس کے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دوزخ اس سے بھاگتی ہے۔

ایک اور موقع پر اپنے مریدوں کو وصیت فرمائی کہ:

کوئی سانس بغیر ذکر کے باہر نہ نکلنا چاہیے کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کوئی بغیر ذکر کے سانس لیتا ہے، وہ اپنا مال ضائع کرتا ہے اور ذکر کے وقت وسوسہ اور حدیث نفس سے گریز کرنا چاہیے۔ جب یہ صفت پیدا ہو جائے گی تو وسوسہ اور حدیث نفس ذکر کے نور سے جل جائیں گے اور دل میں نور ذکر اترتا جائے گا اور قلب میں ذکر کی حقیقت متمکن ہو جائے گی۔ پھر ذکر مذکور کے مشاہدے کے ساتھ ہوگا، اور دل، نور یقین سے منور ہو جائے گا، اور یہی طالبوں اور سالکوں کا مقصود ہے۔ ایک اور موقع پر مریدوں سے ارشاد فرمایا کہ پہلا قدم اتباع رسول ﷺ میں ایمان لانا ہے اور پھر اس ایمان پر ثابت قدم ہونا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں کہ جب تک کہ بغیر کسی شک و شبہ کے رغبت محبت اور معرفت کے ساتھ دل میں یہ اعتقاد رکھے کہ خدائے تعالیٰ اپنی ذات میں اکیلا اور اپنی صفات میں یگانہ اور تمام صفات کمالیہ سے متصف ہے۔ اسماء صفات اور افعال کے لحاظ سے قدیم ہے، اوہام و افہام کے ادراک سے بالاتر ہے، حدوث، عوارض اور اجسام کی علامتوں سے منزہ ہے۔ تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اس کی ذات و صفات میں چون و چرا کرنا جائز نہیں اور نہ وہ خود کسی چیز سے مشابہ ہے۔ تمام پیغمبر اسی کے بھیجے ہوئے ہیں اور محمد رسول ﷺ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ صحیح ہے اور اس میں کوئی تفاوت نہیں، خواہ یہ باتیں عقل میں آئیں یا نہ آئیں اگر نہ آئیں تب بھی انہیں ماننا چاہیے تاکہ اعتقاد کی درستی حاصل ہو کیونکہ رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ نے خدا کے حکم کو جانا۔ اس کی کہنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر خدائے تعالیٰ کے حکم کی تاویل آیات اور احادیث کے مطابق ہو تو تاویل کرنا جائز ہے اور صحت ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر بندہ نیک کام کرے تو اس کی خوشی محسوس ہو۔ اگر اس سے برائی سرزد ہو تو اس کو وہ برائی بری معلوم ہو اور ایمان کے استقامت کی علامت یہ ہے کہ بندے کو ازوائے ذوق و حال کے اللہ اور اس کا رسول اس کو محبوب ہوں بجائے علم کہے۔

ایک موقع پر مریدوں سے فرمایا:

خدائے تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو سعید بندہ لکھ دیتا ہے، اور اس کو زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کے موافقت کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اور زبان کے ذکر سے قلب کے ذکر کی طرف ترقی دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر زبان ذکر سے خاموش ہو جاتی ہے لیکن دل خاموش نہیں ہوتا، یہی ذکر کثیر ہے اور بندہ اس ذکر تک اس وقت تک نہیں پہنچتا جب تک کہ وہ نفاق خفی سے بری نہ ہو جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے اکثر منافق اس کے قاری ہیں، اس نفاق سے مراد غیر خدا کے ساتھ وقوف اور تعلق باطن ہے۔ اس سے پرہیز ضروری ہے۔ باطن کا تعلق صرف خدا سے ہونا چاہیے۔ پس جب بندے کو تجرید ظاہری یعنی ناپسندیدہ چیزوں سے علیحدگی کی توفیق ہوتی ہے اور وہ برے وساوس اور اخلاق سے پاک وصاف ہو کر تفرید باطن سے آراستہ ہوتا ہے تو توقع کی جاتی ہے کہ اس کے باطن میں نور کے ذکر متجلی ہو جائے اور شیطانی وساوس اور نفسانی خواہشات اس سے دور ہو جائیں اور اس کے باطن میں نور کے ذکر جو ہر نمایاں ہو جائے۔ یہاں تک کہ اس کا ذکر مشاہدہ مذکور متجلی کر دے اور یہ بلند مرتبہ اور عطیہ عظمیٰ ہے کہ جس کے حصول کیلئے امت کے اصحاب کی ہمت اور ارباب بصیرت کی گردنیں بڑھتی ہیں اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مددگار ہے۔

Marfat.com

رشد و ہدایات:

سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ شیخ صدرالدین ۱۸ سال تک ملتان میں اپنے والد کی خانقاہ میں رشد و ہدایت اور مریدوں کی اصلاح و تربیت میں مصروف رہے اور اس عرصہ کے دوران آپ نے بے پناہ خدمات سرانجام دیں۔

وصال:

شیخ صدرالدین کا سنہ وفات سفینۃ الاولیاء میں ۲۳ ذوالحجہ ۶۸۴ھ مذکور ہے، صاحب مراۃ الاسرار کا بیان ہے کہ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۹ سال کی تھی، صاحب خزینۃ الاصفیا نے آپ کا سنہ وفات ٦٦٦ھ بتایا ہے۔

خلفاء

حضرت شیخ صدرالدین کے جلیل القدر خلفاء میں شیخ جمال خنداں، شیخ حسام الدین ملتانی، مولانا علاؤالدین خجندی، شیخ احمد بن محمد قندھاری معروف بہ شیخ احمد معشوق اور شیخ صلاح الدین درویش مشہور ہیں۔

مزار اقدس:

آپ کا مزار اقدس آپ کے والد گرامی حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے پہلو میں ہے مزار مبارک پر ایک عالی شان گنبد بنا ہوا ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ان باعظمت اولیاء میں سے ہیں جن کی زندگی کا بیشتر حصہ دنیا کی سیاحت میں گزرا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے باطنی اسراروں سے نوازا جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئے ہیں۔ آپ شاہ رکن عالم کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ آپ کا شمار سلسلہ سہروردیہ کے اکابر اولیاء میں ہوتا ہے جنہیں بہت مقبولیت اور شہرت حاصل ہے۔

Marfat.com

نام ولقب:

آپ کا نام سید جلال الدین بخاری تھا اور کنیت ابوعبدالحسین تھی مگر مخدوم جہانیاں جہاں گشت، کے لقب سے مشہور تھے، آپ کے تذکرہ نگاروں نے اس لقب کی وجہ یہ بتائی ہے کہ آپ نے عید کے روز حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی، حضرت شیخ صدرالدین عارف اور شیخ ابوالفتح رکن الدین کے مزاروں پر جا کر مراقبہ کیا اور مراقبے میں عیدی طلب کی تو آپکو ان بزرگوں کی طرف سے مخدوم جہانیاں کا لقب ملا۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو راستے میں جو کوئی ملتا بے اختیار آپ کو مخدوم جہانیاں کہتا۔

صاحب خزانہ جلالی نے اس خطاب کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ایک روز شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی اپنے گھر سے نکل رہے تھے، جب انہوں نے گھر کے دروازے کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا، فوراً ہی سید جلال بخاری دہلیز کی دوسری سیڑھی پر لیٹ گئے تا کہ شیخ رکن الدین کا قدم ان کے سینے پر رکھا جائے، شیخ رکن الدین نے ان سے فرمایا کہ اے سید نبوت کا دروازہ بالکلیہ مسدود ہو چکا، رہا رتبہ ولایت تو تم اس مرتبہ پر فائز ہو کہ ''مخدوم جہانیاں'' ہو، یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ پکڑ کر سید جلال بخاری کو اٹھایا اور اپنے سینے سے لگا لیا، اور نعمت وافر سے سرفراز فرمایا۔ اس وقت سے آپ مخدوم جہاں کہلائے۔

چونکہ آپ کا بہت سا وقت سیاحت میں گزرا، اس لئے ''جہاں گشت'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

۲۔ولادت:

مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی ولادت باسعادت ۱۴ شعبان المعظم ۷۰۷ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۳۰۸ھ بروز جمعرات بمقام اوچ میں ہوئی۔

۳۔شجرہ نسب:

سید جلال بخاری کا نسب نامہ یہ ہے:

Marfat.com

مخدوم سید جہانیاں جلال الحق والدین ابوعبدالحسین بن سید احمد کبیر بن سید جلال الملت والدین سرخ بخاری بن ابی المویدعلیؑ بن جعفر بن محمد بن محمود بن احمد عبداللہ بن علی اصغر بن عبداللہ جعفر بن امام علی نقی بن امام محمد نقی بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق بن امام محمد باقر بن زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا بن سید علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہٗ۔

بچپن کا ایک واقعہ:

جب آپ سات سال کے تھے تو آپ کے والد آپ کو شیخ جمال خنداں کی خدمت میں لے کر گئے۔ اس وقت شیخ صاحب کے سامنے کھجوروں کا ایک طباق رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے حکم دیا کہ یہ کھجوریں حاضرین میں تقسیم کردی جائیں۔ جب مخدوم جہانیاں کو اپنا حصہ ملا تو وہ اپنے حصے کی کھجوریں گٹھلیوں سمیت کھا گئے۔ شیخ جمال خندان نے یہ دیکھا تو مسکرا کر فرمایا: میاں صاحبزادے تم نے گٹھلیوں سمیت یہ کھجوریں کیوں کھا لیں۔ مخدوم جہانیاں نے جواب دیا کہ جو کھجوریں آپ کے دستِ مبارک سے عطا ہوئی ہیں مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ میں وہ گٹھلیاں پھینک دوں۔ یہ سن کر شیخ جمال خنداں نے فرمایا تو فقر اور اپنے خاندان دونوں کے نام روشن کرو گے۔

تعلیم وتربیت:

حضرت جہانیاں جہاں گشت کا خاندان اپنے دور میں علم وفضل میں یکتا تھا۔ ان کے والد اور دادا سہروردی سلسلے کے بزرگوں میں سے تھے اور ان کی خانقاہ اوچ میں خاص طور پر مشہور تھی۔ مخدوم جہانیاں نے ابتدائی تعلیم اوچ ہی میں پائی۔ لطاف اشرفی میں ہے کہ ابتداً آپ سید محمد بخاری کے زیر تربیت رہے، پھر اوچ کے قاضی علامہ بہاؤالدین سے ابتدا سے ہدایہ تک کتابیں پڑھیں۔ علامہ قاضی بہاؤالدین کی وفات کے بعد آپ تعلیم کیلئے ملتان آئے اور اپنے والد ماجد کے مرشد شیخ ابوالفتح رکن الدین کی خانقاہ میں ٹھہرے، شیخ رکن الدین آپ کے ساتھ نہایت شفقت ومہربانی سے پیش آئے

Marfat.com

اور آپ کی تعلیم اپنی بہن کے صاحبزادے مولانا موسیٰ اور ایک عالم مولانا مجد الدین کے سپرد کی اور ان بزرگوں سے آپ نے ہدایہ اور بزدوی ختم کی، جب یہ کتابیں ختم کر چکے تو شیخ رکن الدین نے آپ کو کشتی پر سوار کر کے واپس اوچ بھیج دیا۔

درمنظوم میں ہے کہ آپ نے کلام مجید کی ساتوں قرأتیں سیکھیں، پھر مکہ معظمہ میں اور مدینہ منورہ میں بھی شیخ مکہ عبداللہ یافعی سے اور شیخ مدینہ عبداللہ مطری سے مختلف کتابیں پڑھیں۔ اس کے علاوہ دونوں شیوخ سے آپ نے صحاح ستہ پڑھی۔ شیخ عبداللہ مطری کی خدمت میں دو سال رہے اور تہجد کے وقت ان سے عوارف اور حدیث نبوی پڑھتے۔ شیخ عبداللہ مطری آپ پر اس قدر شفقت فرماتے تھے کہ مخدوم جہانیاں نے ان شفقتوں کو بیان کرتے ہوئے ایک مرتبہ فرمایا کہ شیخ عبداللہ مطری تہجد کے وقت میرے حجرے میں آتے، ان کے ایک ہاتھ میں چراغ اور ایک ہاتھ میں کھانا ہوتا، میں نے ایک روز ان سے عرض کیا اے شیخ! آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں، میں خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کروں گا، آپ میرے مخدوم اور استاد ہیں لیکن انہوں نے فرمایا: نہیں تمہیں اس کی ضرورت نہیں۔ تم میرے پاس نہ آؤ میں ہی تمہارے پاس آؤں گا تم رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہو۔

شیخ عبداللہ مطری کی شفقتوں کی بنا پر ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں کو مسجد نبوی میں امامت کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت مخدوم جہانیاں نے عوارف المعارف کا درس جس نسخے سے لیا تھا، وہ نسخہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مطالعے میں رہ چکا تھا۔ جب شیخ عبداللہ مطری کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وہ نسخہ شیخ مکہ عبداللہ یافعی کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ اس کو سید جلال الدین بخاری کے پاس بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے وہ نسخہ آپ کو بھجوا دیا جس کو مخدوم جہانیاں بے حد عزیز رکھتے تھے۔ آپ نے عوارف کو شیخ شرف الدین محمود شاہ تستری سے بھی ان کے وطن شومارہ (عراق) جا کر پڑھا۔ شیخ شرف الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ تھے۔

Marfat.com

حضرت مخدوم جہانیاں کے ملفوظات کے جامع سید علاؤالدین علی بن سعد حسینی کا بیان ہے کہ مخدوم جہانیاں ۱۸۸ علوم میں مہارت کاملہ رکھتے تھے۔

درس قرآن وحدیث فقہ وتصوف واذکار:

مخدوم جہانیاں کا اگرچہ زیادہ وقت رشدوہدایت میں صرف ہوتا تھا لیکن علوم و فنون کے درس سے بھی آپ کو غیر معمولی دلچسپی تھی۔ رشد و ہدایت کے زمانے میں بھی کبھی آپ قرآن مجید، کبھی تفسیر (مثلاً تفسیر مدارک) کبھی حدیث میں صحاح ستہ، مشارق الانوار اور مشکوۃ المصابیح کبھی فقہ میں ہدایہ، کبھی تصوف میں عوارف المعارف اور رسالہ مکیہ کبھی قصیدہ لامیہ کبھی مختلف اوراذکار اور کبھی شرح نو دونو اسماء کا درس دیتے تھے۔

بیعت وخلافت:

مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے شروع میں اپنے والد سید احمد کبیر سے مرید ہوکر تصوف کی تعلیم حاصل کی، پھر اپنے چچا صدرالدین بخاری سے خلافت حاصل کی، پھر ملتان حاضر ہوکر شیخ ابوالفتح رکن الدین سے بیعت ہوکر علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کی اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

شیخ عفیف الدین جب آپ کو نعمت باطنی سے سرفراز فرما چکے تو فرمایا کہ تمہارے چلانے کی قینچی گارزدن میں ہے۔ جب آپ گارزدن پہنچے تو آپ شیخ امام الدین برادر شیخ الاسلام امین الحق الدین سے ملے، انہوں نے فرمایا کہ میرے بھائی شیخ امین الدین نے اپنی رحلت کے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ سید جلال بخاری ہماری ملاقات کیلئے اوچ اور ملتان سے آرہے تھے لیکن شیطان نے اثناء راہ میں ان کو یہ دھوکہ دیا کہ شیخ امین الدین وفات پا چکے ہیں اس لئے وہ مکہ معظمہ چلے گئے وہ وہاں سے واپسی میں گارزدان آئیں گے۔ جب وُہ یہاں پہنچے تو ان کو میرا سلام پہنچانا اور میری قینچی اور سجادہ ان کو دینا اور ان کو میری طرف سے مجاز اور خلیفہ بنانا۔ چنانچہ شیخ امام الدین نے ایسا ہی کیا اور آپ نے شیخ الاسلام رکن الحق والدین سے خرقۂ تبرک پہنا۔

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ مخدوم جہانیاں کو چودہ خانوادوں میں خلافت حاصل تھی۔

جن بزرگوں سے آپ نے خرقہ خلافت حاصل کیے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ (۱) سید کبیر والد بزرگوار حضرت مخدوم جہانیاں، (۲) حضرت شیخ رکن الدین، (۳) حضرت شیخ نظام الدین اولیاء (خواب میں)، (۴) حضرت شیخ قوام الدین خلیفہ شیخ رکن الدین (خط کے ذریعہ) (۵) شیخ قطب الدین منور (خط کے ذریعہ)، (۶) حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلی، (۷) شیخ مکہ عبداللہ یافعی، (۸) شیخ مدینہ عبداللہ مطری، (۹) حضرت شیخ قطب عدن فقیہ بصال، (۱۰) شیخ ابواسحاق گروزنی، (۱۱) شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین، (۱۲) حضرت سید جہدہ حمید حسینی، (۱۳) حضرت شیخ معمر شرف الدین محمود شاہ تستری خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی، (۱۴) سید احمد کبیر رفاعی کبیر، (۱۵) شیخ نجم الدین صنعانی، (۱۶) شیخ نجم الدین کبریٰ، (خواب میں)، (۱۷) حضرت خضر علیہ السلام، (۱۸) حضرت اوحد الدین حسینی، (۱۹) حضرت شیخ نورالدین علیہم الرحمۃ۔

سیر وسیاحت:

حضرت مخدوم نے اپنا بہت سا وقت سیر وسیاحت میں گزارا اور تمام اسلامی ممالک میں گھوم پھر کر علمائے عظام اور صوفیائے کرام سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ اسی دوران ۳۶ حج کیے۔

سیروفی الارض پر عمل کرتے ہوئے "جہاں گشت" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

جن جن ممالک اور مقامات پر تشریف لے گئے ان کا اجمالی تذکرہ یوں ہے۔

مکہ معظمہ:۔ حضرت مخدوم کا قیام مکہ معظمہ میں سات سال رہا۔

مدینہ منورہ:۔ مدینہ منورہ میں مخدوم کا قیام دو سال رہا۔

اس کے علاوہ یمن، عدن، دمشق، لبنان، مدائن، فارس، بصرہ، کوفہ، شیراز، تبریز، بلخ، نیشاپور، خراساں، سمرقند، گارزون، لہہ بحرین، قطیف غزنیں کی سیاحت کی۔

Marfat.com

پاک و ہند:

برصغیر پاک و ہند میں انہوں نے مختلف اوقات میں دہلی، جونپور، ملتان، بھکر، الور، روہڑی، رتن پور، لاہرہ، ٹھٹھہ کا سفر کیا۔

رشد و ہدایت:

ہندوستان واپس آنے کے بعد حضرت مخدوم جہانیاں نے اپنے وطن اُچ میں قیام فرمایا اور رشدوہدایت میں مصروف ہوگئے۔ آپ لوگوں کو سلوک و معرفت کی تعلیم شریعت کے مطابق دیتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بڑی شدت سے پابند تھے۔ غیر شرعی امور پر نہایت سختی سے تنبیہ کرتے۔

ایک دفعہ اُچ میں ایک شخص آیا جو اپنے آپ کو ولی اللہ کہتا تھا۔ لوگ اس کے بے حد معتقد ہوگئے۔ حضرت مخدوم جہانیاں بھی اس سے ملنے کیلئے گئے، جب آپ اس کے پاس جا کر بیٹھے تو اس نے نہایت فخر سے کہا، اے سید! ابھی حق تعالیٰ میرے پاس سے اٹھ کر گیا ہے، آپ نے یہ سنا تو نہایت غصے سے اسے ڈانٹا اور فرمایا اے بدبخت کیا بک رہا ہے تو کافر ہوگیا، پھر سے کلمہ شہادت پڑھ۔ اگر وہ توبہ کرے تو اسے معاف کردو، ورنہ اس پر حد شرعی جاری کر کے اس کو قتل کرا دو۔ شہر میں چونکہ اس شخص کے بہت سے معتقد تھے۔ قاضی کو اس معاملے میں کچھ تامل ہوا۔ آپ نے قاضی کے تذبذب کو محسوس کرلیا۔ پھر آپ نے حاکم شہر سے کہلا بھیجا کہ ایک شخص شہر میں کفر پھیلا رہا ہے۔ اگر تم نے اسے سزا نہ دی تو پھر میں مجبوراً بادشاہ سے شکایت کروں گا، چنانچہ وہ شخص شہر بدر کر دیا گیا۔

ایک دفعہ کچھ درویش عرب سے آئے۔ حضرت مخدوم جہانیاں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کس خاندان سے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا سیدی احمد کبیر کے خاندان سے، فرمایا میں نے سیدی احمد کبیر سے خرقہ پہنا ہے۔ اور انہوں نے مجھے خرقہ پہنانے کی اجازت دی ہے۔ وہ صوفی تھے، اور سنت کے مطابق کپڑے پہنتے تھے۔ پھر ان۔

Marfat.com

درویشوں کو نصیحت فرمائی کہ تم علم شریعت حاصل کرو، سنت کا اتباع کرو، پھر ان کو توبہ کی تلقین کی اور خرقہ پہنایا۔

ایک مرتبہ مخدوم جہانیاں نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ سے بھکر واپس آیا، وہاں لوگوں نے مجھ سے کہا کہ الوز کے پاس ایک پہاڑ کے غار میں ایک درویش رہتا ہے، جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اسے نماز معاف کردی، یہ سن کر میں اس کے پاس گیا۔ امراء اور دوسرے بڑے لوگوں کا ہجوم تھا، میں اس کے قریب پہنچا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن اور کافر کے درمیان نماز سے فرق ہوتا ہے، اس درویش نے جواب دیا میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آتے ہیں، اور جنت سے کھانے لاتے ہیں، خدا کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے لئے نماز معاف کردی گئی اور تم خدا کے خاص مقرب ہو۔ میں نے اس درویش سے کہا کہ کیا بے ہودہ بکواس کرتے ہو، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیلئے تو نماز معاف نہیں ہوئی، تجھ جیسے جاہل کیلئے کیسے معاف ہوسکتی ہے۔ وہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نہیں، شیطان ہے جو تیرے پاس آتا ہے اور تجھے دھوکہ دیتا ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تو وحی لانے والے فرشتے ہیں، جو سوائے پیغمبروں کے کسی کے پاس نہیں آتے۔ رہا وہ کھانا جو تمہارے پاس آتا ہے وہ بھی سراسر غلیظ ہے۔ اس درویش نے کہا کہ وہ کھانا تو بہت مزیدار ہوتا ہے اور میں اس میں لذت محسوس کرتا ہوں۔ میں نے کہا اب اگر وہ فرشتہ تمہارے پاس آئے تو تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا۔ میں دوسرے دن پھر اس درویش کے پاس گیا۔ وہ مجھے دیکھ کر میرے قدموں میں گر پڑا۔ اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے آپ کے کہنے پر عمل کیا، جب وہ فرشتہ آیا تو میں نے لاحول پڑھی، وہ فوراً میرے سامنے سے غائب ہوگیا اور وہ کھانا جو اس نے مجھے دیا وہ غلیظ ہوکر میرے ہاتھ سے گر گیا، یہاں تک کہ میرے سارے کپڑے ناپاک ہوگئے، اس کے بعد میں نے اس بے نمازی درویش کو توبہ کرائی اور اس کی جس قدر نمازیں فوت ہوئی تھیں، ان کی قضا پڑھوائی۔

Marfat.com

تبلیغ اسلام:

آپ کے ملفوظات کے مجموعے سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے ہندو حضرات مخدوم جہانیاں کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ گجرات کا ایک راجپوت (مولیٰ الاسلام) آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا، جسے آپ نے تعلیم دے کر گجرات بھیجا تا کہ وہ اپنے گھر والوں کو اور اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کرے۔

حضرت قطب عالم اور شاہ عالم جن کے مزار احمد آباد گجرات میں مرجع خاص و عام ہیں اور جو وہاں تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنے، حضرت مخدوم جہانیاں کے پوتے اور پڑپوتے تھے۔

مغربی پنجاب میں جو قبیلے حضرت مخدوم جہانیاں کی تبلیغی کوششوں سے مسلمان ہوئے بہاولپور کے سرکاری گزیٹیر میں ان کی فہرست درج ہے۔ ان قبیلوں کی تعداد آٹھ تک پہنچتی ہے۔ ان میں راجپوتوں کا مشہور قبیلہ کھرل بھی شامل ہے۔

"درمنظوم" میں ہے کہ غیر مسلم خصوصاً ہندو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے، ایک ہندو عورت مسلمان ہو کر ولیہ ہوگئی، اس کی یہ کیفیت تھی کہ ساری ساری رات جاگ کر خدا کی عبادت کرتی۔

حضرت مخدوم جہانیاں جب اُچ سے دہلی تشریف لاتے تو راستے میں بہت سے غیر مسلم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے۔

ملتان کے گزیٹیر میں ایڈورڈ میکلیکن نے بعض قبائل کے قبول اسلام کی تاریخ لکھی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ پنجاب کا مشہور قبیلہ "نون" مخدوم جہانیاں کے ہاتھ پر ایمان لایا۔

اتباع شریعت:

حضرت مخدوم جہانیاں بے حد پابند شریعت اور متبع سنت تھے، فرمایا کرتے تھے کہ حقیقت شریعت ہے اور جب تک کوئی شریعت کو مضبوط نہ پکڑے گا حقیقت تک نہ پہنچ

Marfat.com

سکے گا۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا جو شریعت سے عاری ہے، وہ طریقت وحقیقت سے واقف نہیں ہوسکتا۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا جو شیخ طریقت اور حقیقت کو جانتا ہے لیکن شریعت سے واقف نہیں، وہ شیخ نہیں جاہل ہے۔ کوئی صالح آدمی اس وقت تک ولی نہیں ہوسکتا جب تک کہ شریعت، حقیقت اور طریقت کا علم اس کو نہ ہو۔

عام معمولات:

حضرت مخدوم جہانیاں کی روزمرہ کی زندگی کے عام معمولات یہ تھے۔ پانچ وقت کی نماز کے علاوہ تہجد، اشراق، چاشت، صلوٰۃ الاوابین، تراویح، اور دوسری نفلی نمازیں اس قدر پڑھتے جتنی کہ رسول اللہ ﷺ روزانہ پڑھتے تھے۔ زیادہ تر وہ اوراد وظائف پڑھتے جن کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے، رات کو عبادت میں ساری رات نہ جاگتے بلکہ کچھ دیر سوئے رہتے۔ فرماتے کہ جو شخص عبادت میں تمام رات جاگتا رہا اس نے ترک سنت کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ انا اصلی وانام یعنی میں نماز پڑتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ کھانا تنہا نہ کھاتے بلکہ تقسیم کر کے کھاتے اور فرماتے کہ حدیث میں ہے وہ ملعون ہے جو تنہا کھانا کھاتا ہے۔

شاہان وقت کی عقیدت:

سلطان محمد تغلق حضرت مخدوم جہانیاں سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے آپ کو شیخ الاسلام بنا کر چالیس خانقاہیں آپ کے تصرف میں دیں لیکن آپ ان کو چھوڑ کر حج کیلئے تشریف لے گئے۔

فیروز تغلق اگرچہ شیخ علاؤالدین اجودھنی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا لیکن اس کو حضرت سید جلال الدین بخاری سے غیر معمولی عقیدت تھی۔

حضرت سید جلال الدین جب اُچ سے تشریف لاتے اور فیروزآباد کے قریب

Marfat.com

پہنچتے تو بادشاہ ان کے استقبال کیلئے جاتا اور جب دونوں میں ملاقات ہوتی تو سید جلال الدین بخاری کو بے حد اعزاز و اکرام کے ساتھ شہر میں لاتا۔

سبحان اللہ کیا حسن ادب تھا جو بادشاہ حضرت سید جلال الدین بخاری کیلئے بجا لاتا تھا۔

فیروز شاہ بھی دوسرے تیسرے روز حضرت سید جلال الدین بخاری کی قیام گاہ پر ان کی ملاقات کیلئے حاضر ہوتا اور یہ دونوں بزرگ ایک جگہ بیٹھ کر محبت آمیز گفتگو فرماتے۔ اُچ اور دہلی کے باشندے اپنی اپنی حاجت اور غرض سید جلال الدین بخاری کی خدمت میں پیش کرتے اور حضرت سید جلال الدین بخاری اپنے خدام کو حکم دیتے کہ ان کی حاجات کو قلمبند کرلیں۔

جب بادشاہ ملاقات کیلئے آتا تو وہ حاجت مندوں کے کاغذات کو اس کی خدمت میں پیش کرتے، سلطان فیروز ان کاغذات کو غور سے پڑھ کر ہر حاجت مند کی حاجت روائی کرتے۔

دہلی میں رشد و ہدایت:

۷۸۱ھ میں حضرت مخدوم جہانیاں دہلی تشریف لائے۔ اس وقت سلطان فیروز سومانہ کی مہم میں دارالسلطنت دہلی سے باہر گیا ہوا تھا، آپ کو اس کی ملاقات کیلئے دہلی میں دس مہینے قیام کرنا پڑا۔ اس زمانے میں دہلی کے باشندے اور دوسرے مقامات کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہر قسم کے روحانی اور مذہبی فیوض حاصل کرتے۔ آپ کی مجلسوں میں کبھی درس و تدریس ہوتی، کبھی فقہی اور شرعی مسائل بیان فرماتے، کبھی اخلاق و معاشرت کو بہتر بنانے کی تعلیم دیتے، کبھی تصوف کے اسرار و معارف بیان کرتے۔

سلطان فیروز خود بھی حضرت مخدوم جہانیاں کی قیام گاہ پر حاضر ہوتا تھا، ایک دفعہ وہ حضرت مخدوم جہانیاں کے پاس آیا، اس وقت آپ اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے، جب تک آپ نماز پڑھتے رہے سلطان کھڑا رہا۔ جب آپ نماز ختم کر چکے تو دونوں نے

Marfat.com

بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا، فیروز تغلق نے پھولوں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری آپ کی خدمت میں پیش کی، حضرت مخدوم جہانیاں نے وہ پھول ان لوگوں میں تقسیم کر دیئے جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے، پھر سلطان کے آنے کا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔

سلطان فیروز رخصت ہونے لگا تو اس نے آپ سے اپنے پوتوں کیلئے دعا کی درخواست کی، آپ نے ان کیلئے وہی دعائیں کیں جو رسول اکرم ﷺ بچوں کو دیا کرتے تھے، سلطان فیروز رخصت ہونے لگا تو آپ اسے رخصت کرنے کیلئے زینے سے اترنے لگے، لیکن سلطان فیروز نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ آپ نے فرمایا، جب تم مجھ سے ملنے کیلئے آئے ہو تو مجھے کچھ تمہاری تعظیم کرنی چاہیے۔ سلطان فیروز نے عرض کیا واجب التعظیم تو آپ ہی ہیں، میں تعظیم کا مستحق نہیں ہوں۔

فیاضی:

فیاضی کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ اور معتقدین کے پاس سے جو تحائف آتے انہیں قبول کر لیتے اور ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق رکھ کر دوسروں میں تقسیم کر دیتے، فرمایا کرتے تھے کہ کہیں سے بھی کوئی فتوح آتی ہے تو میں اسے اس لئے قبول کر لیتا ہوں کہ شیخ مکہ عبداللہ یافعی اور شیخ مدینہ عبداللہ مطری اور دوسرے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فتوح کو اس لئے قبول کرو کہ دوسروں تک پہنچاؤ اور کچھ اپنی ضرورت کیلئے بھی رکھو۔

مخدوم جہانیاں جب مکہ معظّمہ سے شیراز تشریف لے گئے تو ایران کے فرمانروا نے سونے اور چاندی کے سکے طشت میں پیش کیے لیکن آپ نے یہ تمام سکے اپنے ان ساتھیوں کو دے دیئے جو مقروض تھے۔

شیراز میں حضرت مخدوم جہانیاں کے ایک شاگرد نے جو آپ سے مصابیح پڑھتا تھا کئی ہزار دینار نذر کیے۔ لیکن آپ نے یہ دینار اپنے ان رفیقوں میں تقسیم کر دیئے جن کو اپنی لڑکیوں کی شادی کرنی تھی۔

ایک دفعہ ایک عرب آیا، اس نے کہا کہ میں لکھنؤ جانا چاہتا ہوں مجھے سفر خرچ اور کچھ کپڑا دیدیجئے۔ اسی وقت اتفاق سے ایک مرید طشت میں بھر کر مصری تحفتاً لایا۔

Marfat.com

حضرت مخدوم جہانیاں نے عرب سے کہا کہ تم یہ لے لو، اس نے وہ مصری لے لی اور پھر کپڑا مانگا، اس وقت آپ کے جسم پر جو کپڑے تھے، وہ کسی مرید نے عاریتاً پہنائے تھے تاکہ وہ تبرک ہو جائیں، آپ نے عرب سے فرمایا اگر یہ کپڑے میری ملکیت ہوتے تو تمہیں دے دیتا لیکن وہ عرب مانگتا رہا۔ خادموں کو یہ دیکھ کر غصہ آیا۔ عرب نے کہا کیا آپ مجھے مروا ڈالنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ تمہیں ماریں تو تم مجھے مار ڈالنا یہ کہہ کر آپ نے اپنی گردن جھکا دی، عرب آپ کے اس اخلاق سے بے حد متاثر ہوا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے اس کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ اور اپنی ٹوپی پہنا کر رخصت کیا۔

انکساری و عاجزی:

طبیعت میں بے حد انکساری اور خاکساری تھی، ایک دفعہ ایک مرید نے القاب میں قطب عالم شیخ الشیوخ اور سید السادات لکھا، فرمایا مجھ کو گدائے عالم کہو، مریدین اور معتقدین پاؤں چومنے کی کوشش کرتے، لیکن آپ ان کو روکتے، بعض مرید سجدہ تعظیمی کرنا چاہتے۔ فرماتے خدا کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔

مہمان نوازی:

جب کوئی حضرت مخدوم جہانیاں سے ملاقات کیلئے آتا تو آپ اسے ضرور کچھ نہ کچھ کھلاتے، فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی کسی زندہ آدمی کی ملاقات کیلئے آئے اور اس کے یہاں کچھ نہ چکھے تو گویا اس نے مردے کی زیارت کی۔

جب کوئی مہمان آتا تو جب تک وہ رہتا اس کیلئے کھانے پینے اور نقد وظیفے کا انتظام فرماتے اور اس کے قیام کیلئے ایک علیحدہ حجرہ متعین فرما دیتے۔

عفو و درگزر:

عفو و درگزر آپ کی صفت خاص تھی۔ اس زمانے میں جبکہ آپ کا قیام دہلی میں تھا، کسی نے آپ کی چادر چرا لی۔ لوگوں نے کہا آپ چور کیلئے بددعا کریں۔ فرمایا میں

Marfat.com

کبھی اس کیلئے بددعا نہ کروں گا بلکہ اگر وہ میرے سامنے آجائے تو میں اس کو معاف کردوں گا، پھر فرمایا میری بہت سے چیزیں چوری ہوگئیں لیکن میں نے کبھی چور کیلئے بددعا نہیں کی۔

ہمعصروں کا احترام:

اپنے ہمعصر بزرگوں کا بے حد احترام کرتے تھے، ایک دفعہ مخدوم الملک شرف الدین منیری نے آپ کیلئے جوتا بھیجا جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ کا کفش پا ہوں۔ آپ نے اس کے عوض میں ان کو دستار روانہ کی جس سے مطلب یہ تھا کہ میں تمہیں سرتاج سمجھتا ہوں۔

حضرت جہانگیر سمنان سے آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو آپ اُن سے نہایت شفقت سے ملے اور فرمایا کہ ایک مدت کے بعد طالب صادق کی بو دماغ میں پہنچی اور ایک زمانے کے بعد گلشن سیادت کی نسیم چلی۔

سلسلہ قادریہ سے محبت وعقیدت:

باوجود اس کے کہ حضرت مخدوم جہانیاں سلسلہ سہروردیہ میں بیعت تھے لیکن سلسلہ عالیہ قادریہ سے بھی بے حد عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ اخبار الاخیار میں بحوالہ خزانہ جلالی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خوشخبری ہو ان لوگوں کو جنہوں نے مجھے دیکھا۔ واقعی آپ قطب ہیں اور سچے ہیں۔ مجھے آپ کے اس قول سے قوی امید ہے کہ حق تعالیٰ حضرت شیخ کے اس قول کے مطابق مجھ پر بھی رحمت کرے گا بعد اس کے اپنی رویت کے سلسلے کو ایک واسطہ سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہنچایا اور سلسلہ حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا کے علاوہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے فلاں کو دیکھا ہے۔ انہوں نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو دیکھا ہے اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کو دیکھا ہے۔

Marfat.com

وصال:

سید جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت کا وصال ۷۷ سال کی عمر میں عین عیدالاضحیٰ کے دن ۷۸۵ھ میں ہوا۔

اولاد:

آپ کے بعض صاحبزادوں کے نام یہ ہیں: سید شمس، سید ماہ، سید صدرالدین اور سید سلطان محمود ناصرالدین۔

حضرت سید جلال بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی اولاد کے متعلق بزم صوفیہ میں بحوالہ الاسرار منقول ہے کہ:

حضرت سید جلال (بخاری) کی بہت سی اولاد تھی اور ان کے اکثر فرزند ولایت کے مرتبے کو پہنچے۔ ان میں سے ایک شاہ جلال بھی تھے، جو اپنے بھائیوں کے جھگڑے کی وجہ سے اُچ سے قنوج چلے گئے تھے اور اسی شہر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہوں نے اپنے کشف و کرامات کی وجہ سے بڑی شہرت پائی، ان کے (سید جلال کے) صاحبزادے بھی صوری و معنوی کمالات کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ قنوج اور نواح قنوج کے لوگ ان ہی کے سلسلہ ارادت سے منسلک رہے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ حضرت کے بعض فرزند دہلی کے نواح شکار پور میں محوخواب ہیں، ان میں شاہ حمر، شاہ محمود اور شاہ کبیر بڑے صاحب کشف و کرامات تھے اور بہت مشہور ہوئے، حضرت کے ایک فرزند شاہ قطب عالم گجرات میں مدفون ہیں۔''

خلفاء

حضرت مخدوم جہانیاں کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے۔ ان میں سے مشہور خلفاء کے نام یہ ہے: (۱) سید صدرالدین معروف بہ شیخ راجو قتال، (۲) شیخ اخی براج گیری، (۳) حضرت سید علم الدین، (۴) حافظ شیخ سراج الدین، (۵) سید اشرف الدین مشہدی، (۶) شیخ بابوتاج بکھری، (۷) سید محمود شیرازی، (۸) سید سکندر بن مسعود،

Marfat.com

(۹) سید علاؤ الدین بن سعد حسینی (مرتب جامع العلوم)، (۱۰) سید شرف الدین سامی،
(۱۱) مولانا عطاء اللہ۔

مزار اقدس:

آپ کا مزار اقدس اُوچ شریف (ضلع بہاولپور) میں مرجع خلائق ہے۔ عمارات مزار قدیم اور خوبصورت بنی ہوئی ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

سیر و سیاحت

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل عرصہ تک سیر و سیاحت کرتے رہے۔ دورانِ سیاحت بہت سے اولیاء کرام سے ملاقاتیں کیں اور بہت سے اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ اپنے وطن مروند سے عراق تشریف لے گئے اور وہاں سے ایران تشریف لے گئے اور حضرت امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔

امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری:

یہاں حاضری کے دوران آپ نے چند دن نماز اور تلاوت سے فارغ ہونے کے بعد مزار پر بغرض فاتحہ حاضر ہوتے رہے اور مراقب کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک دن آپ کو اعتکاف کا حکم ہوا اور آپ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر خانقاہ رضویہ میں معتکف ہو گئے۔ اعتکاف کا سلسلہ چالیس دن جاری رہا اور آخری ایام میں آپ کو حکم ملا کے عراق و حجاز میں حاضر ہوں اور وہاں سے حج بیت اللہ اور زیارت رسول کریم ﷺ کا شرف حاصل کریں۔ چنانچہ آپ امام رضا رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی اجازت لینے کے بعد عراق تشریف لے گئے۔

عراق میں قیام:

سب سے پہلے آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی اور چند دن قیام فرمایا پھر اپنے دادا پیر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلسلہ قادریہ کی اس بنیادی خانقاہ میں آپ

Marfat.com

نے بڑا سکون محسوس کیا اور ایسا معلوم ہوا کہ جیسے ایک تھکا ماندہ مسافر اپنی منزل مقصود کو پا گیا ہو۔

بارگاہ غوثیہ سے حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے روحانی فیوض حاصل کیے جتنے دن رہے عبادات سے فراغت کے بعد مزار شریف کے متصل تلاوت اور مراقبہ میں مصروف رہے اور انوار و برکات اور فسائے قلب و روح کی رونقیں حاصل فرماتے رہے۔

بارگاہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اعزاز قلندری:

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر رہے اور پھر ایک مرتبہ خواب میں آپ کو غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا خواب میں آپ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سینے سے لگایا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: عثمان! تم ہمارے قلندر ہو۔ تمہارا کام ہو چکا ہے۔ اب تم یہاں سے مکہ مکرمہ جاؤ اور بیت اللہ کی قربت کی سعادت حاصل کرو۔ جب حضرت لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو آپ کے قلب میں ایک عجیب قلندرانہ کیفیت پیدا ہو چکی تھی۔

سفرنامہ:

حج بیت اللہ کیلئے آپ کی بے تابیوں کا منظر بہت عجیب تھا۔ سارے قرض ادا کر دیئے، امانتیں واپس کر دیں، اتنا مال ساتھ لیا جس سے زاد راہ اور سواری خریدی جا سکے۔ خدا کی قدرت کی نشانیوں کے مشاہدے کیلئے دل مضطرب تھا اور عرفہ کا وہ دن یاد کرتے اور آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتیں جب حق تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول جلال فرماتے ہیں اور اہل عرفہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں۔ دیکھو میرے بندوں کو دور دراز راستوں پر اگندہ بال غبار آلود شور مچاتے ہوئے میرے پاس آئے ہیں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں ان کی مغفرت کر چکا۔

ان کی روانگی کا منظر ایسا تھا جیسے سفر آخرت پر جا رہے ہیں۔ اپنے کو مخاطب کر کے۔

Marfat.com

فرماتے اے عثمان! آج اس سواری پر سفر حج کر رہا ہے۔ کل سفر جنازہ کی سواری پر آخرت کا کیا توشہ اور زاد راہ رکھتا ہے۔ عثمان! ایک دن اس میں لپیٹا جائے گا۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہا تو علی بن حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ سامنے آ گیا، رو دیئے۔

حضرت حافظ محمد عثمان المرندی رحمۃ اللہ علیہ کے حج کی عجیب شان ہے۔ عرفات کے منظر کو دیکھ کر حشر کے منظر کو سامنے لاتے ہیں۔ جب لوگ قبروں سے محشور ہو کر اس طرح قیامت کے میدان میں جمع ہوں گے۔ ساری مخلوق داخلہ کی امید میں جنت کی طرف دوڑ پڑے گی۔ اس کے بعد دو فریق ہو جائیں گے۔ کسی کو داخلہ کی اجازت ملے گی اور ان کا رخ ادھر سے پھیر دیا جائے گا۔ اسی طرح حجاج کے دو فریق ہوں گے، ایک مقبول، دوسرا وہ جسے رد کر دیا جائے گا۔

آؤ، دیکھیں مرند کے اس درویش کا طواف کیا ہے؟ کمال محبت اور تعظیم کو اپنے قلب میں حاضر کر کے طواف میں مصروف ہے۔ اس طرح کہ جیسے کوئی نماز میں مصروف ہو۔ حجر اسود کو بوسہ دیا تو یوں کہ اللہ سے اس کی اطاعت کی بیعت کر رہا ہے۔ اس کی ایک ایک ادا نرالی تھی۔ ملتزم سے چمٹنے اور پردہ ہائے کعبہ سے لپٹنے کا وقت آیا تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جیسے خطا کار جس کی اس نے خطا کی ہو اس سے لپٹتا ہے۔ اس کا دامن پکڑتا ہے۔ معافی چاہتا ہے۔ یہ حال حافظ مروندی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جیسے سوائے اس کے کہیں پناہ معافی کی جگہ نہیں ہے۔

مدینہ منورہ:

حضرت مخدوم سید حافظ عثمان المروندی رحمۃ اللہ علیہ وارد مدینہ منورہ ہوئے۔ قلندران بیاباں کی وضع تھی، حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان کی والہانہ محبت کا یہ حال تھا کہ گریہ تھمتا نہ تھا۔ کبھی اس مقام پر جا کھڑے ہوتے جسے باب المجید کہتے ہیں، کبھی باب جبرئیل کے پاس آ جاتے کبھی باب السلام پر کھڑے ہوتے۔ روضۂ اطہر کو دیکھتے اور ہوش نہ رہتا۔ عجیب ذوق ہے اور عجیب سوز ہے۔ قلندر سراپا صدق و اخلاص کا پیکر اور تسلیم و رضا کی تصویر بنا مرجہ شریف کے اس وقت سامنے ہے۔

Marfat.com

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ گیارہ مہینے مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور دیار رسول ﷺ کی برکتوں سے مستفیض ہوتے رہے اور پھر اس جگہ سے آپ کو اشارہ ہوا کہ ہندوستان میں اللہ کے بندے تمہاری ملاقات کے منتظر ہیں۔ ان کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مقرر فرمایا ہے۔ اب وہیں جاؤ اور سندھ پنجاب کے باشندوں کو دین کی دولت سے مالا مال کرو۔

دوسرا حج بیت اللہ:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے قدرتی اشارہ کی پوری پوری پابندی کی اور اس پر عمل کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آخری سلام اور آخری التجائیں عرض کرنے کے بعد ذیقعدہ کے شروع میں مکہ معظمہ کیلئے روانہ ہوگئے۔ مکہ میں کچھ عرصہ قیام فرمایا، دوسرا حج ادا کیا اور پھر آپ عراق واپس آئے۔

دربار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری:

دربار غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں پہنچ کر خانقاہ غوثیہ میں حاضری دی۔ مزار مبارک پر سلام عرض کیا اور حکم کی تعمیل سے جو سعادت شرف حاصل ہوا تھا اس کے سلسلہ میں روح غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے دیر تک راز و نیاز ہوتے رہے اور یہ بھی عرض کر دیا کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کے بعد ہندوستان جانے کا حکم ملا ہے۔ چند روز قیام کے بعد روح غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سے مستقبل کی کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کی اور عازم ہندوستان ہوگئے۔

خانقاہ غوثیہ سے روانگی:

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت عشق کی حد تک پہنچی ہوئی تھی اور یہ دولت حضرت بابا ابراہیم قادری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے حاصل ہوئی تھی۔ پہلی حاضری اور دوسری حاضری میں جتنے دن آپ بغداد میں حاضر رہے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہ کر فیض و

Marfat.com

برکات حاصل کرتے رہے۔ دربار غوثیہ سے اجازت لینے کے بعد آپ عازم سندھ ہو گئے تاکہ غیبی اشارہ کے مطابق عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں۔

ایران و مکران میں قیام:

بغداد شریف سے سندھ کیلئے روانہ ہوئے تو پہلے ایران تشریف لائے اور حضرت امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کے روضۂ مبارک پر حاضری دی۔ یہ دوسری حاضری تھی۔ مختصر قیام میں بہت کچھ حاصل کیا۔ اس کے بعد ایران اور اس کے اطراف میں مقیم مشائخین سے ملاقاتیں فرمائیں۔ سب سے فیض یاب ہوتے ہوئے سب کی دعائیں لیتے ہوئے مکران تشریف لائے۔ چند روز قیام فرمایا اور مکران میں خدمت اسلام کے فریضہ کو انجام دینے والے بزرگوں سے ملاقات فرمائی۔ علماء اور مشائخ سبھی کی خدمت میں حاضری دی۔ جہاں بھی گئے اور جس سے بھی ملے ہر جگہ نظر محبت سے نوازے گئے۔ بس ایک ہی خیال تھا کہ سندھ کی سرزمین پر پہنچوں اور وہ فریضہ ادا کروں جس کیلئے غیبی اشارہ ملا ہے۔ چنانچہ مشائخین کرام سے اس مقصد میں حصول کامیابی کیلئے دعائیں کرتے ہوئے مکران سے روانہ ہو گئے۔

منزل بہ منزل:

مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ بغداد سے مکران کے راستے سے پیدل آئے۔ سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ خطہ مکران پر روشنی ڈالی جائے۔

مکران میں پہاڑوں کے تین متوازی سلسلے شرقاً غرباً واقع ہیں۔ ایک سلسلہ ساحل کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔ کہیں کہیں پہاڑیاں بڑھ کر سمندر کے اندر تک چلی گئی ہیں اور ان کی وجہ سے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کرنا غیر ممکن ہے۔ مثلاً راس مالدن پہاڑیوں اور ساحل کے درمیان ایسا علاقہ ہے جس میں سے گزرا جا سکتا ہے کس قدر فاصلہ چھوڑ کر دوسرے سلسلہ کوہ کی دیوار کھڑی ہے جسے ہم مکران کی وسطی کوہستانی دیوار کہہ سکتے ہیں۔ تیسرا سلسلہ ہائے کوہ وہ ہے جو مکران کی شمالی سرحد پر واقع ہے اور اسے خاران چاغی

Marfat.com

سے الگ کرتا ہے۔

اس تحقیق کے ذیل میں تین نکات قابل غور ہیں۔

۱- مکران کی حدود جہاں ایران سے ملتی ہیں وہاں ایک بہت بڑا دہشت پایا جاتا ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ دشت شہباز کہلاتا ہے اس بات کا امکان موجود ہے کہ یہ دشت ان کی گزرگاہ ہو۔

۲- اس راستے میں تکیہ گاہیں موجود ہیں جو ان کے نام سے منسوب ہیں، جس طرح سیوہن کے راستے ''لعل کے باغ'' پر تکیہ گاہ موجود ہے۔ لاہوت لامکان جو کراچی سے ۱۲۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور قلات کا ایک حصہ ہے۔ یہ مقام قادر مطلق کی قدرت کا ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے یہاں بھی حضرت لعل شہباز قلندر کا تکیہ ملتا ہے۔

۳- سیوہن شریف میں مکرانی عقیدت مندوں کا کافی ہجوم رہتا ہے اور یہ لوگ شہر کی مستقل آبادی میں اپنا نمایاں حصہ رکھتے ہیں۔ شہر کے جنوبی حصہ میں مکرانی آبادی ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر مکران سے سندھ تشریف لائے مگر قدرت کو ابھی یہ بات منظور نہیں تھی کہ آپ اپنے اصلی مقام (سہون) میں قیام پذیر ہوں۔ اس لئے آپ بہت تھوڑے دن سندھ ٹھہرے اور پاک و ہند کے بعض نامور بزرگوں کی ارواح سے روحانی استفادہ کیلئے سندھ سے مارواڑ کی سرزمین کو طے کرتے ہوئے سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں اجمیر شریف حاضر ہوئے۔

اجمیر شریف میں قیام:

حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چالیس یوم تک اجمیر شریف میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کے سائے میں قیام فرمایا اور باطنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہے یہاں پر آپ عبادت الٰہی میں

Marfat.com

مصروف رہتے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں مراقبہ کے بھی بیٹھے رہے۔ اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل باز قلندر رحمۃ اللہ علیہ فجر سے لے کر عصر تک سارا دن مزار مبارک کے ساتھ موجود ڑی تاراگڑھ پر گزارتے اور عصر کے وقت روضہ مبارک پر حاضری کیلئے آتے اور پھر کی نماز تک بیدار رہ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض صل کرتے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی مراد کا کچھ حصہ یہاں سے مل یا جسے پا کر آپ بہت خوش ہوئے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی میں آنے کے بعد سب سے پہلے شیخ الاسلام قطب الحق، حضرت خواجہ طب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہاں پر چالیس دن تک قیام کر کے عبادات و ریاضت میں مشغول رہے۔ اس حاضری سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت فیض حاصل ہوا۔ آپ کو اس قدر نوازا گیا کہ آپ خوش ہو گئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جیسے منبع اسرار، مطلع انوار، شمع عالم، قطب الاقطاب ولی اللہ کی درگاہ شریف سے بہت کچھ ملا اور آپ بہت فیض یاب ہوئے۔ اسی درگاہ شریف سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باطنی اشارہ ملا کہ اب آپ کرنال میں حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیض حاصل کریں۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس روحانی اشارہ کے مطابق دہلی سے چلے اور پانی پت میں پہنچے۔ یہاں پر حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک مدت تک ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اس

Marfat.com

دوران سلوک کی منازل طے کیں۔ قلندری نسبت وطریقت کے اسرار و رموز آپ ظاہر ہوئے چونکہ حضرت بوعلی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی قلندر تھے۔ اس لئے انہوں باطنی اشارہ کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی خصوصی توجہ او نگاہ کرم سے نوازا۔ قلندرانہ رنگ میں رنگے جانے کے بعد ضروری تھا کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی قلندر کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ چنانچہ آپ ک حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر بہت فیض حاصل ہوا۔ حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی محبت اور توجہ سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلندری طریقت کے اسرار و رموز سے آگاہ کیا۔ کشف و معرفت کی دولت عطا فرمائی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے پانی پت میں جتنے عرصہ قیام کیا، ریاضت وعبادت میں مصروف رہے۔ مختلف بزرگوں سے ملاقات اور ان کے مزارات پر حاضری اور روحانی تعلیم وتربیت کے بعد جو کچھ آپ کو حاصل ہوا تھا اس میں پانی پت کی حاضری اور حضرت بوعلی شاہ قلندر کی نظر التفات نے خاصا اضافہ کیا اور آپ اکتساب فیض سے سرفراز ہو کر حسب الحکم حضرت شہباز قلندر ملتان روانہ ہوئے۔

لعل شہباز قلندر ملتان شریف میں:

بعض روایات کے مطابق پانی پت سے ملتان کا سفر لعل شہباز صاحب نے لاہور کے راستے طے کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ لاہور میں چالیس دن سے زیادہ مقیم رہے۔ اس عرصہ میں زیادہ وقت آپ کا داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گزرتا۔ لاہور سے لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ ملتان میں کچھ عرصہ ٹھہرنے کی طرف حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے جو اشارہ فرمایا تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی اس زمانہ میں ملتان شہر جلیل القدر بزرگوں کا مرکز تھا۔ ان بزرگوں کے نام یہ ہیں: حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ اور صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ۔ اللہ

Marfat.com

تبارک وتعالیٰ حضرت شہباز قلندر کی رہنمائی فرما رہا تھا کہ آپ اپنے اصلی مقام پر قیام پذیر ہونے سے پہلے سلوک وطریقت کی تمام منزلیں طے کریں جس کی سالک و عارف کو ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ان چاروں بزرگوں کی صحبت سے اچھی طرح فیض اٹھایا اور بہت دن ان سب حضرات کے قریب رہ کر ریاضت وعبادت کی منازل طے کیں اور تصوف وسلوک پر گفتگو ہوتی رہی۔

☆☆☆

Marfat.com

تاریخ سیوہن شریف

تاریخ سندھ:

سندھ کی تاریخ کے بارے میں زیادہ کتابیں عربوں کی آمد کے بعد لکھی گئیں۔ ان میں البلاذری کی کتاب ''فتوح البلدان'' میں سندھ میں عربوں کی فتح کے بارے میں حقائق دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ احمد بن داؤد اور طبری کی کتابیں ہیں جن میں سندھ میں عربوں کی فتح کا کسی حد تک ذکر موجود ہے۔ مگر سب سے اہم کتاب ''چچ نامہ'' ہے جس میں عربوں کی آمد کے بارے میں کافی تفصیل موجود ہے۔ یہ کتاب عربی میں لکھی گئی مگر اس کا فارسی ترجمہ ہی دستیاب ہوسکا جو بعدازاں تاریخ کی مختلف کتابوں کا حوالہ بنا۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں کئی کتابیں سندھ کے بارے میں لکھی گئیں۔ جدید مؤرخین نے جہاں پرانی کتابوں سے اقتباس کیا وہاں ان کے بارے میں تنقیدی رویہ بھی اختیار کیا۔

سندھ میں عربوں کی حکومت کا دور محمد بن قاسم اور اس کی فوجد کی آمد کے بعد شروع ہوا مگر عربوں کی آمد اس سے بہت پہلے شروع ہوچکی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں بحرین کے گورنر نے ایک مہم ہند روانہ کی جو ناکام ہوئی۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا پتا چلا تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حکیم بن جبلہ کو ہند اور سندھ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے بھیجا جس نے واپس آ کر یہ رپورٹ دی: ''وہاں کا پانی میلا، پھل کھٹے، زمین پتھریلی اور مٹی شوریدہ ہے اور باشندے بہادر ہیں۔ اگر تھوڑا لشکر

Marfat.com

جائے گا تو تباہ ہوگا اور زیادہ جائے گا تو بھوکا مر جائے گا۔'' حکیم بن جبلہ کے اس بیان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ہند کو مہم روانہ کرنے کا ارادہ ترک کردیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایک مہم روانہ کی گئی جو ناکام ہوئی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ایسی ناکام مہم کا تذکرہ ملتا ہے۔ بہر حال عرب میں مؤرخین کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مکران کچھ عرصہ اسلامی سلطنت کا حصہ رہا۔

غازی محمد بن قاسم کے حملے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے۔ سراندیپ (لنکا) سے مسلمان عرب تاجروں کے تجارتی روابط تھے۔ سراندیپ کے حکمران نے عرب تاجروں کے کچھ یتیم بچوں اور بیواؤں کو ایک بحری جہاز کے ذریعے عرب بھیجا۔ راجہ داہر کے بحری قزاقوں نے جہاز لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا اور بہت سارے لوگوں کو قتل کردیا۔ قیدی عورتوں نے کسی طرح یہ خبر بصرہ کے گورنر حجاج بن یوسف تک پہنچائی۔ حجاج نے یہ خبر خلیفہ ولید بن عبدالمالک کو پہنچائی۔ اموی خلیفہ ولید نے بذریعہ حجاج راجہ داہر کو مظلوم عورتوں اور بچوں کو آزاد کرنے کا پیغام بھیجا مگر قزاقوں کے سربراہ راجہ داہر نے انکار کردیا۔

بلاذری کی کتاب فتوح البلدان کے مطابق حجاج بن یوسف نے پہلے عبداللہ نبہان السلمی پھر ہذیل ابن طہفہ البجلی کو مختصر لشکر کے ساتھ روانہ کیا مگر دونوں شکست سے دوچار ہوئے اور شہادت حاصل کی۔

اس پر حجاج بن یوسف نے نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم کو مظلوم عورتوں اور بچوں کی مدد کیلئے لشکر کا سالار بنا کر بھیجا۔

محمد بن قاسم کا عرب کی شاخ بنوثقیف سے تعلق تھا جو کہ طائف اور جنوبی عرب میں آباد تھے۔ محمد بن قاسم کو تبع تابعی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ محمد بن قاسم کے آباؤاجداد میں حضرت متعب بن مالک نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بنوثقیف اور بنواحلاف کی طرف داعی و مبلغ دین بنا کر بھیجے گئے۔

Marfat.com

محمد بن قاسم ۸۳ھ سے ۹۲ھ تک فارس کا امیر رہا۔ ۹۳ ہجری میں ۶۰۰۰ ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ سندھ کی مہم پر روانہ ہوا۔ محمد بن قاسم شیراز اور مکران کے خشک راستے سے آیا اور منجنیق اور کچھ دیگر حربی ساز و سامان بحری راستے سے دیبل بھیجا گیا۔

محمد بن قاسم کی مہم سندھ کے حالات حرب وضرب اس طرح ہیں کہ محمد بن قاسم شیراز و مکران سے ہوتا ہوا قزبور (پنج گور اور گوادر) پہنچا اور اسے فتح کیا پھر آگے بڑھ کر ارمن بیلہ یا ارمابیل (لسبیلہ) کو فتح کیا۔ لسبیلہ کے بعد دیبل (موجودہ کراچی) کی طرف لشکر نے پیش قدمی کی۔ دیبل پہنچنے پر بحری راستے سے بھیجا گیا حربی سامان منجنیق وغیرہ بھی پہنچ گیا۔ حربی سامان میں ایک قلعہ شکن منجنیق تھی جس کا نام عروس تھا جسے پانچ سو افراد حرکت دیتے تھے۔ محمد بن قاسم کے پہنچنے پر اہل دیبل قلعہ بند ہو گئے۔ محمد بن قاسم نے قلعہ کے گرد خندقیں کھدوا کر منجنیق نصب کر دی۔ شروع میں اہل شہر نے بہت مدافعت کی اور بہادری سے لڑے۔ محمد بن قاسم کے علم میں یہ بات آئی کہ دشمن فوج کا عقیدہ ہے کہ شہر کے مرکزی مندر پر جو علم یا جھنڈا لہرا رہا ہے اس میں طلسم ہے جو دیبل کا محافظ ہے اور جب تک علم قائم ہے دیبل محفوظ رہے گا۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے جعونہ السلمی کو عروس نامی منجنیق سے جھنڈا گرانے کا حکم دیا۔ جعونہ کا نشانہ لگا اور جھنڈا گر گیا۔ اس پر ہندی لشکر کے سپاہیوں نے زبردست حملہ کیا۔ مسلمان سپاہی فصیل شہر تک پہنچ گئے اور کمندیں ڈال کر قلعہ میں داخل ہو گئے اور قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ اس طرح دیبل محمد بن قاسم کے ہاتھوں بروز جمعرات ۱۰ رمضان المبارک ۹۳ھ بمطابق ۷۱۱ء میں فتح ہوا۔

محمد بن قاسم نے قیدی مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں اور حبشی غلاموں کو بازیاب کرایا اور انہیں گورنر بصریٰ حجاج کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس سے اسلامی تہذیب کے امور جہانگیری میں مظلوموں کی دستگیری کا پتہ چلتا ہے۔ شہر میں داخل ہو کر محمد بن قاسم نے ایک مسجد تعمیر کی اور ۴۰۰۰ ہزار مسلمان آباد کرائے۔ دیبل کی فتح کے بعد محمد بن قاسم نیرون (حیدرآباد) پہنچا اور بغیر لڑائی کے فتح حاصل کی۔ پھر دریائے سندھ تک

Marfat.com

سارا علاقہ فتح کرتے ہوئے سیوستان (سیہون شریف) پہنچا اور معمولی لڑائی کے بعد فتح حاصل کی۔ اس کے بعد حجاج کی ہدایت کے مطابق محمد بن قاسم نے نہرون کے راجہ داہر کے پایہ تخت پر حملہ کیا۔ راجہ داہر نے قلعہ سے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا۔

دریائے سندھ کے مغربی جانب محمد بن قاسم کی فوج اور مشرقی جانب راجہ داہر کی فوج نے پڑاؤ ڈالا۔ اسلامی فوج نے دریا عبور کر کے راجہ داہر کی فوج پر حملہ کیا۔ زبردست جنگ ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ نتیجتاً راجہ داہر ایک عرب سپاہی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس عظیم الشان کامیابی کے بعد محمد بن قاسم ملتان پر حملہ کیلئے عازم سفر ہوا۔

بلاذری کی کتاب فتوح البلدان، تاریخ یعقوبی اور فتح نامہ جیسی تاریخی کتب سے پتہ چلتا ہے کہ محمد بن قاسم نے دیبل کے علاوہ دیپالپور، قنوج، جنوبی سندھ، برہمن آباد، اروڑ (برہمنوں کا پایہ تخت) کو فتح کیا۔ ۷۱۳ء میں ملتان فتح ہوا۔ ۱۰۰۰۰ فوج قنوج گئی مگر خلیفہ کی تبدیلی سے محمد بن قاسم کو واپس بلا لیا گیا۔

محمد بن قاسم اسلامی نظام فکر و عمل کا امین تھا۔ وہ غبار راہ کو فروغ وادی سینا بخشنے والی تہذیب کی قندیل دامن میں لئے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم کا حملہ صرف ایک لشکر کا مخالف فوج پر نہ تھا بلکہ یہ نور اسلام کی ضوفشانی کا سبب اور ایک تہذیب کا دوسری تہذیب کے نظریہ حیات سے رابطہ کا ذریعہ بنا۔ محمد بن قاسم نے اسلام کے احکام پر عمل کرتے ہوئے مذہبی رواداری و آزادی، وسعت قلبی اور انسان دوستی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے برتاؤ میں محبت کی فراوانی اور اخوت کی جہانگیری تھی۔ محمد بن قاسم نے اہل سندھ سے وہی برتاؤ کیا جو صحابہ کرام نے اہل فارس سے کیا تھا۔ یعنی فارس کے آتش کدوں کی طرح سندھ کے مندر بھی نہیں توڑے گئے۔ یہ بات اسلام کی مذہبی رواداری اور مفتوح اقوام اور دوسرے مذاہب کے بارے میں ارفع تعلیمات کی اہمیت و افادیت اجاگر کرتی ہے۔ محمد بن قاسم کی آمد سے قبل پورا ہندوستان بشمول سندھ زبردست مذہبی و طبقاتی تقسیم کے زیر اثر تھا۔ ہندو، برہمن، ویش اور کھشتری وغیرہ جیسے مذہبی طبقوں میں

Marfat.com

بٹے ہوئے تھے۔ مذہبی رواداری تو درکنار ہندو مذہب میں شودر برہمن کے زیرِ عتاب تھا۔ زبردست مذہبی تعصبات اور انتہا پسندی عروج پر تھی۔ محمد بن قاسم نے مذہبی رواداری و آزادی، اخوت اور انسانی برابری کے فلسفہ پر عمل کیا اور یہ تبدیلی ایک عظیم انقلاب سے کم نہ تھی۔

قانونی لحاظ سے سندھ و ہندو زبردست انتشار و خلفشار کا شکار تھا۔ ظلم و جبر، لاقانونیت اور قزاقیت اپنے عروج پر تھی۔ قانون کے احترام اور انسانی حقوق کا گمان تک نہ تھا۔ محمد بن قاسم نے عدل و انصاف کے پیمانے اور اخلاق و شائستگی کے معیار بدل دیئے۔ انسان کو اپنے جیسے انسانوں سے آزادی ملی۔ قانون کا نفاذ امیر و غریب پر ایک جیسا ہونے لگا۔ محمد بن قاسم نے سابقہ حکومت کی طرف سے دی گئی مراعات بحال رکھیں۔ مقامی عمال کو اپنے عہدوں پر قائم رکھا۔ محمد بن قاسم نے یتیموں اور معذوروں کیلئے وظائف مقرر کیے اور عمال کو حکم دیا کہ لوگوں کی حیثیت سے زیادہ آبیانہ و مالیہ وصول نہ کیا جائے۔

محمد بن قاسم سے پہلے ہندوستان میں سیاسی وحدت اور مرکزی حکومت کا تصور تک نہ تھا۔ محمد بن قاسم نے سندھ میں ایک باقاعدہ نظام حکومت کی بنیاد ڈالی۔ محمد بن قاسم نے مذہبی رواداری و آزادی، حسن سلوک، انسانیت پروری اور عادلانہ نظام حکومت کی وجہ سے اہل سندھ کے دلوں کو مسخر کیا۔ محمد بن قاسم نے اخلاق و شائستگی، انسانی حقوق، عزت و وقار، سماجی انصاف اور قانونی عدل پر مبنی معاشرہ قائم کیا۔ اسی وجہ سے محمد بن قاسم کا سندھ میں ورود تاریخ سندھ میں ایک فلاحی باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

محمد بن قاسم نے ایک لاکھ ۲۰ ہزار درہم ان دس ہزار شہریوں میں تقسیم کیے جن کی ملکیتیں جنگ میں تباہ ہوگئی تھیں۔ یہ بات اسلامی تہذیب کی انسانیت نوازی کی غماز ہے کہ دشمن کی رعیت کا نقصان بھی اسلامی سپہ سالار نے پورا کیا۔

الغرض محمد بن قاسم کی لشکر کشی نے مشرقی ہندی تہذیب کو نورِ اسلام سے ضوفشانی بخشی۔ محمد بن قاسم نے نسلی تعصبات و تفاخرات، معاشی و مذہبی طبقاتی تقسیم میں گھری

Marfat.com

ہوئی مخلوق خدا کو اعلیٰ معاشرتی روایت، ارفع فکر، وسعت قلبی، مذہبی رواداری و آزادی، قانون کی حکمرانی، سماجی و فلاحی انصاف ایسی اقدار سے متعارف کرایا۔ انسانیت کی سوچوں کو وسعت، فکر کو بلندی، قلب کو روشنی، عقل کو نور اور دماغ کو حکمت و بصیرت نصیب ہوئی۔ علم کے دروازے عام لوگوں پر کھلے۔ ایک نئی تہذیب وجود پذیر ہوئی۔ مسلمانوں کے تہذیبی وثقافتی اثرات سے سندھی زبان میں عظیم انقلاب آیا۔ سندھی عربی رسم الخط میں لکھی جانے لگی۔ سندھ پر اسلام کا یہ احسان ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے قرآن کا ترجمہ سندھ (منصورہ) کے ایک عالم نے کیا۔ سندھ کے شاعر و ادیب عرب ممالک گئے اور اپنے فضل و کمال سے نام روشن کیا۔

درحقیقت محمد بن قاسم نے اسلامی تعلیمات کی بناپر مقامی لوگوں کے قلوب واذہان کو فتح کیا۔ مقامی خالی الظرف ہندی تہذیب نے اسلام کی جاندار، حکمت افروز اور حیات آموز تہذیب کے آگے سر تسلیم خم کیا اور ایک مثالی تہذیب وجود پذیر ہوئی۔ رواداری اور انسان نوازی کے جذبات فروغ پذیر ہوئے۔ مقامی بدھ اور ہندو جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ محمد بن قاسم نے مقامی لوگوں کو کافرانہ، ظالمانہ، استحصالانہ اور فرسودہ نظام سے نجات دلائی اور انسانی شرف و تکریم پر مبنی نظام کو فروغ دیا۔

لفظ سیوہن:

جس شہر کو حضرت عثمان مروندی لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مسکن بنایا یہ سندھ کا ایک قدیمی شہر ہے اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ شہر حیدرآباد سندھ کے شمال مغربی علاقے کیرتھر پہاڑیوں کے دامن میں واقع ہے۔ اس کے مختلف زبانوں میں مختلف نام بتائے گئے ہیں۔

محترم ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی تحقیق کے مطابق سیوہن سندھ کے دیگر تمام آثار قدیمہ میں سب سے زیادہ قدیم ہے، بعض تذکرہ نگاروں کے خیال میں قدیم آریوں نے اس شہر کو آباد کیا تھا۔ یہ لوگ شیوا کے پجاری تھے۔ اس لئے انہوں نے اس کا نام شِھوستان جو بعد میں سیوستان اور سیوہن کہلایا بعض کے مطابق سیوہن میں ''شیوی'' یا

Marfat.com

''سیوی'' نام کی ایک لڑکی رہا کرتی تھی جس کی وجہ سے اسے شھوستان یا سیہان لکھا گیا ہے بعض نے تحریر کیا ہے کہ اس شہر کو راجہ الیئر کے بیٹے شھی نے آباد کیا تھا جس کی وجہ سے یہ شہر شھستان اور سیوستان کہلائے جانے لگا۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ راجہ رمائن کے زمانے کا شہر ہے۔

مشہور سیاح ابن بطوطہ نے اپنی کتاب ''سفرنامہ'' میں شوستان کے نام سے سیوہن کا تذکرہ کیا ہے۔ مؤرخ بلاوزی نے اسے سیوستان لکھا۔

جبل سیوہن:

سیوہن بہت ہی قدیم شہر ہے جس کے جنوب میں بھگوٹوڑو ایک جبل ہے جو شمال اور جنوب کی سمت سے حفاظت کا کام دیتا ہے۔ اس پہاڑ کے نواح میں لکی کا شہر تھا۔ عباسی دور میں خاندانِ سادات لک علوی کے جدامجد احمد یہاں تشریف لائے تھے جن سے لک علوی خاندان کے سادات پھلے اور پھولے ان میں سے پیر پگاڑا صاحب کا راشدی خاندان بھی ہے۔ پیر سید محمد راشد کے متعلق آتا ہے کہ یہ اپنے دور بارہویں صدی ہجری کے ممتاز ترین شیخ طریقت تھے اور صاحب علم ورشاد بزرگ تھے۔

خاندان لک علوی بسادات میں کئی مشہور ہستیاں گزری ہیں جنہوں نے احیائے دین اور اصلاح خلق کیلئے نمایاں کام کیا۔ ان میں سید صلاح الدین ایک تھے۔ بڑے عبادت گزار متورع اور صاحب ایمان بزرگ تھے۔ فرماتے ہیں:

بولایت محبت صفریست عاشقاں را
بجہاں چہ دید آنکس کہ ندید ایں جہاں را

یعنی ولایت محبت میں ان عاشقوں کو کچھ نہ ملا جنہوں نے اس دنیا میں اس جہان کی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ تاریخ میں آتا ہے کہ ان کی ایک نگاہ فیض اثر سے لوگوں کی اصلاح ہوجاتی تھی۔

ان کے فرزند سید پیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ امراء کی صحبت سے بچتے تھے۔ سندھ کے حکمران نور محمد نے ان سے ملاقات کی درخواست کی

Marfat.com

جس کی انہوں نے معذرت چاہی۔ بالآخر وہ خود ان کی خدمت میں آیا جس پر خدام اور سادات نے انہیں بڑی مشکل سے ملاقات کیلئے باہر نکالا، آہ! کیا ہی مقام ان کے حصے میں آیا تھا۔ دیکھتے ہی فرمایا اس کے بعد اب دنیا میں رہنا فتنہ میں پڑنا ہے۔ پھر جلد ہی انتقال فرمایا، ان کی ریاضت کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مصروف رہتے، ہر بارہ رکعت نفل کے بعد تازہ غسل فرماتے، ان کے بھائی سید نور شاہ کا بھی یہی حال تھا۔ یہ سیوہن کے لک علوی سادات تھے جنہوں نے اللہ کیلئے اپنے آپ کو مٹا دیا تھا۔ سید نور شاہ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے، حال ان کا ابدالوں کی مانند تھا۔ زبان میں کیا تاثیر تھی، جو کہتے تقدیر کی مانند پورا ہوتا۔ ہفتہ میں ایک بار باہر نکلتے تھے۔ خورد و نوش کا سامان ان کے ساتھ ہوتا تھا۔

حضرت لعل شہباز قلندر کی سیوہن میں آمد سے قبل یہاں ایک اور سید بزرگ صدرالدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ملتے ہیں۔ یہ اپنے زمانے کے مشائخ کے سردار، سادات کے فخر اور وقت کے ولی تھے۔ (تحفۃ الکرام)

یہ نجیب الطرفین اور اپنے عالی نسب کی وجہ سے مشہور ہیں ان کی اولاد اب بھی سیوستان (سیوہن) میں سکونت پذیر ہے اور کچھ سندھ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ سید صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جدامجد کی چلہ کشی اور ریاضت کے نشانات سیوہن کے اس پہاڑ بھگوٹورو کے اندر پائے جاتے ہیں جہاں قدرتی سرد اور گرم پانی کے چشمے ہیں۔ ہندوؤں کے زمانے میں یہ چشمے دھارا تیرتھ کہلاتے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مع حضرت خواجہ عثمان ہارونی سیوہن میں تشریف لائے تھے اور لک علوی سادات سے ملاقات کی تھی۔ اس جبل کے اوپر ایک مقام زیارت ہے جہاں قبر بنی ہوئی ہے لوگ اس قبر کو خواجہ ہارون کے نام سے معنون کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمہ کا سیوستان آنا ان کی اپنی تصنیف ’راحت القلوب‘ سے ثابت ہے جس کا تذکرہ انہوں نے اس کتاب میں کیا ہے۔

Marfat.com

کتاب کے صفحہ ۱۲۹ پر عیاں کیا گیا ہے کہ جب خواجہ فریدالدین سیوستان کی سیر دسیاحت
میں مصروف تھے کہ ان کی ملاقات شیخ احدالدین رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تھی، اس کے
علاوہ سیوستان کے ایک اور بزرگ کا بھی ذکر خیر آیا ہے کہ حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے اس بزرگ کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اور اللہ کے ذکر میں مصروف ہیں، حضرت
رحمۃ اللہ علیہ اس کے نزدیک آ کر کھڑے ہوگئے لیکن وہ ہوش وحواس میں نہیں تھے۔
ایک دن جب ہوش میں تھے تو کہہ رہے تھے:

اللہ تعالیٰ جس کو سعادتِ ابدی عطا کرتا ہے
اس کیلئے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے،
اور وہ شخص سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے
ذکر الٰہی میں مصروف رہتا ہے اور صحیح بھی یہ ہے کہ
سوائے حوائج ضروریہ سارا وقت ذکر الٰہی میں رہنا چاہیے

اس سے قبل حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے مرشد حضرت عثمان
ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بھی سیوہن تشریف آوری ہوئی تھی۔

ابن بطوطہ کی بھی ایک سید صاحب سے اس مسجد میں ملاقات ہوئی تھی جو لعل شہباز
قلندر کے قرب میں ہے۔ ابن بطوطہ اپنی اس ملاقات کا ذکر ''رحلتِ ابن بطوطہ'' میں لایا
ہے۔

شوی قوم نے اس شہر کی آبادی اور توسیع میں حصہ لیا۔

شہر سیوہن:

پروفیسر محبوب علی چنہ اپنے ایک تحقیقی مضمون بعنوان ''سندھ جا قدیم تخت گاہ'' میں
رقمطراز ہیں۔

پتھر والے زمانے کے نشانات جو سندھ کے پہاڑوں اور وہڑی کی پہاڑیوں میں
ملے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ سیوہن کسی زمانے میں بصورت کھنڈر نہیں رہا بلکہ ہر
دور میں اپنے محل وقوع کی اہمیت کی وجہ سے آباد رہا۔

Marfat.com

ہندوؤں کے زمانے میں سیوستان پانچ بڑے علاقوں میں سے ایک تھا جس کی حدود جھان کے کوہستان سے لے کر مکران کے ساحل تک تھیں۔ بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ سارے علاقہ کو سیوستان کہا جاتا تھا۔

سیوہن کی اہمیت:

سیوہن سندھ کا اہم اور تاریخی مقام ہے۔ شمال مغرب میں یہ حملہ آوروں کا ایک دفاعی مورچہ تھا۔

دہلی کے حاکم غیاث الدین کے عہد میں جب تاتاریوں نے حملہ کیا انہوں نے یہ حملہ سیوہن پر ہی کیا تھا۔ خوارزم شاہ نے سندھ کو ختم کرنے کیلئے سب سے پہلے سیوہن کو زیر کیا۔ عبدالرحیم خانخانان کی فتوحات ظاہر کرتی ہیں کہ وہ سیوہن کے راستے سندھ کی وادی میں داخل ہوا اور ٹھٹھ کو زیر کیا۔ اسی طرح سندھ کی کئی پہلی اور آخری لڑائیاں سیوہن کے میدان میں لڑی گئیں ہمایوں نے شیر شاہ سوری سے شکست کھانے کے بعد بہت کوشش کی کہ سیوہن پر قابض ہو جائے لیکن شاہ حسن اعون نے قلعہ سیوہن کے استحکامات کو اس قدر پختہ اور مضبوط کیا تھا کہ ہمایوں کامیاب نہ ہو سکا۔ یار محمد کلہوڑا کے عہد میں سیوہن کا زوال شروع ہوا۔ اس نے خدا آباد شہر کی بنیاد ڈالی اور اسے اپنا صدر مقام بنایا تو سیوہن کی اہمیت جاتی رہی۔ انگریزوں کے عہد میں اس کی ساری رعنائیاں ماند پڑ گئیں۔

آمد شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور سندھ کے سیاسی حالات

حضرت شہباز قلندر جب سندھ میں تشریف لائے تو سندھ میں سومرہ خاندان کی حکومت تھی۔ یہ تو ایک قدیم قوم ہے جس نے سندھ پر بڑے طویل عرصہ تک حکومت کی لیکن ان کی تاریخ پر تاریکی کے اتنے پردے پڑے ہوئے ہیں جن کی شاید ہی کوئی نظیر کسی ملک یا قوم کی تاریخ میں ملتی ہو، کسی بھی قدیم تاریخ میں ان کا مفصل احوال نہیں آیا ہے۔ تاریخ معصومی، فرشتہ، تحفۃ الکرام، تاریخ طاہری اور منتخب التواریخ میں مندرجہ بیان

Marfat.com

بہت مختصر ہے۔ اس کے علاوہ سومرہ حکمرانوں کے جو نام اور ان کی حکومتوں کا جو عرصے دیئے گئے ہیں ان میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت شہباز قلندر کی سندھ میں آمد ۶۴۹ھ میں ہوئی۔

سومرہ قوم کی حکومت بھی کوئی مستقل حکومت نہیں تھی اور نہ سارے سندھ پر ان کی حکومت تھی۔ بالکل شروع کے زمانے میں وہ سندھ کے بہت تھوڑے حصہ پر قابض تھے۔ اس کے بعد وہ پھیلتے چلے گئے۔ اس کے علاوہ پہلے وہ سلاطین دہلی کے ماتحت بھی تھے۔ صاحب تحفۃ الکرام نے لکھا ہے۔

"مخفی نہ ہو کہ سومرہ قوم درحقیقت دو سال پہلے سندھ کے کچھ حصہ پر غالب تھی لیکن وہ مسلمان سلاطین کے ماتحت تھے، اس لئے ان کا علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا ہے۔"

(تحفۃ الکرام، ج ۳ ص ۲۷)

اس قوم کی باقاعدہ حکومت سلطان محمود کے فرزند عبدالرشید کے زمانے میں شروع ہوئی۔ عبدالرشید ایک سادہ مزاج، کم عقل اور عیاش شخص تھا۔ اس لئے ماتحت حکام نے سرکشی شروع کی اور فرمانبرداری سے نکل گئے۔ اس زمانے میں اس قوم نے "سومرہ" نامی اپنے ایک سردار کو "تھوڑی" میں جمع ہو کر تخت نشین کیا اور اپنا بادشاہ ظاہر کیا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے وہ غزنوی خاندان سے باجگزار تھے۔ ان کے کمزور ہونے کے بعد وہ خودمختار ہو گئے۔ اس کے بعد پھر وہ دہلی کے سلاطین کے ماتحت ہو گئے لیکن درمیان میں کبھی کبھی بغاوت کر کے خودمختار بھی ہو جاتے تھے۔

ہندوستان کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں غوری سلاطین کا تسلط تھا۔ چھٹی صدی ہجری میں ناصرالدین قباچہ نے "اوچ" کو اپنا دارالحکومت بنا کر بالائی سندھ پر حکومت کرنی شروع کی۔ تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ۶۲۳ھ میں سیوستان (سیوہن) کے علاقہ پر ملک خان خلجی کا قبضہ تھا۔ یہ التمش کا طرفدار تھا۔ اس وجہ سے قباچہ سے اس کا مقابلہ ہوا جس میں ملک خان کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔ ۶۲۴ھ میں التمش نے اپنے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعد کو سندھ کا

Marfat.com

گورنر مقرر کیا اور قباچہ کو زیر کرنے کیلئے روانہ کیا۔ قباچہ کی شکست ہوئی اور ۱۹ جمادی الآخر ۶۲۵ھ ہفتہ کی رات کو بکھر کے پاس سندھو دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ اس کے بعد نظام الملک سندھ کا حاکم رہا۔ صاحب تاریخ معصومی نے لکھا ہے کہ ''آپ نے سندھ کا انتظام بہت اچھا رکھا۔ شہروں کی آبادی اور رعیت کے آرام کیلئے بہت کوشش اور محنت کی۔ کچھ عرصہ بعد ۶۳۳ھ میں نورالدین محمد کو سندھ کا انتظام سونپ کر خود دہلی چلے گئے۔''

نظام الملک نے نہ صرف بالائی سندھ پر قبضہ کیا بلکہ سندھ کے حصہ زیریں پر حملہ کر کے سومروں کو بھی زیر کیا۔ صاحب طبقات ناصری نے لکھا ہے ''قباچہ کے مرنے کے بعد'' سمندر کے کنارے تک حکومت بڑھی اور دیول (دیبل بندر) اور سندھ کے والی ملک سنان الدین چنسیر بھی ایلیمش کے تابع ہوا۔'' (طبقات ناصری)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سومروں کی حکومت سندھ کے حصہ زیریں پر تھی، سیوہن پر ان کی حکومت نہیں تھی۔ تحفۃ الکرام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں نہ صرف بکھر، سیوہن اور حصہ زیریں پر علیحدہ علیحدہ حکومتیں تھیں بلکہ دوسری بھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ اور وہ حکومت ملتان کے ماتحت تھیں۔ میر علی شیر قانع نے تحفۃ الکرام میں لکھا ہے کہ ''اوچ اور سندھ پر ناصرالدین قباچہ کا فرمان جاری ہونے لگا۔'' اس زمانے میں سرزمین سندھ پر مندرجہ ذیل ریاستیں بھی تھیں، جو حکومت ملتان کے ماتحت تھیں۔

(۱) رانہ سہتہ (بھونر) راٹھور۔ ریاست ڈھڑو (تعلقہ دریلہ)

(۲) رانہ سڑبن وہماچ، کوریجہ سمہ، ساکن تونگ، جوروپاہ کے حدود میں تھا۔

(۳) جیسرین جچہ اجچہ، باچھی سولنگی، ساکن مانگنارو۔

(۴) وکیوبن پنہون چنہ، ساکن درہ سیوئی۔

(۵) جنوبن ڈٹر (ڈیٹھو)، چنہ ساکن بھاگ نئی (ناڑی)

(۶) جیوبن دریا، ساکن جھم یعنی ہمیہ کوٹ۔

(۷) جھودھن آگرو، ساکن مین ٹکر تعلقہ بھانبھرواہ۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شہباز قلندر کی آمد سے کچھ پہلے قباچہ اور التمش کے زمانہ میں، سندھ بہت سے حصوں میں تقسیم تھا اور ان پر علیحدہ علیحدہ راجے اور سلاطین قابض تھے۔ سومروں کے شروع کے زمانے میں ایک حصہ پر مشہور ظالم راجہ دلورائے بھی قابض تھا۔ اس کے دارالحکومت اروڑ اور برہمن آباد تھا۔ اس زمانے میں منصورہ میں ابھی تک عرب ریاست قائم تھی۔ وہاں بڑے بڑے علماء رہتے تھے، جو سندھ کے مختلف حصوں میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ ان کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ دوسرے آدمیوں کے ساتھ خود دلوارئے کا چھوٹا بھائی چھٹہ امرانی بھی مسلمان ہوگیا، جو اس وقت چھوٹی عمر کا تھا۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کو اپنے بھائی کے مظالم کا شکار ہونا پڑا، آخر تنگ آکر خلیفہ المسلمین کے پاس شکایت لے کر گیا۔ وہاں سے دلورائے کو زیر کرنے کیلئے اور اسلام کی تبلیغ کا کام سرانجام دینے کیلئے سید علی مکی کو ایک فوجی دستہ کے ساتھ سندھ میں لائے۔ آپ کے آنے کے بعد دلورائے تائب ہوکر مسلمان ہوا اور اپنی دختر سید صاحبؒ کے نکاح میں دی۔ سید صاحب کے اس سے چار فرزند ہوئے جن کے نام یہ ہیں: (۱) سید محمد، (۲) سید مرادیو، (۳) سید حاجی عرف بھرکیہ اور (۴) سید چنگو۔ تحفۃ الکرام کی روایت ہے کہ شاہ صدر لکیاری سید محمد کے فرزند تھے۔ حضرت شہباز قلندر جب پہلے آئے تھے تو سب سے پہلے آپ کی ملاقات حضرت شاہ صدر سے ہوئی تھی۔

۲۶ شعبان سنہ ۶۳۳ھ کو ایلتمش کی وفات ہوئی۔ ۶۳۹ھ میں جب اس کا پوتا سلطان مسعود شاہ ابن رکن الدین فیروز شاہ تخت نشین ہوا، تو اس نے نورالدین محمود کو معزول کر کے ملک جلال الدین حسن کو گورنر بنا کر بھیجا۔

اس طرح تاریخ سندھ کے گورنروں کے نام تو ملتے ہیں لیکن ملک خلجی کے بعد سیوہن کے حاکم کا نام نہیں ملتا۔ سیوستان پر علیحدہ حاکم تو ضرور مقرر ہوا ہوگا کیونکہ سیوستان اس زمانے میں نہایت اہم علاقہ تھا، لیکن تاریخ میں اس کا نام نہیں ملتا۔ سیوستان کے حاکم کا نام اس وقت ملتا ہے جب حضرت قلندر شہباز سنہ ۶۴۹ھ میں

Marfat.com

سیوہن میں تشریف فرما ہوئے۔ تاریخ معصومی سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ناصرالدین محمد بن سلطان التمش تخت نشین ہوا تو ۲۲ شوال ۶۴۹ھ کو لاہور، ملتان، اوچ اور بکھر کی طرف روانہ ہوا جہاں پہنچ کر اس نے سیوستان کی ولایت قتلغ خان اور اوچ اور ملتان کا انتظام ملک سنجر کے حوالہ کیا، اس کے بعد دہلی واپس ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ سلطان ناصرالدین نے سندھ پر ایک گورنر مقرر کرنے کے بجائے اس نے ملتان، اوچ، بکھر اور سیوستان پر علیحدہ علیحدہ حکام مقرر کیے۔ حضرت شہباز قلندر کی تشریف آوری کا سال ۶۴۹ھ ہے اور قتلغ خان کے مقرر ہونے کا بھی یہی سال ہے۔

عوام میں مشہور ہے کہ حضرت شہباز قلندر کی آمد کے زمانہ سیوہن پر ظالم ہندو راجہ راج کرتا تھا، جس کا نام جس پر اور لقب ''چربٹ'' تھا۔ اس راجہ کے متعلق سندھ میں ایک مثل مشہور ہے ''اندھیر نگری چربٹ راجہ، ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا'' یعنی چربٹ راجہ کی وجہ سے علاقہ میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس اندھیرے کا یہ عالم ہے کہ دو پیسے میں سبزی کا بھی ایک سیر ملتا ہے اور دو پیسہ میں کھاجا (خشک میوہ) کا بھی ایک سیر ملتا ہے۔ اس راجہ کے بیوقوفی اور ظلم کے بہت سے قصے آج تک مشہور ہیں۔

تاریخوں میں ہمیں سیوستان کے حاکم کا نام نہیں ملتا، روایت سے صرف ایک ظالم اور بیوقوف ہندو راجہ کی حکومت کا پتہ چلتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکمران قتلغ خان کی آمد سے قبل مذکورہ ہندو راجہ حکومت کرتا ہوگا، جس کو سلطان ناصرالدین نے شکست دیکر ۶۴۹ھ میں قتلغ خان کو سیوستان کا حاکم مقرر کیا۔ یہ بھی حضرت شہباز قلندر کی آمد کی ایک برکت تھی کہ آپ کے آنے سے ایک ظالم راجہ کا خاتمہ ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شہباز قلندر کے آنے کے تھوڑے ہی عرصہ میں راجہ کا خاتمہ ہوگیا کیونکہ قتلغ خان بھی اسی سال سیوہن کا حاکم مقرر ہوا۔

سلطان ناصرالدین بہت ہی نیک اور متقی سلطان تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ

Marfat.com

وہ قرآن شریف کی کتابت کر کے اس کی آمدنی سے گزارہ کرتا تھا۔ اس کا سیوہن خاص طور پر حملہ ظاہر کرتا ہے کہ وہاں کا حاکم ظالم تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا آنا حضرت شہباز قلندر کے باطنی اشارہ کے مطابق ہوگا۔

اس زمانے میں سیوہن نہ صرف علاقہ سیوستان کا خاص شہر تھا بلکہ سندھ میں سب سے بڑا اور نہایت اہم شہر تھا۔ دستور ہے کہ جب بڑے شہروں میں خرابی پیدا ہوتی ہے تو اس کا اثر تمام شہروں اور دیہاتوں پر پڑتا ہے اور سیوہن سندھ کا ایک بہت بڑا اور نہایت اہم شہر تھا اور وہ خرابی میں انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت شہباز قلندر نے اسی کو اپنا مسکن بنایا کیونکہ آپ کا مقصد خرابی کو دور کرنا تھا۔

سیوہن میں آمد:

قلندر نامہ کا دعویٰ ہے کہ آپ سیوہن میں ۶۴۹ھ میں تشریف لائے اور اس ضمن میں انہوں نے ایک فارسی شعر سے تاریخ نکالی جو اس طرح ہے:

چو باز آشیاں قدسی شہباز سیوستان نمودہ جنت آسا
خود تاریخ آں از تو یاں خلاس نمود آفتاب دین گفتا

(اخلاص کے پہلے حرف الف کے عدد، آخری مصرعہ کے عدد سے جمع کئے جائیں گے۔ سنہ ۶۴۹ھ برآمد ہوگا۔)

تحفۃ الکرام کی روایت ہے کہ آپ نے غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی اور ان کے فرزند صدرالدین عارف کے ساتھ سیر و سفر کرتے ہوئے ٹھٹھہ کے قریب پیر پٹھ سے ملاقات کی چونکہ پیر پٹھ نے سنہ ۶۴۲ھ میں وفات پائی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس سے پہلے سندھ میں وارد ہوئے۔ سیر و سفر کرنے کے بعد سنہ ۶۴۹ھ میں سیوہن میں قیام کیا۔

رشد و ہدایت:

حضرت لعل شہباز قلندر کی آمد سے قبل سیوہن برائیوں اور بدکاریوں کی آماجگاہ بنا

Marfat.com

ہوا تھا اور ہر بدکاری اور ہر برائی اپنے عروج پر تھی۔

سیوہن اس وقت بت پرستی اور کفر الحاد کا مرکز بنا ہوا تھا۔ زندگی کے ہر شعبہ میں بے راہ روی تھی، جوا، شراب اور دوسری معاشرتی برائیاں عام تھیں۔ لوگوں کی اخلاقی حالت بہت پست تھی۔ جگہ جگہ عصمت فروشی کے اڈے قائم تھے لیکن حضرت لعل شہباز قلندر نے سیوہن پہنچتے ہی گمراہ اور بدکار لوگوں کو اسلام کے پاکیزہ اصولوں سے روشناس کرایا اور برائیوں اور بدکاریوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی اور لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

سیوہن کے بڑے بڑے زمیندار اور روساء ان برائیوں میں شریک تھے۔ ان عیش پسندوں اور روساء نے آپ کی بہت مخالفت کی۔ مگر آپ نے اس ظلمت کدہ کفر میں اسلام کی شمع کو منور اور روشن رکھا۔ آہستہ آہستہ اس شمع کی روشنی پھیلنے لگی اور آپ کی دینی و روحانی تعلیمات کو لوگ قبول کرنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے برائی کی جگہ نیکی نے لے لی اور بدکاری اور فحاشی سے لوگوں نے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ گناہوں اور برائیوں کے مرکز ویران و سنسان ہو گئے۔ سیوہن کے جس محلہ میں آ کر آپ قیام پذیر ہوئے وہ محلہ کسبی اور بدکار عورتوں کا تھا۔ اس عارف باللہ کے قدموں کا پہلا اثر تھا کہ وہاں زناکاری اور فحاشی کا بازار سرد پڑ گیا، نیکی اور پرہیزگاری کی طرف قلوب مائل ہو گئے اور زانیہ عورتوں نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور انہوں نے بدکاری اور زناکاری چھوڑ کر نیکی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے کا عہد کیا۔ یہ تھی آپ کی سیوہن میں وارد کی پہلی کرامت۔

ان کا اصلاحی و تبلیغی کام صرف سیوہن تک محدود نہیں تھا بلکہ یہ سندھ میں جگہ جگہ گھومے پھرے۔ تحفۃ الکرام اور لب تاریخ میں ہے کہ حضرت شہباز رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوث العالم ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور سید جلال اوچ شریف والے سندھ میں بہت گھومے پھرے۔

خواجہ فرید گنج شکر کی سیوہن آمد ان کے ملفوظات ''راحت القلوب'' ص ۱۷ اور

Marfat.com

بزم صوفیہ ص ۱۲۸ سے بھی ظاہر ہوتا ہے جن دنوں حضرت بابا فرید گنج شکر سیوستان کی سیر و سیاحت میں مصروف تھے تو ان کی شیخ اوحدالدین کرمانی سے ملاقات ہوئی اور اس ملاقات میں سیوہن کے ایک بزرگ کی صحبت کا ذکر کیا اور کہا:

''اللہ تعالیٰ جس کو سعادت بخشتا ہے اس پر ذکر کے دروازے کھول دیتا ہے اور علاوہ قضائے حاجت کے ہر وقت ذکر ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے سندھ میں گھومنے اور تبلیغ کرنے کے سلسلے میں تحفۃ الکرام میں لکھا ہے کہ:

''رکن پور، شیخ رکن الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ایک گاؤں ہے۔ یہاں سومرو ذات کے ایک شیخ ریحان رہتے تھے۔ شیخ رکن الدین ان کی زیارت کیلئے یہاں تشریف لائے تھے اور اسی نسبت سے اسے رکن پور کہا جانے لگا۔ اس سے قبل یہ گاؤں اپنے نام (ریحان) پر بھی پکارا جاتا تھا۔ شیخ ریحان کا اصلی نام چینسر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اتفاق سے جب شیخ رکن الدین اور مخدوم لعل شہباز یہاں تشریف لائے تو اس بنجر علاقے میں ایک قدرتی حسن پیدا ہو گیا جس وجہ سے اسے انسانوں کی زیارت گاہ کہنے لگے۔

تحفۃ الکرام ص ۱۷۸ کی روایت کے مطابق حضرت شہباز قلندر اور شیخ ریحان شیخ دودی کی شہادت کے بعد یہاں فاتحہ خوانی کیلئے آئے تھے۔

تحفۃ الکرام نے رکن پور حیدرآباد کے قریب ایک گاؤں دکھایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لعل سائیں نے سندھ کے کونے کونے کی سیر کی تھی اور شدید ہدایت کا پرچار کیا۔ اس طرح یہ سیاحت یقیناً تبلیغی لحاظ سے ہوئی تھی۔ تبلیغی سیاحت کی ہوگی۔

اسی مورخ نے دوسری جگہ ''منگھ کے طوق'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

''مشہور پہاڑ ہے۔ حاجی منگھ نامی ایک اہل اللہ بزرگ وہاں مدفون ہیں جو شیخ بہاؤالدین ملتانی کے ہمعصر تھے۔ اس کے علاوہ حاجی منگھ پہاڑ میں مخدوم لعل شہباز کی ''کندری'' نامی ایک نہر بھی ہے جس کی دونوں اطراف میں فرحت بخش باغات اور

Marfat.com

فقیروں کے پرسکون آستانے ہیں۔"

منگھو پیر، کراچی کے قریب ہے اور وہاں کی ایک نہر پر بقول میر شیر قانع حضرت شہباز قلندر کا اسم گرامی تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ وہاں گئے تھے، اس کے بعد اس نہر کا نام آپ کے نام پر پڑا ہوگا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سندھ میں آپ کی سیاحت کا دائرہ کتنا وسیع تھا۔ یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ آپ نے سندھ کی سیاحت تبلیغ کیلئے کی ہوگی کیونکہ آپ سندھ کو ایمان کے نور سے منور کرنے کیلئے ہی آئے تھے۔

حیدرآباد کے قریب "گنجہ ٹکر" کے نزدیک ٹنڈو میر غلام حسین میں آپ کی چلہ کی جگہ مشہور ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے حیدرآباد کی طرف بھی سیر و سفر کیا۔ اس کے علاوہ ایک اور روایت بھی ہے کہ آپ نے حیدرآباد کے اطراف میں ساجن سوائی اور تاج الدین طویل سے بھی ملاقاتیں کیں۔

دوسری روایت ہے کہ آپ نے ٹھٹھہ کے پیر پٹھ سے بھی ملاقات کی۔ مولانا عبدالقادر کی تصنیف حدیقۃ الاولیاء میں مذکور ہے۔

شیخ پتہ سرور سلطان دین　　فارس میدان عرفان و یقین
واصل حق صاحب صدق و صفا　　مظہر مجموعہ انوار حق!
درمن غار جبل مادی گرفت　　لعل وش در سنگ خارجا گرفت
از خلایق دور باحق درحضور　　مختفی از چشمہ چول دردیدہ نور
کس بنودہ مطلع برحال شان　　سگوہر بودہ نہاں در جوف کال
اتفاقا شیخ عثمان شاہباز　　آں شبہ سردار دین و سرفراز
ہمرہ شیخ الشیوخ صدر الدین　　شیخ زکریا بہاؤالدین امیں
از صفائی باطن و نور ضمیر　　یا فندآں اہل دل را گوشہ گیر
شیخ پتہ از سر صدق و یقیں　　شد مرید شیخ زکریا امیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر، شیخ بہاؤ الدین اور صدر الدین اس جگہ سے گزرے جہاں شیخ پتہ رہتے تھے۔ جب وہ گزر رہے تھے تو ان کو معلوم ہوا

Marfat.com

کہ یہاں کوئی اہل دل رہتا ہے۔ اس کے بعد وہ اس سے ملے اور شیخ پٹھ صدق اور یقین سے شیخ بہاؤالدین زکریا کے مرید ہوئے۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضرت شہباز قلندر نے حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا اور ان کے فرزند شیخ صدرالدین عارف کے ساتھ تبلیغی نقطۂ نگاہ سے سندھ کی سیاحت کی۔

ایک عوامی روایت ہے کہ حضرت شہباز سیوہن سے لاہوت بھی گئے۔ وہاں سے ہنگلاج گئے اور پھر کراچی آ کر منگھ پیر سے ملے۔ (الشہباز: جلیل سیوہانی)

منگھ پیر سے ملاقات کا ذکر تو صاحب تحفۃ الکرام نے بھی کیا ہے، جو پہلے آ چکا ہے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے قدیم پاٹ میں حاجی اسماعیل پوہر سے بھی ملاقات کی۔ قدیم پاٹ کے کھنڈرات کے قریب حاجی اسماعیل پوہر کا روضہ آج بھی موجود ہے۔

صاحب تحفۃ الکرام نے مکلی کے بزرگوں کے ضمن میں میاں لال کا ذکر بھی کیا ہے، جن کے متعلق لکھا ہے کہ وہ حضرت شہباز قلندر کے بھائی یا چچازاد بھائی تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں لال یا تو حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سندھ میں آئے تھے، یا حضرت شہباز کے سندھ میں اقامت اختیار کرنے کے بعد سندھ میں تھے اور آپ کے ساتھ سندھ کا سیر و سفر کیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت شہباز قلندر نے تبلیغ کیلئے آپ کو ٹھٹھہ میں رہنے کا حکم دیا ہو۔

سیاحت کے دوران، رشد و ہدایت کے ساتھ، خالق حقیقی کی عبادت بھی کرتے رہے ہیں کیونکہ تحفۃ الکرام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کندری نہر پر اور گنجہ ٹکر کے نزدیک چلہ کش ہوئے، سیر و سفر کے بعد سیوہن واپس آئے تو وہاں سے شر و فساد اور برائی کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ اس کے بعد آپ ہمیشہ یادحق میں مشغول رہنے لگے۔ صاحب قلندرنامہ نے لکھا ہے ''اس طرح بحکم الٰہی سیوہن میں تشریف فرما ہوئے اور فساد کو بند کرا کے یادحق میں ہمیشہ مشغول رہنے لگے۔

سیوہن میں آپ نے اسلامی تعلیمات کو پھیلانا شروع کیا۔ آپ کی اسلامی

Marfat.com

تعلیمات کا یہ اثر ہوا کہ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلامی تعلیمات اور دینی و روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے رہے۔ جذبہ صدق ایمان کے تحت راضی برضا ہوکر اسلامی تعلیمات کو قبول کرنے لگے اور حلقۂ اسلام میں داخل ہونے لگے اور ایک وقت وہ آیا کہ آپ کی اسلامی تعلیمات کی وجہ سے سندھ کے دوسرے مقامات بھی آغوش اسلام میں سمٹ آئے۔

حضرت قلندر لعل شہباز کی سیوہن میں مدت قیام ایک سال یا چھ سال بتائی جاتی ہے۔ لیکن اتنی مختصر سی مدت میں آپ نے سیوہن کی حالت بدل ڈالی تھی۔ دور دراز سے لوگ آپ کی شہرت سن کر سیوہن پہنچتے تھے اور آپ کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ آپ کا فیض روحانی عام تھا اور بڑے بڑے فقیہہ، درویش، عالم، خراج عقیدت پیش کرتے رہے۔ بعض سلاطین وقت نے بھی آپ کے دربار میں حاضری دی اور سلسلہ اب تک جاری و ساری ہے۔

علمی خدمات:

حضرت لعل شہباز قلندر ایک زبردست عالم تھے اور کئی زبانوں کے ماہر تھے اور عربی و فارسی علوم پر کامل عبور رکھتے تھے۔ آپ نے عربی صرف ونحو پر کئی کتابیں تصنیف کیں جو مکتبوں اور مدرسوں کے نصاب میں داخل تھیں۔ مشہور انگریز مؤرخ سر رچرڈ برٹن نے ان کتابوں کے نام بھی تحریر کئے ہیں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

میزان صرف، صرف صغیر قسم دوئم، عقد اجناس۔

حضرت لعل شہباز قلندر کے ماہر قواعد ہونے کے بارے میں شیخ محمد اکرم صاحب اپنی محققانہ تصنیف ''آب کوثر'' میں رچرڈ برٹن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''جس وقت انگریز سندھ پر قابض ہوئے اس وقت حضرت عثمان مروندی کی دو تصانیف ''میزان الصرف'' اور ''صرف صغیر'' یہاں کے فارسی نصاب میں شامل تھیں۔ آپ کی تصنیف کردہ کتب کے بارے میں بعض دو اور بعض نے تین لکھا ہے اور حوالے میں سبھی نے تقریباً انگریز مصنف رچرڈ برٹن کا حوالہ دیا ہے۔ بعض مضمون نگار حضرات نے اس سے

Marfat.com

اتفاق کیا ہے کہ آپ کی دونوں کتابیں "میزان الصرف" اور "صرف صغیر" درسگاہوں میں داخل نصاب تھیں۔ ضیاء الشہباز میں مندرج عبارت میں آپ کی تین تصانیف کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو عبارت برٹن کے بقول آپ ایک جید زبان دان اور ماہر قواعد تھے۔ حضرت قلندر نے چند کتابیں بھی لکھی تھیں جو اس زمانے میں مکتبوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔ ان کے نام تھے (۱) عقد، (۲) قسم دوئم اور (۳) اجناس اور میزان الصرف۔

برٹن کی اس روایت کو ڈاکٹر سدا رنگانی نے اپنی نادر تصنیف فارسی "شعراء سندھ" اور صاحب گزیٹر (ورائٹر آف گزیٹر جلد اول ص نمبر ۹۴) میں لکھا اسی طرح شیخ محمد اکرم نے اپنی کتاب "موج کوثر" اور حکیم فتح محمد سہوانی نے بھی اپنے "قلندر نامہ" میں لکھا۔

بہرحال مندرجہ بالا تحریروں سے اس بات کی وضاحت ہوگئی کہ حضرت لعل شہباز قلندر نے "میزان صرف" اور "صرف صغیر دوئم اور عقد اجناس تنصیف کی تھیں جو اس وقت کے مکتبوں اور مدرسوں میں پڑھائی جاتی تھیں۔

حضرت لعل شہباز نہ صرف بلند پایہ کے درویش تھے بلکہ اعلیٰ درجہ کے عالم باعمل اور ماہر لسانیات ادیب اور شعلہ بیان شاعر بھی تھے۔ آپ کو شاعری میں بھی یدطولیٰ حاصل تھا۔ آپ نے امام اولیاء وصی مصطفیٰ اسد اللہ الغالب شاہ لافتیٰ محبوب رسول خدا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک منقبت لکھی۔ ان کی اس منقبت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے والہانہ وابستگی اور آپ کی شاعرانہ عظمت اور بصیرت کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

کرامات

حضرت لعل شہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کرامت بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی زندگی میں بے شمار کرامات آپ سے منسوب ہیں۔ اللہ کے بندوں نے زندگی میں کبھی نہیں سوچا کہ ہم سے کرامت کا ظہور ہو مگر ان پر خداوند قدس کا کرم ہونے کی بنا پر ان سے غیرارادی طور پر کرامت کا ظہور ہو جاتا ہے۔ کرامت کا لفظ خداوند قدس کے کرم سے نکلا ہے۔ اس لئے حضرت لعل شہباز قلندر پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم تھا۔ اس لئے ان سے زندگی میں کرامات ہوئیں جن میں سے کرامات کچھ تحریر کرنے کی جسارت کی ہے۔

فاحشہ عورتوں کا راہ راست پر آنا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان سے سیوہن تشریف لائے تو جس محلہ میں آپ کا قیام ہوا اس میں فاحشہ عورتوں نے فحاشی کے اڈے کھول رکھے تھے اور دعوتِ گناہ دیتی تھیں۔ جس مکان میں آپ نے قیام کیا اور آستانہ مبارک میں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے تو رات کے وقت جس قدر بھی آدمی عیاشی کی غرض سے ان فاحشہ عورتوں کے پاس گئے ان میں سے کسی کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔

اس واقعہ کی شہرت ہر طرف ہوگئی اور ہر جگہ یہ بات ہونے لگی کہ فلاں محلہ میں یہ واقعہ ہوا ہے۔ ان فاحشہ عورتوں کو سب سے زیادہ فکر لاحق ہوئی کیونکہ اس طرح ان کے

Marfat.com

اڈے ختم ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے اس بارے میں جستجو کی تو ان کو معلوم ہوا کہ ان کے محلے میں ایک درویش بیٹھا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہے۔ عورتیں سمجھ گئیں کہ یہ ضرور اس بزرگ کی وجہ سے ہوا ہے اور بزرگ نے اپنی کرامت کا اظہار کیا ہے۔ تمام فاحشہ عورتیں اکٹھی ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا آپ کی وجہ سے ہمارا کاروبار بند ہو گیا ہے، براہ مہربانی ہمیں معاف کریں اور یہاں سے چلے جائیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان فاحشہ عورتوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اسی جگہ پر ہماری آخری آرام گاہ ہو گی۔ اس لئے ہم یہاں سے نہیں جائیں گے تم یہ جگہ چھوڑ دو اور کہیں اور جا کر رہائش اختیار کر لو۔

عورتوں نے جب یہ جواب سنا تو وہ بہت سٹ پٹائیں اور اس وقت کے حکمران جسیر جی کے پاس اپنی فریاد لے کر پہنچیں۔ یہ جسیر جی شہر کا حاکم تھا اور چوپٹ راجہ کے نام سے مشہور تھا۔ تمام عورتوں نے اپنی فریاد اس کے گوش گزار کی اور دہائی دی۔ عورتوں کی فریاد پر حاکم نے اپنے مصاحبین اور ماہرین نجوم کے ساتھ مشورہ کیا۔ انہوں نے اپنے تجربہ اور علم کی مناسبت سے بتایا کہ عورتیں ٹھیک کہہ رہی ہیں اسی بزرگ کی کرامت کی وجہ سے عورتوں کا کاروبار متاثر ہوا ہے اور یہ وہی بزرگ ہے جس کے ہاتھوں آپ کی موت واقع ہو گی۔ ایک نجومی نے چوپٹ راجہ کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ جس درویش کو آپ نے قتل کروا کر اس کا گوشت قصاب کے ہاتھوں فروخت کروا دیا تھا اور پھر جب اس گوشت کو پکا کر لوگوں نے کھانا چاہتا تو گوشت کی ہر بوٹی سے یہ آواز آتی تھی کہ مت کھاؤ میرا مرشد لعل آ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بزرگ اسی درویش کا مرشد ہے۔ ہمارا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ اس درویش کے گوشت کی ساری بوٹیاں منگوائیں اور ان کے ساتھ سونے کے ساز و سامان سے لدا ہوا ایک گھوڑا ایک ریشمی لباس اعلیٰ قسم کا بزرگ کی خدمت میں نذرانہ کے طور پر بھیجیں اور بزرگ سے گزارش کی جائے کہ وہ یہ جگہ چھوڑ کر کسی اور طرف چلا جائے۔

Marfat.com

اپنے درباریوں کی اس تجویز کو راجہ نے قبول کیا اور اس مقصد کیلئے اپنے ایک وزیر کی ڈیوٹی لگائی جو نہایت سمجھدار اور زیرک معاملہ فہم شخص تھا۔ وزیر تحفے تحائف لے کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت مؤدبانہ انداز اختیار کرتے ہوئے گھوڑا اور بیش قیمت ریشمی لباس پیش کیا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آ گئے اور دونوں چیزوں کو پاس ہی جلتی ہوئی آگ میں جھونک دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ آگ میں غائب ہوگئیں اور ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ وزیر نے یہ منظر دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ گھبرا گیا اور خوف سے کانپنے لگا فوراً حضرت قلندر لعل شہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر پڑا۔ آپ اس سے مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا، جاؤ اپنے راجہ سے جا کر کہہ دو کہ وہ ہمارے بودلہ فقیر کی بوٹیوں کی دیگ لے کر ہمارے پاس آئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم سنتے ہی وزیر واپس ہوا اور تمام واقعہ راجہ کے گوش گزار کیا۔ راجہ سن کر کانپ اٹھا اور اسی وقت آ کر خدمت عالیہ میں پیش ہوگیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم نے کیوں ہمارے بودلہ فقیر کو ہندو قصابوں کے ہاتھ سے قتل کرایا۔ راجہ نے دست بستہ کھڑے ہوکر عرض کی، حضور! بات دراصل یہ ہے کہ میرے قلعے کی جنوبی جانب ایک کھڑکی ہے۔ اس کھڑکی میں میری بیٹی ہر روز بناؤ سنگھار کر کے بیٹھتی ہے اور باہر کا نظارہ کرتی رہتی ہے۔ کافی عرصہ سے اس کی یہ عادت ہے۔ اس کھڑکی کے عین سامنے زمین پر بہت سی جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں۔ ان جھاڑیوں میں آپ کا فقیر بھی رہتا تھا جو اکثر زمین کو اپنی داڑھی سے جھاڑتا رہتا تھا اور ساتھ یہ بھی کہتا رہتا تھا کہ مرشد لعل آتا ہے، کب آتا ہے کہاں سے آتا ہے؟ فقیر اس طرح کی صدائیں اکثر اوقات بلند کرتا رہتا تھا مگر لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ فقیر میری بیٹی پر فریفتہ ہے اور اسی لئے قلعے کی کھڑکی کے سامنے ڈیرہ جمائے بیٹھا رہتا ہے۔ اس بات سے میری دن بدن رسوائی ہو رہی تھی چنانچہ میں نے اس قصے کو ختم کرنے کی غرض سے اس فقیر کو اپنے ہاں دعوت پر بلایا تا کہ بہانے سے قتل کر دیا جائے۔ جب فقیر میری

Marfat.com

دعوت پر چلا آیا تو میں نے ہندو قصابوں کے حوالے کردیا جنہوں نے اس کو ذبح کردیا اور اس کا گوشت فروخت کردیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہندو راجہ کی ساری بات کو غور سے سنا اور فرمایا: تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے اور تم نے بغیر تحقیق کیے ہمارے بے گناہ فقیر کو قتل کروایا مگر چونکہ تم ہندو ہو اور کافر ہو اس لئے ہم تمہیں یہ موقع دیتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرو اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔ دین کو قبول کرلو۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے بودلے فقیر کو تین مرتبہ آواز دی، اسی وقت پاس پڑی ہوئی دیگ سے بودلہ فقیر زندہ سلامت اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کے سامنے آکر دست بستہ کھڑا ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کرامت کے باعث جب بودلہ فقیر زندہ سلامت سامنے آموجود ہوئے تو ان کے جسم کے چند حصوں پر گوشت موجود نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب بوٹیوں سے یہ آواز آئی کہ مت کھاؤ تو بعض لوگوں نے اس آواز کی پرواہ نہ کی اور اس کو اہمیت نہ دی، ڈھٹائی کے ساتھ بوٹیوں کو کھا لیا تھا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب ان بوٹیوں کو آواز دی تو وہ ان افراد کے سروں میں سے ایک زبردست آواز کے ساتھ باہر نکلیں اور بودلہ فقیر کے جسم کے جو حصے گوشت سے خالی تھے ان پر جا کر چپک گئیں ان افراد کے سروں پر سفید نشانات پیدا ہو گئے جنہوں نے بوٹیاں کھائی تھیں۔ یہ داغ اس طرح سے ہیں کہ جیسے کوڑھ کے داغ ہوتے ہیں۔ سندھ میں آج بھی ان افراد کی نسل کے لوگوں کے سروں پر سفید نشانات پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان کرامات کو دیکھ کر وہ فاحشہ عورتیں جو اپنی فریاد لے کر ہندو راجہ کے پاس گئی تھیں اپنے مکانات کو چھوڑ کر اس علاقہ سے چلی گئیں۔ بعض کتب میں یہ واقعہ اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیوہن شریف میں تشریف لائے تو جس جگہ کو اپنی رہائش کیلئے منتخب فرمایا اس علاقہ میں فاحشہ بازاری عورتوں کا بھی قیام تھا۔ یہ عورتیں اپنے

Marfat.com

آپ کو مسلمان کہتی تھیں لیکن زنا کاری ان کا پیشہ تھا۔ یہ عورتیں کسی طرح بھی اپنے اس پیشے کو چھوڑنے پر تیار نہ تھیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اس علاقہ میں قیام فرمایا تو ان فاحشہ عورتوں کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ ان عورتوں کو ہدایت نصیب فرمائے اور نیکی کی راہ دکھائے۔ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کو برے کاموں سے توبہ کرنے کی توفیق عطا کرتا کہ برائی اور فحاشی کا یہ کاروبار ہمیشہ کیلئے ان سے ختم ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کو قبولیت کی سند عطا کی اور ان عورتوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگیا۔ ان کے دل نیکی کی طرف راغب ہوگئے۔ وہ تمام اکٹھی ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ ہمیں توبہ کروا دیں اور ہمارے حق میں بہتری کی دعا فرمائیں۔ ہمیں نیکی اور اچھے اخلاق کی تلقین فرمائیں اور ہم آپ سے اس بات پر بیعت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہیں۔ عورتوں کی اس بات کو سن کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانے کے نفل ادا کیے پھر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور ان کو مشترکہ طور پر توبہ کرائی۔ ان سے اس بات کی بیعت لی کہ وہ آئندہ سے نیک کام کریں گی اور گناہوں سے ہر ممکن طور پر بچیں گی۔ یہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت تھی کہ آپ کی دعا سے فاحشہ عورتوں کے دل کی دنیا بدل گئی اور نیکی کی طرف راغب ہوگئیں۔ انہوں نے گناہوں سے سچے دل کے ساتھ توبہ کرلی۔

کہا جاتا ہے کہ جب یہ عورتیں گناہوں سے تائب ہوکر صراط مستقیم پر گامزن ہوگئیں تو اس واقعہ سے زانی مردوں کو بڑی پریشانی ہوئی۔ وہ تمام اکٹھے ہوئے اور آپس میں اس واقعہ پر پریشانی اور بے چینی کا اظہار کیا۔ آخر ان سب نے متفقہ طور پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مشہور کردیا کہ آپ جادوگر ہیں اور جادو کے زور سے ہر ایک کو اپنا معتقد بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ سب اکٹھے ہوکر ان عورتوں کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ یہ شخص جادوگر ہے جس نے تمہارا کاروبار

Marfat.com

بند کر دیا ہے۔ تمہارا ذریعہ معاش ختم کرا دیا ہے جو پیشہ تم برسوں سے کرتی چلی آ رہی ہو اس سے تمہیں ہٹا کر رکھ دیا ہے۔ غرضیکہ اس طرح کی باتوں سے ان مردوں نے عورتوں کے ایمان کو متزلزل کرنے اور ان کو راہ حق سے ہٹانے اور برائی کی طرف دوبارہ مائل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر چونکہ یہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا اور کرامت کا اثر تھا کہ ان مردوں کے ورغلانے اور سمجھانے کے باوجود عورتوں نے ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور کسی طرح بھی ان کے جھانسے میں نہ آئیں۔ وہ پکی اور سچی توبہ کر چکی تھیں۔ اس لئے توبہ توڑنے پر راضی نہ ہوئیں۔

ان عورتوں نے مردوں کو صاف انکار کر دیا اور ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی ہے ہمیں نیکی کی توفیق دی ہے برائیوں سے بچنے اور نفرت کرنے کی راہ دکھائی ہے ہماری یہ خوش بختی ہے کہ اس نے ہمیں اپنے نیک بندے کے طفیل توبہ کی توفیق بخشی۔ تم جو کچھ مرضی کہو لیکن ہم کسی بھی صورت برائی کی طرف نہیں پلٹیں گی۔ وہ عورتیں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیٹھی رہیں یعنی جس محلہ میں آپ کا قیام تھا اسی محلہ میں بدستور قیام پذیر رہیں۔ وہ مرد عورتوں کو برائی کی طرف واپس لانے میں ناکام ہو گئے مگر اس کے باوجود انہوں نے اپنی کوشش نہ چھوڑی تو عورتوں نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ تم برائی کے راستہ کو چھوڑ کر ہماری طرح نیکی کی راہ اختیار کر لو۔ اللہ تعالیٰ نے جو راہ بتائی ہے اس پر چلو۔ یہ وہ راہ ہدایت ہے جو کامیابی اور فلاح کی ضامن ہے۔ اگر تم برائی کو چھوڑ کر نیکی کی طرف نہیں آ سکتے تو پھر ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ تم جتنے بھی جتن کر لو، ہم کسی طرح بھی اب برائی کی طرف راغب نہ ہوں گی۔ مردوں نے عورتوں کا اٹل فیصلہ سنا تو اس قدر خفا ہوئے کہ شور مچاتے ہوئے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف چل پڑے اور خوب واویلا کیا۔ آپ نے جب دیکھا کہ ان لوگوں کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں اور یہ ہنگامہ آرائی کرنا چاہتے ہیں تو آپ قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگی اور کہا: اے اللہ! تو میری مدد فرما۔ میں تنہا ہوں اور تیرے بھروسہ پر

Marfat.com

تیرے پسندیدہ دین کی تبلیغ کر رہا ہوں۔ یہ شر پسند فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اے اللہ! ان کو شر پسندی سے دور رکھ، ان کے برے ارادوں کو ختم فرما، ان کے دلوں میں نیکی کا جذبہ پیدا فرما، انہیں نیکی کی طرف آنے کی توفیق عطا فرما تاکہ یہ برائی کی دلدل سے نکل کر نیکی اور بھلائی کی طرف آ جائیں اور اس جگہ پر جہاں کہ میں نے تیرے پسندیدہ دین کو غالب کرنے کا ارادہ کیا ہے میرے ارادہ کی تکمیل فرما تاکہ ہر طرف نیکی اور بھلائی کا بول بالا ہو جائے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت عاجزی اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرما رہے تھے کہ بارگاہِ الٰہی میں آپ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوا اور وہ لوگ جو ہنگامہ آرائی اور فساد کرنے کیلئے آئے تھے اور عورتوں کو زبردستی اپنے ارادوں کی بھینٹ چڑھانا چاہتے تھے عین اسی وقت جبکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرما رہے تھے ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے نیکی کا جذبہ پیدا فرما دیا۔ ان کے دلوں کی کیفیت بدل گئی، وہ برائی سے بھلائی کی طرف پلٹ آئے۔ وہ تمام کے تمام حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے اور گڑگڑا کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ توبہ کرنے لگے کہ آئندہ کبھی برے کاموں کی طرف رغبت نہ کریں گے ہمیں نیکی کی تلقین فرمائیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کی اب بدلتی ہوئی حالت کو دیکھا تو ان سب کی ڈھارس بندھائی۔ ان کو وضو کرایا اور توبہ کروائی۔ ان سب نے سچے دل کے ساتھ برائیوں سے توبہ کی پھر آپ نے ان کو اسلام کے سچے اصولوں اور عقائد کے بارے میں آگاہی دی۔ وہ لوگ جو پہلے بدکاری کرنے کی تاک میں رہتے تھے توبہ کرنے کے بعد راہ راست پر آ گئے۔ ہر طرف نیکی اور بھلائی کا بول بالا ہو گیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی دعا کی قبولیت دیکھی تو سجدۂ شکر ادا کیا اور کافی دیر تک سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے اپنا سر سجدہ میں رکھے پڑے رہے اور اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

Marfat.com

قتل کا الزام جھوٹا نکلا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جائے قیام کے بارے جو واقعہ پیش آیا تو اس واقعہ کی شہرت سے اس علاقے میں شور مچ گیا۔ آپ نے جس جگہ پر فاحشہ عورتوں کے اڈے تھے آپ اپنے چاہنے والوں کو حکم دیا کہ ان تمام اڈوں کو گرا دو تو آپ کے حکم کی تکمیل کی گئی تو اس پر زمین کا مالک جو وہ نہایت بدتمیز اور بددماغ قسم کا انسان تھا اس نے اس کارروائی کے خلاف آگ بگولا ہو کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حملہ کرنا چاہا اور آپ کو خوب برا بھلا کہا۔ اچانک آگے بڑھ کر آپ پر حملہ کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے اپنی عصا سے اس کو ٹھوکا۔ عصا لگتے ہی وہ بدبخت زمین پر گرا اور تڑپنے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد مر گیا۔ آپ نے اپنے فقراء سے فرمایا کہ ایک گڑھا کھود کر اس کتے کو دفن کردو۔ فقراء نے ایسا ہی کیا اور گڑھا کھود کر اس کو دفن کردیا۔ اس بدبخت کے ساتھیوں نے یہ صورتحال دیکھی تو وہاں سے بھاگے اور اسی حاکم راجہ چوپٹ کے پاس فریاد لے کر پہنچے اور دہائی دی۔

راجہ پہلے ہی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف اپنے دل میں کدورت رکھتا تھا اس نے سوچا کہ اب تو اچھا خاصا بہانہ ہاتھ آگیا ہے کیوں نہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے خلاف کارروائی کی جائے اور بدلہ لیا جائے۔ چنانچہ وہ موقع کو غنیمت جانتے ہوئے تمام کام چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ زمیندار کے قتل کے الزام میں آپ کو گرفتار کرکے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ راجہ اس کام کیلئے بذات خود فوج لے کر روانہ ہوا تاکہ آپ کو گرفتار کرے۔ چنانچہ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ سے زمیندار کے قتل کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ہم نے کسی انسان کو قتل نہیں کیا البتہ ایک باؤلا کتا جو ہمیں کاٹنے کیلئے آیا تھا اس کو ضرور مارا ہے اور اسے ان لوگوں کے سامنے یہاں زمین میں دفن کردیا۔

راجہ نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ جواب سنا تو زمیندار کے

Marfat.com

ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے، تم تو کہتے تھے کہ اس قلندر نے ایک انسان کا خون کر دیا ہے انہوں نے یک زبان ہو کر راجہ سے کہا کہ یہ فقیر جھوٹ بولتا ہے اس نے زمیندار کو اپنی لاٹھی سے مار کر ہلاک کیا ہے اور ہمارے سامنے لاش کو اس گڑھے میں دفن کیا ہے۔ اس پر راجہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مخاطب ہو کر بولا، اس گڑھے میں سے زمیندار کی لاش نکلی تو تمہیں تمہارے ساتھیوں کے سمیت پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ چنانچہ فوری طور پر گڑھا کھدوایا گیا تو یہ دیکھ کر سب وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ گڑھے میں ایک سیاہ کتا مرا ہوا پڑا ہے۔

قلعہ الٹا ہو گیا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس قدر کرامات دیکھنے کے باوجود چوپٹ راجہ کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ اس کے دل کی کدورت دور نہ ہوئی وہ بدستور آپ کے خلاف ہی رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اس راجہ کے قلعہ کے پاس ہی جس جگہ پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بودلہ فقیر بیٹھا کرتا تھا وہیں پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ راجہ کو وہ بات بڑی ناگوار گزرتی تھی مگر وہ حاکم شہر ہوتے ہوئے بھی آپ کے خلاف کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اسے اتنی جرأت ہی نہ ہوتی تھی کہ وہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔ ایک روز اس نے یہ حرکت کی کہ بلی کو ذبح کر کے اس کا سالن پکوایا اور روٹیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کا مقصد تو آپ کو تنگ کرنا تھا اور اپنے آپ کو تسکین پہنچانا تھا۔ چنانچہ جب سالن اور روٹیاں آپ کے سامنے پیش کی گئیں تو سالن کی بوٹیوں میں سے اس طرح کی آواز آنے لگی کہ جیسے بلی میاؤں میاؤں کرتی ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دیکھ کر جلال میں آ گئے اور جلالی حالت میں ارشاد فرمایا: یہ کافر ابھی تک راہ راست پر نہیں آیا اور ایمان قبول نہیں کیا۔ اتنا کہتے ہی آپ نے سالن والا برتن الٹا کیا تو راجہ کا تمام قلعہ الٹا ہو گیا۔ یہ قلعہ اسی حالت میں اب بھی موجود ہے اور محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔ جب کبھی موسلا دھار بارش ہوتی ہے تو قلعے میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں اور

Marfat.com

واضح طور پر دکھائی دیتا ہے کہ کمروں کے فرش اوپر اور چھتیں نیچے کی طرف ہیں۔

آپ کی دعا سے قحط کا ختم ہونا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کرامت بھی عقیدت مندوں میں بہت مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ سیوہن شریف میں صاحبِ کرامت ولی اللہ کے طور پر خوب جانے جاتے تھے۔ بے شمار لوگ آپ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے اور آپ سے فیض حاصل کرتے رہتے تھے۔ آپ بھی لوگوں کی بھلائی اور انہیں راہ حق پر گامزن کرنے کی غرض سے رات دن خدمت خلق میں مصروف رہتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سیوہن شریف اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں اس قدر شدید قحط پڑا کہ لوگوں کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ کھانے کی کوئی چیز دور دور تک دکھائی نہ دیتی تھی۔ بارشیں ہونا بند ہو گئیں، نہریں خشک ہو گئیں، جو پانی تھا وہ بھی زیرِ زمین چلا گیا، کنویں سوکھ گئے، پانی کا کہیں نام ونشان نظر نہ آتا تھا، اس قدر خوفناک قحط تھا کہ زندہ بچنے کی کوئی امید دکھائی نہ دیتی تھی، ہر کوئی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا تھا۔

آخر کار علاقے کے سینکڑوں لوگ اکٹھے ہو کر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ کے گرد جمع ہوئے اور آہ وزاری کرتے ہوئے دہائی دینے لگے۔ آپ نے لوگوں کا شور سنا تو اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے۔ لوگوں کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ نے لوگوں کو سمجھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ میں اللہ تعالیٰ سے بارانِ رحمت کی دعا مانگتا ہوں تم سب با آواز بلند آمین کہتے جانا۔ لوگ فوراً اس کیلئے تیار ہو گئے اور گڑگڑاتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے توبہ استغفار کی پھر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ آپ نے بھی قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کیلئے دست مبارک دراز کئے اور بارگاہ الٰہی میں عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا مانگنا شروع کی، اے میرے پروردگار! میں تیرا بڑا ہی مسکین اور عاجز بندہ ہوں، گو میرے گناہ اس قدر زیادہ ہیں کہ تیرے حضور کھڑے ہوتے ہوئے

Marfat.com

بندگی محسوس کرتا ہوں لیکن اے میرے پروردگار! میں تیرے ہی حکم کے مطابق تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اور اس مصیبت کی گھڑی میں تجھے پکارتا ہوں۔ اے باری تعالیٰ! تو میرے گناہوں کی طرف نہ دیکھ اپنی رحمت اور اپنے فضل و کرم سے ہم پر نگاہ کرم فرما، یہ تیرے بندے عاجز اور مسکین بندے میرے پاس مشکل حالات میں آئے ہیں میں ان کو تیری بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے تیرے حضور فریاد کرتا ہوں اے اللہ! میری فریاد پر توجہ فرما، میری دعا کو قبولیت کا شرف عطا فرما، اپنے بندوں کو اس قحط سے نجات عطا فرما دے۔ اپنے آسمانوں کو حکم فرما کہ وہ پانی برسائیں اپنی زمین کو حکم فرما کہ وہ رزق اگائے، اپنے چشموں، اپنے دریاؤں کو حکم فرما کہ وہ پانی سے بھر جائیں، اپنے کنوؤں کو حکم فرما کہ وہ پانی سے ابلنے لگیں۔ یا اللہ! ہر طرف ہریالی پیدا فرما، خوشحالی اور آسائش مہیا فرما۔ اے اللہ! ہم سب پر رحم و کرم نازل فرما۔ ہم سب کی دعا کو قبول فرما، ہمیں اس قحط کے عذاب سے خلاصی عطا فرما، اے میرے پروردگار! ہم تجھے تیرے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر عاجزی وانکساری کے ساتھ التجا کرتے ہیں کہ ہماری طرف سے نظر نہ پھیر۔ ہم سے عذاب ٹال دے۔ اپنا خصوصی فضل و کرم نازل کر اور باران رحمت برسا۔ یا اللہ! تیرے یہ بندے قحط کی وجہ سے پریشان اور مصیبت میں مبتلا ہیں تو ہی ان کی مدد فرمانے والا ہے تو ہی ان کو اس مصیبت سے باہر نکال، اے میرے پروردگار! ہم بڑی امیدیں لے کر اپنے دامن پھیلائے دست دعا دراز کیے تیرے حضور حاضر ہیں۔ ہم پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔ تجھے تیری رحیمی اور کریمی کا واسطہ دیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ تو ہماری دعا کو رد نہیں فرمائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ ابھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا مانگ کر اپنے حجرے مبارک میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور باران رحمت نازل فرمائی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں میں شامل کر رکھا تھا۔ آپ مستجاب الدعوات تھے یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کے پاس دعا

Marfat.com

کرانے کیلئے آتے اور آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے حق میں دعا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو رد نہ فرماتا۔ اب بھی قحط کے ستائے ہوئے لوگ آپ ہی کے پاس فریاد لے کر آتے تھے۔ آپ کے دعا مانگنے سے خوب بارش برسنی شروع ہوگئی۔ چشموں میں پانی جاری ہوگیا جو کنویں خشک ہو چکے تھے وہ پانی سے بھر گئے ہر طرف جل تھل ہوگیا کھیتیاں سیراب ہوگئیں لوگوں کو وافر پانی میسر آ گیا۔ جانداروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر کوئی مسرت سے دیوانہ ہوا جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کے طفیل لوگوں کو قحط کے عذاب سے نجات دے دی۔ ان پر خوشحالی اور شادابی کے دروازے کھول دیئے۔ لوگوں نے اس خوشی میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ پر حاضری دی اور خوشی کا بھرپور اظہار کیا۔ کھانے پکائے گئے جو غرباء اور مساکین میں تقسیم کیے گئے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کی ایک محفل منعقد کی جو رات گئے تک جاری رہی۔ اس میں لوگوں نے مل کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پیش کیا۔

پرتاثیر وعظ کا اثر:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت یہ بھی بڑی مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان اور آواز میں اس قدر تاثیر پیدا فرمائی تھی کہ آپ کا بیان لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتا تھا اور لوگ آپ کا بیان اس قدر توجہ اور یکسوئی سے سنتے تھے کہ ایک سکوت سا طاری ہو جاتا تھا۔ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ نماز کی امامت بہت کم کرواتے اور ہمیشہ یہ کوشش کرتے تھے کہ علمائے کرام میں سے کوئی امامت کرائے۔ جمعۃ المبارک کے خطبہ کا خاص طور پر اہتمام فرماتے۔ سیوستان میں آپ کے قیام کے دوران دور دور سے لوگ آپ کا خطبہ جمعہ سننے کیلئے ذوق وشوق سے آتے تھے۔ آپ کے وعظ کی شہرت دور دراز تک تھی۔ صرف جمعہ کے دن آپ لوگوں کے شوق و ذوق کو مدنظر رکھتے ہوئے جمعہ کے خطبہ کے ساتھ ساتھ امامت کے فرائض بھی خود ادا

Marfat.com

رماتے تھے۔

آپ کی یہ کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آواز کی حسن خوبی سے نوازا تھا جو سننے والوں کو مسحور کر دیتی تھی۔ خوش آواز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی آواز میں سوز و گداز بھی تھا۔ آپ سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے عربی زبان میں بڑا فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا کرتے تھے جبکہ دوسرے خطبہ میں سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود پاک بھیجتے۔ پھر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف میں کلمات فرماتے اور اس انداز سے بیان فرماتے کہ سننے والوں کے دلوں پر رقت طاری ہو جاتی اور وہ ایک خاص قسم کا سرور محسوس کرتے۔ ان کی قلبی کیفیت کا اندازہ نہ ہو سکتا تھا۔ وہ محبت اور عقیدت کی فضا میں اپنے آپ کو جھومتا ہوا محسوس کرتے۔ اکثر لوگوں کی دورانِ خطبہ چیخیں نکل جاتیں۔ رقت بھرے دل کے ساتھ ان کی روتے ہوئے ہچکیاں بندھ جاتیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو خاموشی سے خطبہ سننے کی تلقین بھی فرمایا کرتے مگر اس کے باوجود اکثر لوگوں کے ضبط کے بندھن ٹوٹ جاتے اور وہ خوب روتے تھے جب آپ خطبہ ختم فرماتے تو مجمع پر ایک عجیب طرح کی کیفیت طاری رہتی جو کافی دیر تک جاری رہتی۔ یہ آپ کے کلام کی خوبی اور اندازِ بیان کا کراماتی اثر تھا جو لوگوں کے اذہان و قلوب پر اثر انداز ہوتا تھا۔

امانتیں واپس کر دیں:

ایک کرامت حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بھی مشہور ہے کہ جب آپ نے قلندری گدڑی پہنی تو ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں تبلیغ دین کی غرض سے پھرنا شروع کیا۔ بہت سے مقامات پر آپ کی طرف سے کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ اکثر شیر کی سواری کیا کرتے تھے اور ایک سیاہ رنگت کا سانپ چابک کی طرح ہاتھ میں پکڑے رکھتے تھے۔ اسی حالت میں پھرتے پھراتے ایک دن آپ حضرت بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ مبارک پر پہنچے اور ان کے مہمان ہوئے۔

Marfat.com

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خوب خاطر مدارت کی اور عزت واحترام سے پیش آئے۔ جب آپ کھانا تناول فرما چکے تو حضرت بوعلی قلندر ر[حمۃ] اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا شیر اور سانپ کیا کھانا پسند کرتے ہیں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ ہمارا شیر گائے اور سا[نپ] مرغی کھاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے شیر کو گا[ئے] کے باڑے میں، سانپ کو مرغ کے ڈربے میں بھیجنے کیلئے درخواست کی۔ چنانچہ آ[پ] نے شیر گائے کی طرف اور سانپ مرغ کی طرف بھیج دیا۔ اب ہوا یہ کہ حضرت بو[علی] قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کرامت دکھانے کی غرض سے ایک اشارہ کیا جس [سے] گائے شیر کو اور مرغ سانپ کو کھا گیا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب وہاں سے تشریف لے جانے لگے تو اپنے شیر اور سانپ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ کسی کی امانت تو زمین بھی نہیں کھاتی۔ امانتیں واپس کردی جائیں۔ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب آپ کی بات سنی تو کوئی جواب نہ دیا اور گائے اور مرغ کی طرف اشارہ کردیا۔ اس پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آگئے اور شیر اور سانپ کو آواز دے کر پکارا تو آپ کے آواز دیتے ہی دونوں گائے اور مرغ کے پیٹ سے زندہ سلامت باہر نکل آئے۔

حضرت لعل شہباز کا جلال میں آنا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا قیام مستقل طور پر سیوہن شریف میں رکھا تھا لیکن اسلام کی تبلیغ کرنے اور لوگوں کو راہ ہدایت کی دعوت دینے کے سلسلہ میں اردگرد کے دیہات میں بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور آپ نے یہ معمول بنا رکھا تھا کہ جہاں بھی جاتے وہاں کے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے مختصر سا خطاب فرماتے اور پھر ان کو دعوت حق دیتے۔ آپ کا وعظ لوگوں کے دلوں پر اثر کرتا اور بہت سے لوگ صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے۔ برائیوں اور گناہوں سے تائب ہو کر نیکی اور

Marfat.com

بھلائی کے راستے پر چل نکلتے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیوہن شریف سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں میں تشریف لے گئے۔ اس گاؤں کے لوگ گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے۔ راہ حق سے بھٹکے ہوئے تھے۔ دین سے سرکشی اختیار کئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی میں پیش پیش رہتے تھے۔ ان حالات میں ضروری تھا کہ آپ ان کو جا کر سیدھی راہ دکھاتے اور گناہوں سے منہ موڑ کر نیکی اور بھلائی کی طرف رغبت دلاتے۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی آمد سے قبل بھی بہت سے نیک بندوں نے اس گاؤں میں آ کر گاؤں والوں کو نیکی کی تلقین کی۔ راہ نجات کی طرف بلایا مگر ان لوگوں کے دلوں پر کسی کے وعظ و نصیحت کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوا بلکہ وہ وعظ و نصیحت کرنے والوں کو ایذا پہنچا کر گاؤں سے چلے جانے پر مجبور کر دیتے تھے۔

ایسے سرکش اور باغی قسم کے لوگوں کو سمجھانے کی خاطر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف لے گئے مگر ان لوگوں نے آپ کی بات پر بھی دھیان نہ دیا اور آپ کو واپس چلے جانا پڑا۔ آپ ہر ممکن طریقے سے گاؤں والوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے رہے۔ پیار و محبت، اخلاق و مروت، نرمی و خوش گفتاری غرضیکہ آپ نے ہر تدبیر سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر ان لوگوں پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ آپ بار بار جا کر ان کو سمجھاتے رہے۔ ان کو راہ نجات کی طرف بلاتے رہے لیکن انہوں نے بالکل بھی پروا نہ کی جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر طرح سے ان کو دعوت ہدایت دے کر دیکھ لیا اور اس کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا تو آپ جلال میں آ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں ان بھٹکے ہوئے لوگوں کیلئے تباہی کی درخواست کی۔

ابھی چند راتیں ہی گزری تھیں کہ آپ کو خواب میں یہ بات بتائی گئی کہ اس گاؤں میں جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں شریعت مطہرہ کی پابندی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ ان کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے

Marfat.com

گھروں سے باہر نکل آئیں۔ چنانچہ خواب کے اشارے کے مطابق حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس گاؤں میں اعلان کروا دیا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں نیکی اور بھلائی کے کام کرتے ہیں، برائی سے بچتے اور اس کی مذمت کرتے ہیں وہ سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اپنے گھروں سے باہر آجائیں۔ اس اعلان کے سنتے ہی جو اہل ایمان تھے وہ اپنے اپنے اہل خانہ کے ساتھ اپنے گھروں سے باہر نکلنا شروع ہو گئے اور سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے وہ تمام اپنے گھروں سے باہر نکل آئے۔

ایسے شرارتی قسم کے لوگ جو گناہوں کی دلدل میں بُری طرح پھنس چکے تھے وہ اس بات کو مذاق سمجھ رہے تھے اور لوگوں کا مذاق اڑانے میں مصروف تھے۔ وہ کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ کچھ بھی نہیں ہوگا، یہ سب کچھ ہمیں ڈرانے کی غرض سے کیا جا رہا ہے تاکہ ہم لعل شہباز قلندر کے کہنے کے مطابق عمل کریں اور اس کی پیروی اختیار کریں یہ لوگ اسی خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ آخر رات کا پہر شروع ہو گیا۔ شرپسند لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور جا کر سو گئے نصف شب ہی ابھی گزری تھی کہ اچانک زلزلہ کے زبردست جھٹکے آنا شروع ہو گئے۔ سوئے ہوئے لوگ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ انہوں نے گھروں سے نکل کر بھاگنے کی بھرپور کوشش کی لیکن باہر نکلنے میں ان کو کامیابی نہ ہو سکی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے گھر الٹ گئے اور وہ اپنے اپنے گھروں میں دب کر مر گئے۔ تمام بدکردار لوگوں کو ان کے کیے کی سزا مل چکی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے فضل و کرم کی بدولت جو لوگ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھی تھے اور آپ کو تنگ نہیں کرتے تھے ان لوگوں کو کوئی گزند نہیں پہنچی اور وہ اور ان کے اہل خانہ مکمل طور پر محفوظ رہے۔ وہ پہلے سے زیادہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرویدہ اور معتقد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت اور غضب و جلال سے اردگرد کے دیہات کے لوگ بھی متاثر ہوئے اور خوفزدہ ہو گئے۔ لاتعداد افراد گناہوں سے توبہ کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ انہوں نے

Marfat.com

شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا شروع کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اب بھی اس گاؤں کے الٹے ہونے کے آثار موجود ہیں جو دیکھنے والوں کو درس عبرت دیتے ہیں۔

روح کا قفس عنصری سے پرواز کرنا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک یہ کرامت بھی بہت مشہور ہے کہ سیوہن شریف میں قیام کے دوران آپ کے گلے میں ایک گلوبند رہتا تھا جو پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس گلوبند کے وزن سے آپ کی گردن ہمیشہ جھکی رہتی تھی اور آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ اسی حالت میں آپ اکثر اوقات محلہ کانوگا کے نزدیک ایک گلی میں جا کر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ کانوگا ہندوؤں کا ایک مشہور خاندان تھا۔ یہ لوگ پردہ کی سخت پابندی کیا کرتے تھے۔ ان کی عورتوں کو اگر کہیں جانا ہوتا تو وہ ڈولی میں بیٹھ کر جایا کرتی تھیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اس گلی میں آ کر بیٹھتے تو اس محلے کی ایک عورت چھپ کر کھڑکی سے آپ کو دیکھتی رہتی تھی۔ آپ نے اس عورت کی طرف کبھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا تھا چونکہ آپ کے گلے میں گلوبند پڑا رہتا تھا اس لئے آپ اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔ ایسی حالت میں وہ عورت ٹھیک طرح سے آپ کے چہرہ کی زیارت نہ کر سکتی تھی۔

یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا۔ وہ عورت آپ کے دیدار پر قادر نہ ہو سکی۔ آخر کار ایک دن وہ اس قدر بے تاب ہوئی کہ اس نے کھڑکی سے نیچے چھلانگ لگا دی اور آپ کے قدموں میں آ کر گر پڑی۔ اب زمین پر پڑے ہوئے اس نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرہ کا دیدار کر لیا۔ دیدار کرتے ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس واقعہ کی خبر پورے محلہ میں پھیل گئی۔ لوگ بھاگے ہوئے آئے تاکہ اس عورت کی لاش کو اٹھا کر لے جائیں۔ عورت کے گھر والوں نے اس کی لاش کو اٹھانا چاہا مگر وہ باوجود کوشش کے لاش کو اٹھانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس صورتحال کو دیکھ کر وہ لوگ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر گر پڑے اور لاش اٹھا کر لے جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم سچے دل

Marfat.com

سے اس نیت کے ساتھ اس کو اٹھاؤ کہ تم اس کو جلانے کی بجائے دفن کرو گے تو پھر تم اس کو اٹھا سکو گے ورنہ نہیں۔

ان لوگوں نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وعدہ کیا کہ وہ عورت کو دفن کریں گے۔ چنانچہ اب انہوں نے لاش کو اٹھانا چاہا تو وہ اٹھائی نہ گئی۔ انہوں نے اسلامی اصولوں کے مطابق اسی محلہ میں پڑے دروازے کے نزدیک اس کو دفن کر دیا۔ اب بھی اس کا مزار وہاں پر موجود ہے اور جب حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک ہوتا ہے تو وہاں سے آپ کی مہندی اٹھائی جاتی ہے اور بڑی دھوم دھام سے اس کو لے کر آپ کی درگاہ شریف پر لایا جاتا ہے۔

مسواک سایہ دار درخت بن گیا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے۔ کرامت کے اظہار کے نتیجہ میں بے شمار لوگوں کو آپ نے راہِ نجات پر چلایا اور راہِ حق پر گامزن کیا۔ آپ کی یہ کرامت بھی کافی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنی خانقاہ کے صحن میں بیٹھ کر وضو فرما رہے تھے اس جگہ پر کافی دھوپ تھی اور کوئی سایہ نہ تھا۔ دھوپ کی تپش کو دیکھتے ہوئے آپ کے چند مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت! ہم اس جگہ پر ایک سایہ دار درخت لگائیں گے تاکہ کچھ مدت کے بعد یہاں پر سایہ ہو جائے اور اس درخت کے سائے میں بیٹھ کر لوگوں کو راحت ہو۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب وضو سے فارغ ہوئے تو اپنے ایک عقیدت مند کو اپنی مسواک دیتے ہوئے فرمایا کہ اس مسواک کو اسی جگہ پر زمین میں تھوڑی سی دبا کر کھڑی کر دو۔ عقیدت مند نے آپ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہوئے مسواک کو زمین میں لگا دیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت یہ ظاہر ہوئی کہ اگلے ہی دن میں مسواک میں ہری شاخیں نمودار ہو گئیں اور چند دنوں میں دیکھتے ہی دیکھتے یہ چھوٹی سی مسواک ایک درخت کی شکل اختیار کر گئی اور ایک سایہ دار درخت بن گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب تک حیات

Marfat.com

ظاہری کے ساتھ اس دنیا میں موجود رہے اس درخت کی نشوونما ہوتی رہی اور یہ درخت بڑھتا اور پھیلتا رہا۔ لوگ اس درخت کے سایہ سے مستفید ہوتے رہے جس روز آپ کا وصال ہوا تو درخت نے خودبخود سوکھنا شروع کر دیا۔ لوگوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح درخت ہرا بھرا رہے اس کی جڑوں میں پانی ڈالتے رہے لیکن سب کچھ بے سود ہی رہا۔ درخت مسلسل سوکھتا رہا اور چند دنوں میں ہی اس کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ اس درخت کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ درخت موجود رہا کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کس چیز کا درخت ہے۔ اس درخت پر سوائے گھنی شاخوں اور ہرے بھرے پتوں کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ اس درخت پر پھول لگتے تھے اور نہ ہی اس پر کسی قسم کا پھل لگتا تھا۔

آسیب کا اثر جاتا رہا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کرامت کا بھی بہت شہرہ تھا کہ اگر کسی آسیب زدہ کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا تھا تو اس کے نزدیک جا کر بلند آواز سے اس مریض کا نام لیتے تھے پھر چند منٹوں کیلئے اپنی نظریں آسیب زدہ پر جما دیا کرتے تھے۔ تھوڑی دیر تک اسی طرح اپنی نظریں مریض پر گاڑھے رکھتے حتیٰ کہ مریض بے ہوش ہوکر گر جاتا۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ مریض آسیب کے اثر سے چھوٹ گیا ہے۔ اس کے بعد آپ مریض کے لواحقین سے فرماتے کہ اس کو بکری کا دودھ پلایا جائے۔ جب مریض کو بکری کا دودھ پلایا جاتا تو مریض کو ایسے معلوم ہوتا کہ جیسے گویا اس پر کبھی آسیب کا اثر ہوا ہی نہ تھا۔ وہ تندرست حالت میں خوش وخرم آپ کی خانقاہ سے واپس جاتا۔ اس قسم کے لاتعداد مریضوں کو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی نظرعنایت سے ٹھیک کیا۔ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی اس کرامت کا اثر جاری وساری ہے۔ آج بھی اگر کوئی آسیب زدہ آپ کی درگاہ شریف پر چند یوم قیام کرکے آپ کے وسیلہ جمیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں دعا مانگے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ نصیب ہوتی ہے۔ آسیب کا اثر جاتا رہتا ہے اور وہ مکمل طور پر

Marfat.com

ٹھیک ہو جاتا ہے۔

روٹی پکانے کا واقعہ:

ایک اور کرامت جس کا ذکر آپ کے عقیدت مند تواتر سے کرتے چلے آ رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روٹی پکا رہے تھے کہ اسی اثناء میں شہر کا قاضی ادھر سے گزرا۔ اس نے جب آپ کو روٹی پکاتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا، یہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور آپ روٹی پکا رہے ہیں؟ آپ نے قاضی کی بات سنی تو اسی وقت روٹی کو آگ میں دبا دیا اور خود اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا۔ مراقبے میں بیٹھ گئے۔ جب رمضان المبارک کا سارا مہینہ گزر گیا اور عید الفطر کا روز آ گیا تو قاضی ایک مرتبہ پھر آپ کے پاس سے گزرا۔ اس نے اسی طرح آپ کو عبادت میں مشغول دیکھا تو کہنے لگا، یا حضرت! رمضان المبارک کا مہینہ تو اب ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے یکدم اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا، پھر تو اب ہماری روٹی بھی پک گئی ہوگی۔ اتنا کہتے ہی آپ نے آگ میں سے روٹی نکالی تو وہ اسی حالت میں تھی۔

پرندوں کا حاضری دینا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں انسانوں کے علاوہ پرندے بھی حاضری کا شرف حاصل کیا کرتے تھے اور آپ کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ آپ کی خانقاہ کے ساتھ ہی ایک ٹوٹی ہوئی دیوار تھی جس پر صبح شام ہزاروں پرندے دور دراز سے آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ ہر ایک پرندہ اپنی اپنی بولی بول رہا ہوتا تھا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے خورد و نوش کا انتظام خود اپنے ہاتھ سے کرتے تھے آپ ہر روز صبح و شام ان پرندوں کو دانہ ڈالتے تھے۔ اس دوران بہت سے پرندے دیوار سے اڑ کر آپ کے جسم پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور جب آپ زمین پر دانہ ڈال دیتے تو وہ تمام پرندے دانہ کھانے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ ساری زندگی پرندوں کی یہ مہمان نوازی آپ کا معمول رہی اور اس میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا۔

Marfat.com

حضرت شہباز قلندر پر بدکردار عورت کا تہمت لگانا:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ملتان شہر کے باہر پہنچے تو وہاں پر ایک جنگل میں قیام کیا چونکہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا اور سب نے روزہ رکھا ہوا تھا اس لئے یہ طے ہوا کہ افطاری اسی جگہ پر کی جائے۔ افطار میں کافی وقت تھا۔ چنانچہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی پانی لانے کیلئے نکل کھڑا ہوا تو کوئی جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کرنے کیلئے چلا گیا۔ تھوڑی سی گندم حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تھی آپ اس کو پسوانے کی غرض سے شہر کی طرف چلے گئے ان دنوں یہ رواج تھا کہ گھریلو عورتیں تھوڑا سا معاوضہ لے کر دستی چکی سے گندم پیس دیا کرتی تھیں۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مقصد کیلئے پھرتے پھراتے ایک گھر کے پاس پہنچے جہاں پر گھر کے اندر ایک عورت گندم پیس رہی تھی۔

اس عورت نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو آپ کے حسن و جمال کی تاب نہ لا سکی۔ آپ پر فریفتہ ہوگئی حالانکہ شادی شدہ تھی مگر پھر بھی اس کی نیت میں فتور آ گیا۔ بری نیت سے اٹھی اور دروازہ پر آ کر آپ سے پوچھا کہ کس مقصد کیلئے کھڑے ہیں۔ آپ نے گندم اس عورت کے حوالے کردی۔ وہ عورت گندم پیسنے لگی چونکہ اس کی نیت بری تھی اس لئے وہ گندم پیستے ہوئے للچائی ہوئی نظروں سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ مسکرا مسکرا کر آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عورت کی طرف بالکل توجہ نہ کی اور سر جھکا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں مصروف ہوگئے۔
عورت بدستور للچائی ہوئی نظروں سے آپ کی طرف دیکھ رہی تھی اور اس کے ضبط کا بندھن ٹوٹ رہا تھا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عورت کی اس درجہ بری نیت کو دیکھتے ہوئے اٹھے اور گندم وہیں پر چھوڑ کر گھر کے دروازے کی طرف لپکے۔

وہ عورت چونکہ بدقماش اور بدکردار تھی فوراً سمجھ گئی کہ یہ درویش ہاتھ سے نکلنے والے ہیں۔ چنانچہ اس نے آگے بڑھ کر آپ کا دامن پکڑ لیا اور زبردستی کرتے ہوئے

Marfat.com

آپ سے کہنے لگی کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں شور مچا کر تم پر الزام لگا دوں گی۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عورت کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ تم ایک شادی شدہ عورت ہو اور تمہارے لئے اپنے خاوند کے علاوہ کسی غیر مرد کی طرف بری نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔ میں روزے سے ہوں مجھے تنگ نہ کرو۔ مجھے گناہ کی طرف رغبت نہ دلاؤ۔ آپ ایک معصوم عزم کے ساتھ اس عورت سے بات کر رہے تھے اسے گناہ سے بچنے کی تلقین فرما رہے تھے اسے نیکی کی راہ دکھا رہے تھے۔ اسے صراط مستقیم سمجھا رہے تھے لیکن اس عورت پر شیطان پوری طرح غلبہ کئے ہوئے تھا۔ وہ اپنی شیطانی ہوس میں کھوئی ہوئی تھی اس نے جب یہ دیکھا کہ آپ کسی طرح بھی اس کے قابو میں نہیں آ رہے ہیں تو اس نے غصہ میں آ کر چور چور شور مچانا شروع کر دیا۔

عورت کا شور وغل سن کر ارد گرد کے گھروں سے بہت سے لوگ دوڑے آئے اور ایک مجمع سا اکٹھا ہو گیا سب عورت سے پوچھنے لگے کہ کیا ماجرا ہے؟ وہ بتانے لگی کہ یہ واقعہ ہے چنانچہ لوگ اس عورت کی بات سن کر دونوں کو شہر کے قاضی کے پاس لے گئے وہاں پر قاضی نے عورت سے اصل صورتحال پوچھی۔ عورت نے وہی بات بتائی جو محلہ داروں کو بتا چکی تھی اب قاضی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے آپ کی طرف دیکھا تو اس پر ایک عجیب طرح کا رعب و دبدبہ طاری ہو گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ یہ ضرور کوئی نیک انسان ہیں چہرے سے ہی آپ کے شرافت ٹپک رہی تھی اس لئے قاضی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں آپ سے کہا، اے نیک انسان! تم پر اس عورت نے بہت بڑا الزام عائد کیا ہے تم اس کے جواب میں کیا کہتے ہو اور یہ الزام ایسا ہے کہ اس کے رد میں سوائے گواہ پیش کرنے کے اور کوئی صورت تمہارے چھٹکارے کی نہیں ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے اطمینان اور تسلی سے جواب دیا اور کہا، اے قاضی! عیوب و نقائص سے پاک صاف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے کسی کے عیبوں کو ظاہر کرنا کوئی اچھا کام نہیں ہے لیکن اگر آپ اس بات پر بضد ہیں کہ

Marfat.com

میں اپنی صفائی میں کوئی گواہ پیش کروں تو میرا گواہ اس عورت کا یہ شیر خوار بچہ ہے جو اس وقت اپنے والد کی گود میں ہے اور اس وقت پنگھوڑے میں پڑا ہوا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ وہاں پر موجود تمام لوگ آپ کی یہ بات سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور قاضی بھی کہنے لگا، اے شخص! کیا کبھی کسی شیر خوار بچے نے بھی گفتگو کی ہے؟ اس پر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلال میں آ گئے اور بولے، اے قاضی! میں بے گناہ ہوں اور اس عورت نے مجھ پر بڑا گھٹیا الزام عائد کیا ہے اس وقت اس کا شیر خوار بچہ پنگھوڑے میں لیٹا ہوا تھا اور جہاں تک اس بچے کے کلام کرنے کی بات ہے تو اس بچے سے وہی کلام کرائے گا جس نے بچپن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کروایا تھا۔ قاضی آپ کا یہ جواب سن کر ہکا بکا ہو گیا۔ تمام حاضرین بھی دم بخود کھڑے ساری کارروائی دیکھ رہے تھے اب قاضی نے بچے کے باپ کو حکم دیا کہ وہ بچہ لے کر اس کے سامنے آئے چنانچہ بچے کو قاضی کے سامنے حاضر کیا گیا۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچے سے مخاطب ہوئے اور فرمایا، اے معصوم! وہ ذاتِ باری تعالیٰ جس نے ایام طفولیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلام کرنے کی قوت عطا فرمائی تھی تم اس خدائے وحدہٗ لاشریک کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دو کہ جس وقت میں تمہارے گھر میں موجود تھا تم نے اس وقت اپنا انگوٹھا چوستے ہوئے کیا دیکھا تھا اور ہمارے درمیان کیا گفتگو ہوئی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت ملاحظہ فرمائیں کہ وہ شیر خوار بچہ اپنے باپ کی گود میں سے بولا اور بآواز بلند بولا، اس نے کہا کہ جو کچھ یہ شخص کہہ رہا ہے بالکل سچ کہہ رہا ہے۔ میری ماں جھوٹ بول رہی ہے۔ اصل خطاوار میری ماں ہے جس نے بری نیت سے اس شخص کے دامن کو کھینچا تھا۔ بچے کے منہ سے یہ الفاظ سننے تھے کہ وہاں پر موجود تمام لوگوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ وہ حیرت کے سمندر میں کھو گئے۔ قاضی اس سے بہت متاثر ہوا اور اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا۔ اس عورت کی آنکھوں سے بھی اب برائی کی پٹی اتر چکی تھی وہ بھی اپنے کئے پر پشیمان

Marfat.com

ہوئی۔ اس نے آپ سے معافی مانگی عورت نے ہمیشہ کیلئے گناہوں سے توبہ کرلی۔

بیماری سے شفا مل گئی:

بیماروں کی شفایابی کے ضمن میں آپ کی ایک یہ کرامت بھی بہت مشہور ہے کہ جو کوئی بھی مریض آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اسے قطعاً مایوسی کا سامنا نہ کرنا پڑتا وہ آپ کی دعا کے طفیل بفضلِ باری تعالیٰ صحت یاب ہوکر واپس جاتا کہا جاتا ہے کہ جب کسی مریض کو آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ اس پر اپنی نظریں جما دیتے اور پھر فرماتے، اے مرض! میں تجھے اللہ تعالیٰ کے پاک نام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو اس کے پاس سے چلا جا۔ آپ جب یہ کہتے تو فوراً ہی مریض میں تندرستی کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوجاتے اور مریض افاقہ محسوس کرنے لگتا۔ اس کے بعد حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن پاک کی چند آیات کریمہ تلاوت فرماتے اور پانی پر دم کرکے فرماتے کہ یہ پانی کو مریض کو پلاؤ اور مریض کی آنکھوں پر لگاؤ۔ مریض کے لواحقین آپ کی نصیحت کے مطابق عمل کرتے اس طرح مریض صحت یاب ہوجاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانی پر دم کرتے وقت ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ ایک ایک مرتبہ سورۂ فلق اور سورۂ والناس پڑھتے۔ اس کے بعد ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھتے پھر خلفائے راشدین کے نام کے وسیلہ جمیلہ سے مریض کی شفایابی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے۔ آپ کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتی اور ہر طرح کا مریض صحت یاب ہوجاتا۔ اس کی بیماری مکمل طور پر جاتی رہتی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال مبارک کے بعد بھی آپ کی درگاہ شریف سے یہ فیض جاری و ساری ہے۔ اب بھی جو مریض شفا حاصل کرنے کی غرض سے آپ کی درگاہ شریف پر آتا ہے اور آپ کو ایصال ثواب پہنچانے کے بعد ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ، ایک ایک مرتبہ سورۂ فلق اور سورۂ والناس اور ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر چاروں خلفائے راشدین کے وسیلہ جمیلہ سے اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شفائے کاملہ سے نوازتا ہے۔

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

آپ کے دریائے فیض سے بہت سے لوگ مستفیض ہوئے لیکن آپ کے خاص طالب عبداللہ شاہ ابدال، سکندر بودلو بہار، سید میر کلان سید علی سرمست اور عبدالوہاب تھے۔ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اپنے طالبوں کو ہدایات دے کر مراقبہ میں بیٹھ گئے اور اسی حالت میں وصال فرمایا۔ آپ کو غسل دے کر وہیں دفن کیا گیا جہاں آپ نے سب سے پہلے تکیہ بنایا تھا۔ آپ کے غسل کی جگہ آپ کی درگاہ کے مغرب میں ہے۔

قلندر شہباز کی رحلت کی خبر پھیلتے ہی آپ کے مرید اور عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں سیہون میں آنے لگے اور قلیل عرصہ میں سیہون ایک عظیم زیارتی شہر بن گیا۔ بہت سے سالک آپ کی طریقت میں شامل ہونے کیلئے کئی برسوں تک وہاں قیام پذیر رہے۔ ان میں سے کچھ آپ کے طالب حضرت سکندر بودلہ سے تلقین لے کر رخصت ہوتے تھے اور کچھ شہباز قلندر کے وزیر سید علی سرمست سے فقیرانہ بیعت کر کے اس کے حلقہ فقیری میں داخل ہوتے تھے اور شہباز قلندر کے مزار پر پھول اور غلاف وغیرہ چڑھانے کی خدمات بھی سید علی بجالاتے تھے۔

مروی ہے کہ جب سید علی سرمست کے طالب زیادہ ہونے لگے تو ان طالبوں نے اپنے علیحدہ تکئے مقرر کئے۔ سید عبدالوہاب نے محفل خانہ کے تکیہ کو آباد کیا جو محفل خانہ کافی کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے فقراء نے اسی کافی میں بودوباش اختیار کی۔

Marfat.com

سید ابراہیم شاہ جتی جو ایک صاحب کرامت درویش ہوگزرے ہیں ان کے فقرا ایک الگ تکیئے میں رہتے تھے وہ ایک انتہائی کشادہ دل بزرگ تھے۔ انہوں نے قلندری طریقت کو خوب روشن کیا۔ وہ قلندری سنت کے اس قدر پابند تھے کہ بہت سے درویش آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے میں فخر محسوس کرتے ہوئے کئی کئی دنوں تک آپ کی خدمت میں بیٹھے رہتے تھے۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک حسین وجمیل نوجوان آپ کی محفل میں آیا۔ جب ابراہیم جتی نے شہباز قلندر کی فقیری کا تذکرہ کیا تو آپ کی گفتگو سے انتہائی طور پر متاثر ہوکر طالب ہونے کیلئے بے تاب ہوگیا۔ آپ نے اس کا شوق دیکھ کر اسے اپنا طالب بنا لیا۔ کچھ عرصے کے بعد اس کے عزیز وہاں آنکلے اور اس کا یہ حال دیکھ کر حیران ہوگئے اور حضرت ابراہیم شاہ جتی کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور ہم اہل سادات ہیں اس نوجوان نے جس کا نام شاہ صلاح الدین ہے ابھی حال ہی میں شادی کی ہے لیکن آپ نے اسے بھی فقیر بنالیا۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ پہلے یہ کفار کی سنت پر امیر تھا لیکن ہم نے اسے سنت نبوی ﷺ کا فقیر بنا دیا ہے اگر اس کی شادی ہوچکی ہے تو ہم اسے صاحب اولاد بھی کئے دیتے ہیں۔ یہ آپ کی زبان مبارک کا ہی اثر ہے کہ وہ آج تک شاہ صلاح الدین اولادی کے نام سے اور اس کی کافی ''اولادی امیر کی کافی'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

سید علی سرمست کی رحلت کے بعد شہباز قلندر کی ظاہری و باطنی خدمات آپ کی طریقت کے طالب پشت در پشت انجام دیتے رہے۔

مروی ہے کہ شاہ صلاح الدین اپنے مرشد کے حکم پر اپنے اہل وعیال کو بھی سیہون میں لے آئے۔ انہیں کافی اولاد ہوئی۔ سید ابراہیم شاہ جتی کے بعد شہباز قلندر کی ظاہری خدمات بھی وہی انجام دیتے رہے۔ کہتے ہیں کہ شہباز قلندر کی ان پر حد سے زیادہ کرم نوازی ہوئی تھی وہ دنیاوی مال ودولت اور جاہ وحشمت کو ترک کرکے ایک کامل فقیر بنے تھے۔ شہباز قلندر کی نظر کرم سے ان کی اولاد میں بہت سے اولیاء اللہ ہوگزرے ہیں۔

Marfat.com

مزار اقدس:

آپ کا مزار اقدس سیہون شریف (سندھ) میں مرجع خاص و عام ہے۔

فیروز شاہ کی حکومت کے زمانے میں ملک رکن الدین عرف اختیار الدین والی سیوستان نے آپ کا روضہ مبارک تعمیر کروایا۔ اس کے بعد ۹۹۳ھ میں ترخانی خاندان کے آخری بادشاہ مرزا جانی بیگ ترخان نے آپ کے روضہ کی توسیع و ترمیم کرائی پھر ۱۰۰۹ھ میں مرزا جانی بیگ ترخان کے بیٹے مرزا غازی بیگ نے اپنی صوبہ داری کے زمانے میں اس میں دوبارہ ترمیم کرائی۔

سن وصال شریف:

آپ کے سن وصال کے بارے میں مؤرخین کی مندرجہ ذیل رائے ہیں۔

''لب تاریخ سندھ'' کے مؤلف نے ''برحمت'' سے تاریخ وصال نکالی ہے اور سن وفات ۶۵۱ھ بمطابق ۱۲۵۱ء اور تاریخ وصال ۲۱ شعبان دی ہے۔

دوسرے بہت سے لکھنے والوں نے بھی یہی سن وصال دیا ہے۔ اس کیلئے مندرجہ ذیل شعر مثال کے طور پر دیا جاتا ہے۔

بجو تاریخ شمس الدین عثمانی
بدر کن ''رنج'' از ''فلک کرامت''
سن عمر ش ''ولی اللہ'' وماش
سروش عین میگوید ''برحمت''

☆ مقالات الشعراء میں میر علی شیر قانع نے سن وصال ۶۷۳ھ (بمطابق ۱۲۷۴ء) دیا ہے۔

☆ میر قانع نے اپنی دوسری کتاب ''تحفۃ الکرام'' میں بھی یہی تاریخ دی ہے۔

☆ شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ مرحوم نے اپنی کتاب ''قدیم سندھ'' میں بھی یہی سن وصال دیا ہے کہ کچھ تاریخوں میں ۶۷۴ھ بھی آیا ہے۔

Marfat.com

☆ حدیقۃ اولیاء اور مآثر الکرام میں بھی سن وصال ۶۷۳ھ دیا گیا ہے۔

☆ ڈاکٹر ایچ۔ او۔ سگارنگانی نے بھی ۶۷۳ھ کی تائید کی ہے۔

☆ پروفیسر محبوب علی چنہ نے اپنے ایک مضمون بعنوان قلندر شہباز سیوھانی میں مقالات الشعراء میں سن وفات ۶۷۳ھ ہی لکھا ہے۔

اس لئے زیادہ لوگوں کا ۶۷۳ھ پر ہی اتفاق ہے۔

فیض یافتہ حضرات:

آپ سے بے شمار لوگوں نے روحانی فیض حاصل کیا مگر چند حضرات کا نام نامی خوب چمکا۔ آپ کے فیض یافتوں میں مندرجہ ذیل شخصیتیں قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت سید میر کلاں رحمۃ اللہ علیہ (۲) سید بھورا بادل شیخ (۳) سید صلاح الدین (۴) سید علی سرمست (۵) سید عبدالوہاب (۶) سکندر بودلو (۷) سید عبداللہ شاہ علوی (۸) شاہ گودڑیو (۹) پیر پٹھو (۱۰) مخدوم بلاول۔

جن شخصیات نے آپ سے فیض حاصل کیا ان کی زندگی کے مختصر سے حالات تحریر کئے جاتے ہیں۔ اس لئے اس جگہ پر ان بزرگ ہستیوں کو حضرت لعل شہباز قلندر سے عقیدت و محبت تھی اس لئے ان کی محبت و عقیدت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا

حضرت سید میر کلاں:

حضرت سید میر کلاں کی ملاقات حضرت شہباز قلندر سے کربلا معلیٰ میں ہوئی۔ حضرت سید میر کلاں کربلا معلیٰ کے عظیم القدر سادات میں سے تھے۔ اس مبارک سرزمین پر نکلنے کے بعد پہلے قندھار پھر سندھ پھر سیوستان میں آ گئے اور بڑا وقت شیخ عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار انور پر گزارا۔ یہ تقویٰ و زہد میں بینظیر تھے۔ ان کی اولاد کافی تعداد میں تھی۔

میر کلاں پہلے ''کھابڑوٹ'' گاؤں میں رہے اور پھر سیہون آ گئے۔ لعل شہباز کی گدی میں ان کی اولاد حصہ دار ہوئی جس میں سید میر خسر، سید میر انور علی، سید گبن شاہ

Marfat.com

مشہور بزرگ ہیں۔

سید بھورا بادل شیر:

میر کلاں کے فرزند سید محمد کے خاندان میں کامل فقیر بھی گزرے ہیں۔ یہ شہباز قلندر کے مزار کے سامنے ایک اینٹ پر بیٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ ایک دفعہ "اولادی کے خاندان کے ایک شخص نے ٹھوکر لگا کر وہ اینٹ نکال دی اس پر شاہ اولادی کے خاندان کو شہباز قلندر کی جانب سے حکم ملا کہ "اس گستاخی کی سزا کے طور پر بادل شیر کو چارپائی دی جائے۔ اب دستور یہ ہے کہ دھمال کے وقت علم کے نیچے بادل شیر کافی (تکیہ) کا فقیر چارپائی رکھ کر ہاتھ باندھے کھڑا رہتا ہے اور دھمال کے خاتمہ تک اسی حالت میں موجود رہتا ہے۔

درگاہ کے دروازے کے ساتھ جنوب کی طرف بادل شیر کی کافی ہے جہاں ان کا مزار ہے۔

سید صلاح الدین:

یہ بزرگ شاہ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے اور قلندر شہباز کے ہمراہ سیہون میں تشریف لائے تھے۔

تحفۃ الکرام میں رقم ہے:

"یہ بزرگ لکیاری کے سادات میں سے تھے اور انہیں سجادہ نشینی کا شرف حاصل تھا۔" صاحب الشہباز نے لکھا ہے کہ:

"لعل شہباز کے وصال کے بعد سیوہن میں آئے۔ خدا نے انہیں اولاد کی کثرت سے نوازا تھا جو سب کے سب درویش اور اہل علم ثابت ہوئے۔ بعض لوگوں نے انہیں لعل سائیں کا حقیقی سجادہ نشین ثابت کیا ہے۔ تاہم یہ ابراہیم شاہ کے طالب تھے۔ اولاد کی کثرت کی وجہ سے "اولادی امیر" کہلائے۔ "شاہ اولادی" کی کافی آپ کی یادگار ہے۔ آپ کی اولاد سجادہ نشینی سے سرفراز ہوتی رہی۔ موجودہ سجادہ نشین محرم شاہ ہیں۔

Marfat.com

صاحب تحفۃ الکرام نے لکھا ہے کہ:

''یہ سادات خاندان اپنی ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے دین و دنیا میں نامور ہوئے اور درگاہ کی سجادہ نشینی کی دولت ہاتھ آئی۔ اپنے اعمال اور پیر کی نظر کے فیض سے اپنے مریدوں اور متعلقین کی اصلاح کا موجب ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے سید پیر شاہ گدی نشین ہوئے اور درگاہ کی سجادہ نشینی سے سرفراز ہوئے۔''

تحفۃ الکرام میں ان کی توصیف و تعریف اس طرح کی گئی ہے:

''یہ تہجد گزار تھے، نفل پڑھتے اور ساری رات عبادت میں گزار دیتے تھے۔''

سید علی سرمست:

کئی کتب میں لکھا ہے کہ علی سرمست بغداد سے آپ کے ہمراہ تشریف لائے۔

حاجی موسیٰ خان رقمطراز ہیں کہ:

یہ بزرگ حضرت قلندر شہباز کے دوست سید جلال الدین سرخ پوش کے فرزند تھے۔ حضرت شہباز ان پر کافی مہربان تھے۔ یہ قلندر کے وزیر مشہور تھے۔ شہباز قلندر کے پردہ کر جانے کے بعد آپ کے مریدوں نے ان کے ہی ہاتھوں پر بیعت کی اور آپ کی درگاہ کے پہلے خدمت گار بھی یہی بزرگ بنے۔ آپ کا مرقد درگاہ قلندر کے اندر روضہ کے باہر چھوٹے گنبد کے نیچے ہے۔

سید عبدالوہاب:

انہوں نے لعل شہباز کے انتقال کے بعد اپنا جداگانہ تکیہ (کافی) بنا لیا۔ اس ''کافی'' کو کچہری والی ''کافی'' کہا جاتا ہے۔

سکندر بودلو:

سکندر بودلو کا روضہ قلندر کے قریب ہے۔ آپ کے روضہ پر روزانہ حضرت شہباز قلندر سے جداگانہ دھمال منعقد ہوتی ہے۔

ہر جمعہ کی رات، رات گزرے بودلو بادشاہ کے فقیر رنگین پوشاک پہنے اور پیروں

Marfat.com

میں گھنگھرو، لعل شہباز قلندر کے مزار کی جانب ان کی دھمال میں شرکت کرنے رواں دواں ہوتے ہیں۔

سید عبداللہ شاہ علوی

یہ بزرگ بھی شہباز قلندر سے مستفیض ہوئے اور ''ابدالن والی کافی'' انہیں کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے بھی اپنی جداگانہ گدی بنائی اور یہ درگاہ ''سید عدل دریا شاہ'' کہلاتی ہے۔

شاہ گودڑیو:

تواریخ یا تذکروں میں شاہ گودڑیو کا احوال نہیں ملتا لیکن عوام میں مختلف روایات ہیں کہ:

''شاہ گودڑیو کے والد بلخ بخارا کے بادشاہ تھے اور جب لعل سائیں ان کے شہر میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے عرض کیا کہ ''میری کوئی اولاد نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرے فرزند ہو'' لعل سائیں نے دعا فرما دی۔

حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کے بعد ان کے دو بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے ایک کا نام ''ادھم'' رکھا۔

ادھم بڑا ہو کر سلطان ادھم کے نام سے مشہور ہوا لیکن پھر دنیا ترک کر کے بقیہ آدھی عمر فقیری میں گزار دی۔ ان کا مزار خیر پور میرس سے ۱۰ میل دور ایک پہاڑی پر ہے۔

پیر پٹھو:

ان کا اصلی نام حسین، لقب شاہ عالم اور کنیت ابوالخیر ہے لیکن ''شیخ پٹھا'' کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام راجپار اور والدہ کا نام سلطانی تھا جو مراد بن شرفو کی بیٹی تھی۔ یہ ٹھٹھہ سے آگے ''آری'' کے مقام پر رہتے تھے۔ ذات کے ''ایلان'' تھے۔

آپ سندھ کے قدیم بزرگوں میں سے گزرے ہیں۔ تحفۃ الکرام میں درج ہے کہ:

Marfat.com

"شاہ جمیل گرناری (سید عبدالہادی بن سید عبدالعطاس) بھی ان کے مرید تھے۔ ان کا مقبرہ شیخ پھٹی کے قریب ہے۔ اب جس جگہ پر پیر پٹھو کا مقبرہ ہے وہاں ان کا تکیہ تھا اور اسی جگہ پر ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔"

شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت غوث بہاؤالحق رحمۃ اللہ علیہ جب سیر و سفر کرتے ہوئے آئے تو یہ ان سے ملے اور ان بزرگوں کے فیض نظر سے پیر پٹھہ نے کمالات حاصل کئے۔

انہوں نے ۶۴۶ھ میں وفات پائی اور انہیں اسی پہاڑی کے غار میں دفن کیا گیا جہاں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔"

۱۲ ربیع الاول کو آپ کے مزار پر سالانہ عرس لگتا ہے۔ ٹھٹہ کے عوام کو آپ سے بڑی عقیدت ہے۔

مخدوم بلال:

آپ کا مرقد باغبان تعلقہ دادو میں ہے جہاں نوچندا جمعہ کو میلہ لگتا ہے۔ یہ ایک بڑے عالم اور بزرگ درویش تھے۔ تحفۃ الکرام میں ان کا ذکر اس طرح ملتا ہے۔

"یہ بڑے عارف و واصل باللہ بزرگ گزرے ہیں اور علوم ظاہری میں بھی بہت بڑا رتبہ رکھتے تھے۔"

☆☆☆

Marfat.com

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری

حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری خالصتاً رب تعالیٰ کی خوشنودی اور اپنے مرشد کی ذات میں فنا ہونے کا نام ہے جو قلندرانہ شاعری سے نمایاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قلندرانہ شاعری سے یہ تصور نمایاں جھلکتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے پیر و مرشد سے کس قدر محبت کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری عام فہم سے بالاتر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری معرفت اور طریقت پر گامزن لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شاعری میں کسے مخاطب کر کے اس کی مدحہ سرائی کر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاعری سے معرفت کا رنگ عیاں ہے کہ جو بہت آسانی سے سمجھ نہیں آ سکتا۔ اگر ہم اسے سمجھنا چاہیں اور عقیدت و محبت بھی ساتھ ہو تو رب تعالیٰ ضرور ہم پر اپنا کرم فرمائے گا پھر ہی ہم گہرائی میں چلتے چلے جائیں گے اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہِ کرم بھی ہم پر رہے گی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں اور عاشقوں کا کہنا ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھری محفل میں اپنا کلام پڑھا کرتے تو ساری محفل پر خدا کے کرم سے مستی و سرور طاری ہو جاتا اور وہ تمام محفل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے محبت میں جھومنے لگتی تو قلندرانہ شاعری کی صورت یہ بھی ہے کہ محبوب کو سامنے بٹھا کر خود کو بھول جانا محبوب ہی میں کھو جانا مستی و بے خودی میں محبوب کے گیت گانا شاعری میں ہی محبوب کو اپنے دل کا حال سنانا محبوب رب تعالیٰ کو اپنی جانب متوجہ کروانا اور قلندرانہ شاعری کا یہ ہی مجموعہ ہے۔ آج بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عاشق اور دیوانے قلندرانہ

Marfat.com

شاعری پر اپنی ذات سے زیادہ یقین رکھتے ہیں۔ انہی کو اپنا روحانی پیشوا بھی مانتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہر رنگ میں رب تعالیٰ کی ذات کو راضی رکھا اور اپنے مرشد کا حکم بھی دل کی گہرائیوں سے مانتے اور اپنے مرشد کے ایک قول پر اپنی جان نچھاور کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات میں ہی مرشد سے مقام پایا اور قلندرانہ شاعری کی گردان شروع فرمائی۔ قلندرانہ شاعری بھی عشق ہے۔ یہ وہ عشق ہے جو آج تک مکمل نہ ہوسکا۔ عشق ت ہر رنگ میں عشق ہی ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عشق کو شاعری کے ذریعے بیان کیا۔ عشق ہی کی بنا پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رب تعالیٰ کی بارگاہ سے خود کو قلندر کہلوایا تو اصل میں قلندرانہ شاعری کا مقام بہت بلند ہے کہ قلندرانہ شاعری سمجھنے والے کبھی غافل نہ ہوئے۔ وہ اسی شاعری میں گم ہوجاتے ہیں اور خود کو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب تر کرتے چلے جاتے۔ عاشقوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جس اللہ کے ولی نے قلندرانہ شاعری سمجھ لی اس نے ذاتِ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی سمجھ لیا اور پہچان لیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ مبارکہ کس قدر بلند ہے تو جو قلندرانہ شاعری پڑھتے ہیں وہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہی ہوجاتے ہیں۔ والہانہ محبت و عقیدت رکھتے ہوئے فیض پاتے ہیں اگر ہمیں قلندرانہ شاعری سمجھ آجائے تو ہم بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وجدِ کامل کا تصور کرسکتے ہیں اور رب تعالیٰ کے کرم سے اسی وجد میں رہ کر اپنا آپ سنوار سکتے ہیں تو یوں ظاہر ہوا کہ قلندرانہ شاعری روح کی تسکین ہے اور جسم کا وجدان ہے۔ یہی قلندرانہ شاعری کا اصل ہے تو ہم سب کی بھی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قلندرانہ شاعری میں ڈوبنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کلامِ فارسی:

لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے ایک کتاب ''عشقیہ'' منسوب ہے جس میں کچھ اشعار بھی ہیں۔ اس عشقیہ نام کی وجہ سے ایک غلط فہمی بھی ہے۔ وہ یہ کہ سترھویں یا اٹھارویں صدی میں ایک عارف حضرت عثمان انصاری، فاروق نقشبندی بھی گزرے ہیں

Marfat.com

جن کی کتاب بھی اسی نام سے منسوب ہے۔ قلندر نامہ کے مصنف مولانا حکیم فتح محمد ہمدانی لکھتے ہیں کہ حضرت قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری اس لئے نہیں ہوسکتی کہ اس میں حافظ اور جامی کے اشعار شامل ہیں جو شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے عرصہ بعد گزرے ہیں۔

سندھ اور برصغیر کے دیگر مؤرخین نے حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کو باقاعدہ شاعر تسلیم کیا ہے۔ مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی کی کتاب ''مدح سندھ'' میر علی شیر قانع کی کتاب ''مقالات اشعراء'' حضرت نادر بخش بیدل کی کتب ''سند الموحدین'' اور ''رموز العارفین'' (قلمی) مہتا موہند کی کتاب ''رسالہ سوانح قلندر'' (قلمی) ایک اور قلمی کتاب بیاض صالح (قلمی) اور خداداد کی کتاب ''لب تاریخ سندھ'' میں ان کے اشعار دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی بیاضوں اور قلمی نسخوں میں بھی ان کے اشعار قلمبند ہیں۔ بہت سے فقراء اور درویشوں کی زبانوں پر ان کے اشعار ورد ہیں۔

آپ سے منسوب دیوان کے قلمی نسخہ بھی ملے ہیں ان میں راجہ تخلص کی جتنی غزلیں آئی ہیں وہ حضرت شہباز قلندر کی نہیں ہیں۔ سید صدرالدین راجو قتال وفات ۸۲۷ھ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چھوٹے بھائی تھے جن کی وفات حضرت شہباز قلندر سے بہت بعد میں ہوئی۔ راجہ تخلص کرتے تھے ''دیوان راجہ'' ان کے کلام کے مجموعہ کا نام ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں دیوان راجہ کا ایک محفوظ نسخہ موجود ہے۔ اس میں کل ۳۴ غزلیں ہیں۔ دیوان کے آخر میں یہ تحریر ہے:

''تمنت تمام شدگان من نظام شد این دیوان شاہ راجو قتال صاحب را بتاریخ دہم۔ جب ۱۱ سن از راہ یادگارے بروز شنبہ از دست خاص شیخ محمد جعفر ولد شیخ محمد عباس۔''

☆☆☆

Marfat.com

کلام حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی جذب و مستی کی حالت میں شعر کہتے تھے جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ پر جب عشق الٰہی کا غلبہ چھاتا تو آپ مستی میں آ کر شعر کہتے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے شعری اظہار کیلئے فارسی زبان کو ذریعہ بنایا جبکہ آپ کی مادری زبان بھی فارسی تھی۔ آپ نے اپنے جوش و جذبے کا اظہار صوفیانہ اصلاحات سے بالکل مختلف اور منفرد کیا۔ آپ کی مندرجہ ذیل غزلیں بطور مثال پیش کی جاتی ہیں۔

آن شاہ ہر دو عالم عربی محمد ﷺ است
مقصود بود آدم عربی محمد ﷺ است

صد شکر آں خدائے کہ پشت و پناہ خلق
شاہنشہے مکرم، عربی محمد ﷺ است

مار از جرم حال پریشان دے چہ غم
چوں پیشوائے عالم عربی محمد ﷺ است

مارا چہ غم بود کہ چنیں سایہ بر سر است
غم خوار حال زارم، عربی محمد ﷺ است

بختم مدد نمود کہ از آتش شدم!
مطلوب و جان جانم، عربی محمد ﷺ است

Marfat.com

ختم رسل، چراغ رہ دین و نور حق!
آن رحمت دو عالم، عربی محمد ﷺ است

آن سرور خلائق و آں رہنمائے دین
آن صدر و بدر عالم عربی محمد ﷺ است

آن کعبہ معارف و آن قبلہ یقین
آن شاہ دیں پناہم عربی محمد ﷺ است

کن پیروی راہ دے اربایدت نجات
شاہنشہے معظم، عربی محمد ﷺ است

عثمان چوشد غلام نبی و چہار یار
اسیدش از مکارم، عربی محمد ﷺ است

ترجمہ:

حضرت محمد عربی ﷺ دونوں جہانوں کے مالک ہیں اور وہی بشر انسانیت کے مقصود اول ہیں۔

خدائے رب ذوالجلال کا شکر ہے کہ دنیا کا ملجا و ماوا محمد عربی ﷺ ہیں۔ مجھے اپنے جرموں پر پریشان ہونے کا غم نہیں جبکہ پوری دنیائے عالم کے پیشوا و سہارا محمد عربی ﷺ ہیں۔

مجھے کیا غم میرے سر پر آپ ﷺ کا سایہ ہے اور میرے غم خوار آپ ﷺ ہی تو ہیں۔

ختم رسل، راہ حق کے چراغ، نور حق دونوں جہانوں کیلئے آپ رحمت ہیں۔ وہی سرور خلائق وہی رہنمائے دین ہیں وہی پوری دنیا کیلئے روشنی ہیں۔ وہ تمام علوم کے مرجع خلائق ہیں اور یقین کے قبلہ ہیں۔ وہی دین پناہ ہیں۔ آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا

Marfat.com

ہی کامیابی ونجات کا باعث ہے۔

اے عثمان مروندی جب تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے چاروں دوستوں کا غلام ہوگیا تو پھر محمد عربی ﷺ کے کرم کی امید پیدا ہوگئی۔

تخلص عثمان کی وجہ تسمیہ:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے عہد کے صوفی شعراء میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ اپنے نام کی مناسبت سے اپنا تخلص بھی عثمان ہی فرماتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو اس نام سے بڑی ہی شدید محبت تھی جو کوئی آپ کو محمد عثمان کہہ کر مخاطب کرتا تو آپ بڑی خوشی کا اظہار فرماتے اور بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ کی حیاتِ میں آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کو بہت سے القاب و خطاب سے نوازا تھا مگر آپ اس شخص سے زیادہ خوش ہوتے جو آپ کو محمد عثمان کے نام سے پکارتا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس نام سے محبت کرنے کے ضمن میں خود فرمایا کرتے تھے کہ یہ نام مجھے اس لئے پسند اور محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیاں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد مبارک میں آئی تھیں اسی لئے آپ کو ذوالنورین بھی کہا جاتا ہے یعنی دو نوروں والا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ اے میرے محبوب! عثمان رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا ہے اور وہ غمگین رہتے ہیں اس لئے آپ اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کے نکاح میں دے دیجئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی وجہ تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے خصوصی محبت فرمایا کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ میرے والد محترم سید ابراہیم کبیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بہت محبت وعقیدت تھی اور انہوں نے اس محبت سے سرشار ہوکر میرا نام

Marfat.com

عثمان رکھا اور میں بھی چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے شدید محبت کرتا ہوں اس لئے میں نے شاعری میں اپنا نام ہی تخلص رکھا ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر و بیشتر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان بیان فرمایا کرتے تھے اور اس واقعہ کا ذکر بڑی خصوصیت سے کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے حجرہ مبارک میں تشریف فرما تھے اور لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کی پنڈلی مبارک یاران مبارک سے ذرا سا کپڑا ہٹا ہوا تھا اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حاضرِ خدمت ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ بدستور اسی حالت میں لیٹے رہے اور پنڈلی مبارک یاران مبارک سے کپڑے کو ٹھیک نہ فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو فرماتے رہے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو بھی اجازت مرحمت فرما دی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے پاس تشریف فرما ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اسی حالت میں لیٹے رہے اور کپڑا مبارک کو ٹھیک نہ فرمایا ابھی گفتگو جاری تھی کہ اچانک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حاضر خدمت ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر حضور سرور کائنات ﷺ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنا کپڑا مبارک درست فرماتے ہوئے پنڈلی مبارک یاران مبارک کو ڈھانپ لیا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتی ہیں کہ جب یہ تین حضرات تشریف لے گئے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اس بات میں کیا حکمت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ

Marfat.com

اسی حالت میں لیٹے رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو پھر بھی آپ اسی حالت میں لیٹے رہے لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فوراً اٹھ کر اپنا کپڑا مبارک برابر فرمایا لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں کیوں نہ اس شخص کا حیا کروں جس کا فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی اس واقعہ کو بیان فرماتے تھے تو آپ کو ایک خاص طرح کی خوشی محسوس ہوتی تھی جو آپ کے چہرے سے عیاں دکھائی دیتی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محبت وعقیدت کی وجہ ہی تھی کہ آپ نے شاعری میں اپنا تخلص بھی عثمان ہی رکھا۔

زعشق دوست ہر ساعت دورن ناری رقصم
گہی برخاک می غلطم گہی برداری رقصم
شدم بدنام در عشقش بیا ای پارسا اکنوں
نمی ترسم زر سوائی بہر بازاری رقصم
بیا ای مطربہ او ساقی سماع وشوق رادر وہ
کہ من از شادی دملش قلندر داری رصم
اگر صوفی شدن خواہی بیا تا خرقہ پوشاتم
چہ خوش زنار بربستم بہ ایں دیداری رقصم
مرا مخلوق میگوید گدا چندا چہ می رقصی
بدل داریم اسرار ازاں اسراری رقصم
خلائق گر کند برمن ملامت زیں سبب ہر دم
مگر نازم بر ایں ذوقیکہ پیش یار می رقصم
منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم
نہ لرزم از ملامت آں کہ من برداری رقصم

Marfat.com

ترجمہ:

میں اپنے محبوب کے عشق میں ہر گھڑی عشق کی آگ پر ناچتا رہتا ہوں کبھی تو خاک پر لوٹ پوٹ ہوتا ہوں اور پھر کبھی کانٹوں کی سولی پر چڑھ کر رقص کرتا ہوں۔

میں تیرے عشق میں بدنام ہو گیا ہوں لیکن اے پاک باز میں اس بدنامی و رسوائی سے نہیں ڈرتا اور میں بازاروں میں سرعام رقص کرتا ہوں۔

اے مطرب و ساقی آ مجھے اور پلا دے کہ مجھے کچھ سننے کا شوق ہے میں اب اس کے وصل کی خوشی میں قلندرانہ رقص کرتا ہوں۔

لوگ مجھے رقص کرتا دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ فقیر کیا رقص کرتا ہے۔ اصل میں یہ راز کی باتیں ہیں اور انہی رازوں کے تحت رقص کرتا ہوں۔

اگر مجھے دنیا والے ہر وقت ملامت کریں تو میرے دل میں وہ راز کی طرح پوشیدہ ہے اس کی وجہ سے میں رقص سرعام رقص کرتا رہوں گا۔ مجھے تو فخر ہے کہ میں محبوب کے سامنے رقص کرتا ہوں مجھے صوفی نہیں پہچان سکتا اس لئے کہ میں نے ایسا لبادہ اوڑھ رکھا ہے میں ستار بجاتا ہوں اور اسی پر رقص کرتا ہوں۔

اے قاتل تو نے عشق کا زہر دے کر مارا ہے۔ میں بسمل کی طرح خنجر تلے بھی رقص کرتا ہوں۔ میں عثمان مروندی خواجہ منصور کا سچا دوست ہوں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں تختہ دار پر بھی رقص کرتا رہتا ہوں۔

کمند عشق در گردن مرا مسرور خوش آید
خم و خمار و خمرم ہم ازاں مخمور خوش آید

تجلی جلالم کرد موسیٰ رابہ بے ہوشی
بہ بین کار جلالم راکہ چوں برطور خوش آید

بیا اے مرد و راز ے بین ازیں جا تو چرا لرزی
شہنشا ہم بیزم من ہمہ مذکوہ خوش آید!

Marfat.com

قلندر من و شہباز زم مرا آشیانہ گوناں گوں
بہر جا میر دم آنگاہ با من نور خوش آید

ترجمہ:

میری گردن میں عشق کی کمند مجھے بہت پیاری لگتی ہے اور مجھے اس نشے میں مست رہنا اچھا لگتا ہے۔

تیرے جلال کی تجلی نے موسیٰ کو بے ہوش کر دیا مگر میرے اس جلال کو دیکھو کہ طور پر کتنا پیارا لگتا ہے۔

اے شخص آ اور اس راز کو دیکھ کہ اس جگہ تو کیوں کپکپا رہا ہے میں اپنی بزم کا بادشاہ ہوں اور مجھے یہ بزم آرائیاں اچھی لگتی ہے۔

میں قلندر ہوں اور شہباز ہوا میرا آشیانہ طرح طرح کی جگہیں ہیں جہاں میں جاتا ہوں وہاں یہ نور مجھے اچھا لگتا ہے۔

رسیدم من بدریائے کہ موجش آدمی خوارست
نہ کشتی اندران دریا نہ ملاے عجب کارست
شریعت کشتی دار و طریقت بادبان او!!
حقیقت لنگرے دارو کہ راہ فقر دشوار است
چو آتش جملہ خون دیدم بترسیدم ازاں دریا
بدل گفتم چرا ترسی گزر باید کہ ناچارست
ندا ازحق چنیں آید مگراز جاں نمی ترسی
ہزاران جان مشتاقاں دریں دریا نگونسار است
بگفتم من ہمی آیم کمر بستم چو غواصاں
چہ ترسم از نگہبائے کہ گل پیوستہ با خارست
آیا عثمان مروندی سخن با پردہ داران گو
نیابی در جہاں یاری جہانے پر زا غیارست

Marfat.com

ترجمہ:

''میں ایک ایسے دریا میں اترا ہوں کہ جس کی لہریں آدمی کو نگل لیتی ہیں۔ اس دریا میں نہ کوئی کشتی ہے اور نہ ہی کوئی ملاح ہے۔ (اس دریا کی) کشتی شریعت ہے جبکہ اس کا بادبان طریقت ہے۔ اس کا لنگر حقیقت ہے۔ بلاشبہ فقیر کا رستہ بہت مشکل ہے۔ میں نے جب اس خوفناک آگ کو دیکھا تو اس دریا میں اتر گیا اور اپنے آپ سے کہا کہ تو کہاں خوف کھاتا ہے اس سے بلا کسی ڈر اور خوف کے گزر جا تو اس دریا سے کیوں خوف کھاتا ہے۔ اس میں تو ہزارہا جانیں قربان ہو چکی ہیں۔ میں نے بھی غوطہ خوروں کی طرح دنیاوی لباس اتار لیا ہے۔ لہٰذا اب مجھے کسی طرح کا خوف نہیں ہے، اے شہباز مروندی یہ راز کی باتیں رازداروں سے کر اس لئے کہ غیر تمہاری باتوں کو سمجھ نہیں پائیں گے۔''

زغم خواری غم غم غم غریبم　　ندارم جز غم غم غم غریبم
نماندہ دردلم جز غم غریبی　　غریبی در غریبی ام غریبم
نماندہ دردلم غم غیر جاناں　　غمش رادد ستم ہر دم غریبم
ندارم بے غمی را طاقت آورد　　بغم خو کردہ ام چون غم غریبم
بجز غم خواری عشقت ندارم　　دگر کارے، ازاں باغم غریبم
غم عشقت ولم را تازہ دارد　　ہمیں بس دردامر ہم غریبم
چو عثمان جان و دل درباز پیشش　　بغم شو آشتنا ہر دم غریبم

ترجمہ:

• مجھے اس غم خواری نے غریب کر دیا ہے اور میرے پاس اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ میرے دل میں غربت کے غم کے سوا کچھ نہیں اس لئے غربت میں، میں اور بھی غریب ہوں۔

میرے دل میں اپنے جاناں کے غم کے سوا کچھ نہیں بچا۔ اس کا غم مجھے بہت پیارا

Marfat.com

ہے جس کی وجہ سے میں ہر وقت غریب ہوں۔

غم کے بغیر میرے پاس کچھ نہیں بچا جو مجھے تقویت دے میں نے اس لئے اپنے آپ کو غم کا دوست بنالیا ہے۔

مجھے تیرے عشق کی غم خواری کے سوا مجھے اور کوئی کام نہیں اسی غم سے میں غریب ہوں تیرے عشق و مستی کے غم نے میرے دل کو شگفتہ و نرم بنا دیا ہے یہی میرے درد عشق کی مرہم ہے۔

عثمان مروندی نے جب اپنے جان و دل اس کے سامنے حاضر کیے تو اپنے غم سے آشنا ہوا ہر دم غریب ہوا۔

خورشید ہر دو عالم، تاباں شد است مارا
از عرش تا سراپا، غلطاں شد است مارا
روح الامین۔ بسوز ویک مو، اگر بجنبد
ہر صبح و شام زیآں چاطیراں شد است مارا
آں راں کہ قدسیاں را دشوار سخت آید
از فضل حق تعالیٰ، آساں شد است مارا
چیز کہ انبیاء راہ، امکان زبود گاہر
آں چیز خوبا آساں، امکاں شد است مارا
افلاک یا کواکب، مکاں ملاء اعلیٰ
ہر یک زچاکری ماشاداں شد است مارا
احمد بعرش اعلیٰ، موسیٰ بکوہ نالہ
از لطف درکنارش، طیران شد است مارا
امروز شاہ شاہان مہماں شد است مارا،
جبرائیل با ملائک دربان شد است مارا
براق لا ویالی، زیر رکاب من است

Marfat.com

صحرا لایزالی، میدان شد است مارا
دربار گاہ وحدت، کثرت چہ کار آید
ژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا
ذات کہ بچگونہ، صورت نہ بود ہرگز
آں ذات خود بصورت، عیاشد است مارا
دیدار حق تعالیٰ، درمان در وماشد
در خلوت گدایا، محبوب کے بگنجد
بے برگ بےنوائے، آساں شد است مارا،
خال نجستہ میچوں، اختر بلند طالع
بنید روئے مارا، دوزخ حرام گردو
برکشف ایں عجائب، پایاں شد است مارا
اوصاف ذات خودرا، ایز دیدار مارا
بازوق ایں معالی، عرفان شد است مارا
بت خانہ جہاں ۔رابسیار سیر کردم
آئینہ خود پرستی، ایمان شد است مارا

ترجمہ:

دوعالم کے سورج نے ہمیں روشن کردیا۔ عرش سے پورے وجود تک ہمیں سرشار کردیا ہے۔ روح الامین کی آمد ہے اور صبح وشام ہمیں عبادت الٰہی کا خوگر بنا دیا ہے جو کام قدسیوں کیلئے مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی مہربانی سے ہم پر آسان کردیا ہے جو چیز انبیاء کے راستے میں مشکل تھی وہ آہستہ آہستہ ہمارے لئے آسان ہوگئی۔ افلاک وکواکب میں ہمارے لئے جانا مشکل نہیں ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ عرش علاء پر گئے اور موسیٰؑ کوکوہ طور پر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا کرم اور مہربانی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے مہمان بن کر آئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام

Marfat.com

ملائکہ کے ہمراہ اس کے دربان ہیں۔ تیز رفتار براق میرے نیچے ہے۔ صحرائے لایزل ہمارے لئے میدان بن گیا ہے۔ اس بارگاہ میں وحدت و کثرت کا کیا کام ہے وہاں تو لاکھوں ایک ہو جاتے ہیں جس ذات کی ظاہری شکل و صورت نہیں ہو ہمارے لئے عیاں ہوگئی ہے۔ حق تعالیٰ کا دیدار اس کے پروانے تنہائیوں میں کرتے ہیں اس کا دیدار ہمارے لئے آسان ہوگیا ہے۔ اس عظیم ہستی کا دیدار مسکراتی کلیوں میں موجود ہے۔ اس لئے دیدار سے عجیب و غریب امور کا کشف ہوتا ہے کیونکہ اس کے بتائے اوصاف سے ہم نے اس کا دیدار کرلیا ہے لیکن یہ سب کچھ معرفت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میں نے دنیا کے بت خانوں کی بہت سی سیر کی ہے۔ افسوس کہ لوگوں نے خود پرستی ہی کو ایمان سمجھ لیا ہے۔ اس کی رحمتوں کا سمندر بہت طولانی ہے۔ اس کو دیکھنا ہو تو امیں کشتی سے دیکھو کہ جس کی کوئی انتہا نہ ہو۔ اے عثمان مروندی یہاں پر لوگوں کا محتاج نہ رہ کیونکہ تو یزداں کی اطاعت میں آ گیا ہے۔

گر خدا را دوست داری خامشی باید گزید
با ہزاراں شود و زاری خامشی باید گزید
چون زبان بندی دلت ہم خندداز فرخندگی
ہمچو گلہائے بہاری خامشی باید گزید
خامشی مس وجودت راکند زر بے خلاف
وز دو عام سر برآری خامشی باید گزید
دارِدائم در حضور دوست خود را دم بدم
جملگی باحق سپاری خامشی باید گزید
در زمین دل ہمیں تخم محبت رابکار
ز آب دیدہ کشت کاری خامشی باید گزید
گفتگو باد خزاں است و بہاری قلب را
نیست روئے رستگاری خامشی باید گزید

Marfat.com

دمبدم چون باغبان شو پاسبان باغ دل
یک زماں غفلت نیازی خامشی باید گزید
در طلبگاری وصالش بندۂ عثمان ببیں!
میکند شب روز زاری خامشی باید گزید

ترجمہ:

اگر تو نے خداوند قدوس کو دوست بنایا ہے تو خاموشی اختیار کرنی چاہیے اور ہزاروں شور اور آہ وزاری سے خاموش رہنا چاہیے۔

جب زبان بند ہے اور دل بھی خوشی سے مسکرائے تو بہار کے پھول کی طرح خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

خاموشی تیرے وجود کے تانبے کو کندن بنا دے گی۔ اس لئے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ اپنے دل کی زمین میں محبت کا بیج بودے اور آنسوؤں سے اس کی آبیاری کرنی چاہیے تو پھر خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

دل کی بہار کیلئے گفتگو بادخزاں ہے اس لئے خاموش رہ

ہر لحاظ سے باغبان کی طرح دل کے باغ کی حفاظت کر۔ کسی وقت بھی غفلت نہ کر خاموشی اختیار کر اس کے ساتھ ملاپ کی خواہش ہے تو عثمان کو دیکھ جو دن رات زاری کرتا ہے اور خاموش رہتا ہے۔

بے نام و بے زبانم، مست و الست ہستم
بے نام و بے نشانم، مست والست ہستم

وردیک پاک زادہ، بار بار او اوہ
ساقی بیار بادہ، مست والست ہستم

من بندہ خدائم، ہم شاہ و ہم گدائیم
ہم وصل ہم جدائم، مست والست ہستم

Marfat.com

من مرغ لامکانم، جز لامکاں ندانم
برتخت قد سیانم، مست و الست ہستم

مفتاح غیب غیبم، برتر ز نقص عینم
درنور پاک مرغم، مست والست ہستم

ہژدہ از ہزار عالم، یکساں است درد صالم
ایں ہست کمال عالم، مست والست ہستم

صحرائے غیب رقم، یا شہنشاہ ہستم
سر نہان گفتم، مست و الست ہستم

آیت زمے بتیزد، زاہد زمے گریزد
سرمست مے پرستم، مست والست ہستم

رقم بہ عرش اکبر، خوردم شراب طہر
واصل شدہ و صالم، مست والست ہستم،

دلبر بہ گفت راجد، دائم بیا تو اینجا
بابا تو باش ہمدم، مست والست ہستم

شہباز شہر ارم، پرداز قدس دارم
بے جاں شکام آرام، مست والست ہستم

ترجمہ:

میں بے نام و بے نشان ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہوں میں پاک ورد میں مشغول رہتا ہوں۔ اے ساقی! آ کر مجھے جام پلا دے اور میں مست ہو جاؤں، میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ بادشاہ بھی ہوں گدا بھی ہوں وصل بھی ہے جدائی سے اب اسی

Marfat.com

کے عشق میں ڈوبا رہتا ہوں۔ میں بے نام اور بے زبان ہوں اللہ تعالیٰ کے عشق میں ڈوبا ہوا ہوں۔ بے نام اور بے نشاں ہوں اللہ تعالیٰ کے عشق میں بھی ڈوبا ہوا ہوں۔ ایک پاکیزہ یعنی پاکباز شخص نے ایک ورد عطا کیا ہے اے ساقی! جام لے کر آ جا اس لئے کہ میں مستی میں مگن ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں، بادشاہ بھی ہوں، فقیر بھی ہوں ملاپ بھی ہوں جدائی بھی، اللہ تعالیٰ کے عشق میں مست ہوں، اب میں ایک ایسا مرغ ہوں کہ جس کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ لامکان کے سوا میں کسی کو نہیں جانتا، میں قدسیوں کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اپنی مستی کے رنگ میں ڈوبا ہوا ہوں۔

میرے غیب کی کنجی میری آنکھوں کے عیب سے اچھی۔ میں اپنے پاک و پاکبازی میں ڈوبا ہوا ہوں۔ خوشی کی نوید، کہ میں وصال میں ہر حالت میں برابر ہوں، یہ میرے حال کا کمال ہے میں اپنی مستی میں ڈوبا ہوا ہوں۔

میں غیب کے صحرا میں گیا اس لئے کہ میں شہنشاہ ہوں، میں نے راز کی بات کر دی ہے، میں اپنی مستی میں ڈوبا ہوا ہوں۔

کبھی میں اپنے آپ سے لڑتا ہوں، کبھی زاہد سے ٹکراتا ہوں، میں سرمست کی اطاعت کرتا ہوں اپنی مستی میں مست ہوں۔

عرش اکبر پر میں نے شرابِ طہور پی ہے، وصال میں واصل ہوا ہوں، میں اپنی مستی میں مست ہوں، مجھ سے دلدار نے کہا کہ ہمیشہ کیلئے یہاں پر آ جا کہ میں تیرے ساتھ ہر وقت رہوں، میں تو اپنی مستی میں کھویا ہوا ہوں۔

میں اپنی پرواز میں محو ہوں شہباز، ملکوتی اڑان پر اڑ رہا ہوں میں اپنی مستی میں ڈوبا ہوا ہوں۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک منقبت بھی لکھی۔ اس منقبت کے منتخب اشعار اور ان کا ترجمہ تحریر کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

اسد اللہ است ید اللہ است
ولی اللہ است مظہر اللہ است
حجت اللہ قدرت اللہ است
بے نظیر ذات اللہ است

حیدری ام

ترجمہ:

وہ اسداللہ ہیں یداللہ ہیں۔ ولی اللہ ہیں مظہر خدا ہیں حجت خداوندی ہیں۔ قدرت الٰہی ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ کی ذات بے مثال ہے۔ میں حیدری ہوں۔

جام مہر علی زرد و ستم
بعد از جام خرد ام مستم
کمر اندر قلندری بستم
از دل پاک حیدری ہستم
حیدری ام قلندرم مستم
بندۂ مرتضیٰ علی ہستم

ترجمہ:

میں نے محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جام تھاما ہے جام عقل کے بعد اس نشے میں مست ہوں میں نے قلندر ہونے پر کمر کس لی ہے۔ میں دل و جان سے حیدر ہوں میں حیدری ہوں قلندری ہوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا غلام ہوں۔

شاہ اقلیم بل اتی خوانم
مالک تخت قل کفیٰ خوانم
صاحب سیف لافتیٰ خوانم
والئ تاج انما خوانم

حیدری ام

Marfat.com

ترجمہ:

میرے نزدیک وہ اقلیم بل اتی کے بادشاہ ہیں۔ قل کفی کے مالک ہیں۔ سیف الافتیٰ کے پیرو ہیں تاج انما کے سلطان ہیں۔ میں حیدری ہوں۔

از مئے عشق شاہ سرمستم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم
من بغیر از علی ندا نستم
علی اللہ از ازل گفتم

حیدری ام

ترجمہ:

میں مستوں کے سردار کے عشق کا جام پیے ہوئے ہوں۔ علی المرتضیٰ کا ادنیٰ سا غلام ہوں۔ میں علی رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کو نہیں پکارتا کیونکہ ازل سے اللہ تعالیٰ کا ایک نام علی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کو اسی نام سے پکارا ہے۔ میں حیدر ہوں۔

آنچہ در وصف مرتضیٰ گفتم
باز قول مصطفیٰ گفتم
حرف حق است برشما گفتم
سر اسرار بر ملا گفتم

حیدری ام

ترجمہ:

میں نے جو شان علی المرتضیٰ میں کہا ہے یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ فرمان مصطفیٰ کہا ہے۔ میں نے جو کچھ بھی آپ سے بیان کیا ہے یہ اسرارِ حق ہے۔ میں حیدری ہوں۔

برائے مدح شاہ می بویم
جز علی دیگر نہ می جویم

Marfat.com

من علی دانم علی گویم
چوں نصیری کہ بندہ ادیم

حیدری ام

ترجمہ:

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرتا ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تعریف کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ میں ان ہی کو جانتا ہوں دراصل میں غلام، نبی آنجناب ﷺ کا ہوں...... میں حیدری ہوں۔

وصی مصطفیٰ ﷺ علی است بگو
بخدا رہ نما علی است بگو
سرور اولیاء علی است بگو
نور ایمان نما علی است بگو

حیدری ام

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نائب مصطفیٰ ہیں تم بھی کہو، خدا کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ راہ نما ہیں تم بھی کہو۔ حضرت علی تمام ولیوں کے سردار ہیں تم بھی کہو۔ ہمارے ایمان کی روشنی علی رضی اللہ عنہ ہیں تم بھی کہو...... میں حیدری ہوں۔

آں علی است ساقی کوثر
آں علی حاکم قضا و قدر
آں علی قائم نیم و نصیر
قمرش رمنم زجان قمر

حیدری ام

Marfat.com

ترجمہ:

جناب علی رضی اللہ عنہ ساقی کوثر ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ قضا و قدر پر (قدرت خدا سے) طاقت رکھتے ہیں۔ آپ کی ذات گرامی ہر شخص کی مدد کرنے والی ہے۔ آپ کے غلام جناب قمر ہماری جان ہیں...... میں حیدری ہوں۔

سرور ہر کہ انبیاء باشد
پیروی دین مصطفیٰ ﷺ باشد
بے شک او شخص اولیا باشد
درد او نام مرتضیٰؓ باشد

حیدری ام

ترجمہ:

نبی کریم ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ دین مصطفیٰ کی پیروی ضروری ہے۔ بے شک وہ ولی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کا دم بھرتا رہتا ہے...... میں حیدری ہوں۔

پیر من شاہ من اللہ من است
نور ایمان جب شاہ من است
سایہ لطف او پناہ من است
صادق شاہ من گواہ من است

حیدری ام

ترجمہ:

میرے پیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میرے ایمان کی روشنی میرے پیر کی محبت ہے۔ ان کی مہربانیوں کا سایہ میری پناہ گاہ ہے۔ میرے پیر کی رضا میری گواہ ہے...... میں حیدری ہوں۔

Marfat.com

چہاردہ تن شفیع عصایئم
مہر شاہ است ایں ایمانم
غیر ازیں چہار دہ نمی دانم
مدح شاہ روز و شب ہمی خوانم

حیدری ام

ترجمہ:

چودہ معصومین مجھ گناہگار کے شفاعت کرنے والے ہیں۔ میرے ایمان کی یہی ہستیاں ثبوت ہیں۔ ان چودہ شخصیات کے علاوہ میں کسی کو جانتا ہوں نہ مانتا ہوں۔ شب و روز ان ہستیوں کی مدح کرنا میرا معمول زندگی ہے۔ میں حیدری ہوں۔

حضرت سیدۃ النسا زہرا
آں عز و یافت عصمت تقویٰ
ہست معصوم او بعز و خدا
می کنم لعنت بر دشمناں روا

حیدری ام

ترجمہ:

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جو تقویٰ و عصمت اور بلندی کا پیکر ہیں، وہ خدا کے نزدیک معصومہ ہیں۔ میں ان کے دشمنوں پر لعنت بھیجنا روا سمجھتا ہوں...... میں حیدری ہوں۔

نور تاباں مہر شاہ است
حسن المجتبیٰ بود اشرف
نیست باقی مرا از خوف تلف
دامن او بود مرا در کف

حیدری ام

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نور بہت زیادہ روشن ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ مجتبیٰ کی ذات گرامی بہت بڑا رتبہ رکھتی ہے۔ مجھے کسی قسم کا ڈر خوف نہیں ہے کیونکہ ان کا دامن میرے ہاتھوں میں ہے...... میں حیدری ہوں۔

مرتضیٰ شیر یزداں ہست علی
شاہ اعلیٰ ولایت آں ہست علی
حضرت حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ جاں ہست علی
ہر دو عالم کہ نام و نشاں ہست علی

حیدری ام

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ شیر یزداں ہیں۔ ان کی ولایت بہت بلند ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے دل کے ٹکڑے ہیں۔ یہ دونوں شہزادے اپنے بابا کے وجود و بقاء کی علامت ہیں...... میں حیدری ہوں

نور چشم شہید کرب و بلا
عابدین، باقر است بجود و سخا
است، امام جعفر، بہ آل عبا
ایں بود ورد من بصبح و ما

حیدری ام

ترجمہ:

شہید کربلا کی آنکھوں کے نور جناب سید سجاد و امام محمد باقر ہیں۔ یہ دونوں شہزادے جو سخاوت میں اپنی مثال آپ رکھتے ہیں امام جعفر صادق آل عبا میں سے ایک

Marfat.com

گرامی قدر شخصیت ہیں۔ میں صبح و شام ان پر درود بھیجتا ہوں...... میں حیدری ہوں۔

موسیٰ کاظم، آں امام بحق
است اسلام راز او رونق
منکر او است کافر مطلق
بشنوای خارجی خر احمق

حیدری ام

ترجمہ:

موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ امام برحق ہیں۔ ان کے دم سے اسلام کی رونقیں دوبالا ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے، سن اے خارجی، اے احمق گدھے...... میں حیدری ہوں۔

شاہ دین، علی رضا، است بگو
چوں علی مظہر، خدا است بگو
بانک خود عین مرتضٰی است بگو
خصم او دشمن خدا است بگو

حیدری ام

ترجمہ:

امام علی رضا شاہ دین ہیں تم بھی کہو۔ جیسے علی رضی اللہ عنہ مظہر خدا ہیں تم بھی کہو۔ وہ علی رضی اللہ عنہ مرتضٰی کی اولاد میں سے ہیں تم بھی کہو۔ ان کا دشمن خدا کا دشمن ہے تم بھی کہو۔ میں حیدری ہوں۔

انتقام از تقی، امام کنم
تقی، متقی امام کنم
فیض او بہر خاص و عام کنم

حیدری ام

Marfat.com

ترجمہ:

حضرت امام محمد تقی میرے امام ہیں۔ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ان کا فیض ہر عام و خاص پر جاری و ساری ہے...... میں حیدری ہوں۔

قائم آل محمد، مہدی
قائل خصم مرتضیٰ مہدی
چوں علی مظہر خدا مہدی
نور ایماں است ما مہدی

حیدری ام

ترجمہ:

حضرت امام محمد مہدی حضرت امام علی مرتضیٰ کے فرزندوں میں سے ہیں جس طرح علی مرتضیٰ مظہر خدا ہیں اسی طرح حضرت مہدی بھی نور ایمان ہیں...... میں حیدری ہوں۔

من مسلمانم علی دانم
در توبہ بہ صدق ایمانم
برسرِ منافقاں تیغ عریانم
بر عدو ذوالفقار میرانم

حیدری ام

ترجمہ:

میرے نزدیک مسلمان وہ ہے جو علی رضی اللہ عنہ کو مانتا ہے۔ میرے ایمان کی سچائی کی علامت آپ سے محبت ہے۔ میں منافقوں کے سر پر ننگی تلوار ہوں۔ دشمنوں کیلئے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی ذوالفقار ہوں...... میں حیدری ہوں۔

Marfat.com

سرگروہ تمام رندانم!
رہبر عاشقان مستانم!
ہادی سالکان عرفانم!
کہ سگ کوئے شیر یزدانم

حیدری ام

ترجمہ:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مجھ جیسے عاشقوں کے رہبر ہیں۔ وہ عارفوں، سالکوں، پیروکاروں کے پیر ہیں۔ (میرے لئے باعث فخر ہے کہ) میں شیر یزداں کے کوچے کا ایک کتا ہوں...... (میں حیدری ہوں)

بر وائے خارجی خر احمق
بشنو خارجی عیر مطلق
پیش ازین من مکن وک وک
بیر یا یا علی است بحق

حیدری ام

ترجمہ:

خارجی، گدھے احمق پر لعنت ہو۔ خارجی میری بات کو پلے باندھ لے۔ میرے سامنے زیادہ چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (میرا نعرہ تو یہی ہے کہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ برحق ہیں...... میں حیدری ہوں۔

من برائے اعدائے دیں کمر بستم
بتر صد من است درو ستم
قاتل ایں جمیع من ہستم
ضرب لعنت زنم زبردستم

حیدری ام

Marfat.com

ترجمہ:

میں اعدائے دین کیلئے کمر باندھ چکا ہوں۔ میرے دل میں ان کیلئے بہت زیادہ نفرت ہے۔ میں ان تمام لعنتیوں کا قاتل ہوں۔ میرے پاس ان کے لئے ہر وقت کی لعنت موجود ہے...... میں حیدری ہوں۔

حرمت اہل بیت، برحمت باد
لعنت حق بہ قوم ملعوں باد
سگ یزید جہاں بود برباد
ایں از او برفت در سقر افتاد

حیدری ام

ترجمہ:

اہل بیت اطہارؓ پر خدا کی بے انتہا رحمتیں ہوں۔ ان کے دشمنوں پر خدا کی بے شمار لعنتیں ہوں۔ یزید ایک کتا ہے اس کی یہ دنیا بھی برباد ہوئی۔ یہاں سے وہاں گیا تو جہنم کے آخری مقام میں پھینک دیا گیا...... میں حیدری ہوں۔

یا علی رضی اللہ عنہ ولی شہ مرداں!
بحق مصطفیٰ ﷺ برحمت آں
بنجف اشرف، خورم برساں
کہ نمانم بدھر، سیوستاں

حیدری ام

ترجمہ:

یا علی رضی اللہ عنہ آپ شیر یزداں ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت کا واسطہ مجھے نجف اشرف پہنچا دے اور میں وہیں کا ہو کر رہ جاؤں...... میں حیدری ہوں۔

Marfat.com

نہ رسد کس بہشت و جاہش!
من عثمان، بندہ درگاہش
بو حالش بود مرا خواہش
ہر زماں است زخانم آگاہش
حیدری ام قلندرم مستم
بندہ مرتضٰی علی رضی اللہ عنہ ہستم

ترجمہ:

مجھے بہشت جانے کی کوئی لالچ نہیں ہے کیونکہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کی درگاہ کا غلام ہوں۔ ہر وقت وہ میری حالت سے آگاہ ہیں۔ جب وہ میرے ساتھ موجود ہیں تو مجھے ڈر کس بات کا ہے؟ میں حیدری، قلندری، نشہ ولا میں مست ہوں۔ میں جناب علی مرتضٰی کا ادنیٰ غلام ہوں۔

اے شاہ شاہ بقا باگدا نما
اے ماہ ماہ وفا باگدا نما
از محنت فراق چگوئیم درد دل
از شربت وصال عطا با گدا نما
دردم نہ حد گذشت و ندانم چہا کنم
از مرہم وصال شفا با گدا نما
ہستم گدائے کوئے تو خواہم لقائے تو
شاہا جمال خود ز سخا با گدا نما
ہم حاضری و ناظری در جملہ کائنات
انوار ذات عز و علا با گدا نما
عثمان مدام از تو ترا خواہد از کرم
باخود بیکش زلطف لقا با گدا نما

Marfat.com

☆☆☆

نمی بینی نمیدانی چہ می درزی چہا داری
چہ نا دانی نمی دانی چہ می درزی چہاداری
تو مرغ لامکان بودی، فرد ماندی دریں فانی
کہ نادان تر زنا داری چہ می درزی چہا داری
چہ ابر خودستم آری گہر گیری خرزف چینی
مگر کوری نمی دانی چہ می درزی چہا داری
بیکدم میتوانی ہر دو عالم را خریدن تو
ولے قیمت نمی دانی چہ می درزی چہا داری
چہ مغروری دریں فانی کہ خود نمی ماند
دریغا درچہ سامانی چہ می درزی چہا داری
برین بازیچہ می نازی کہ بازی نیست خود قائم
بیا بگذر ازیں فانی چہ می درزی چہا داری
اگر ترک جہاں گیری شوی سلطان عالم را
سر افلاک گزارنی چہ می درزی چہا داری
بیا عثمان چہ درماندی فنا شو پیش از مردن
نہ میری چرن زخود مانی چہ می درزی چہا داری

☆☆☆

چہ بندی دل دریں نابود آخر — کہ نتوانی درد آسود آخر
بجز درد تو من کارے ندارم — وھد لیکن ستاندزدد آخر
نہ بندہ دل بدنیا مرد عاشق — ہر آنکو بست، شد مردود آخر
کہ دنیا جائے حظ کافراں است — زجائے دوستان معبود آخر
اگر دنیا تمامی گنج دارد — بود آں گنج زہر آلود آخر

Marfat.com

اگر مرد خدائی، دل چہ بندی | بباشی زیں بدر خوشنود آخر
خدا کن جان وتن در راہ جاناں | اگر خواہی رہائی زود، آخر
نباشی زین جہاں بے غم زمانے | نگہ کن جملہ را بربود آخر
بیا عثمان بدر کن دل زعالم | اگر خواہی زحق بہبود آخر

☆☆☆

براہ عاشقی غم یار باید | رخش زرد تنش بیمار باید
نباید فکر دیگر ہیچ گاہے | بدر دو محنتش دشوار باید
بخواری و بجہت انس گیرد | بہ آہ و نالہ ہر دم زار باید
زلذات جہاں آزاد گردد | ہمیشہ دیدہ اش خونبار باید
تنش بیمار باید از غم عشق | دلش از تیر عشق افگار باید
بیا عثمان اگر وصلش بخواہی | ترا اول قدم بردار باید

☆☆☆

من آں درم کہ در بحر جلال اللہ بو ذاستم
بکوہِ طور با موسیٰ کلیم اللہ بوداستم
بہ آبی زندہ ہم بودم بہ خضری زندہ بوداستم
بہ اسکندر در آن لشکر بہ لشکر گاہ بوداستم
بہ اسماعیل پیغمبر بہ ابراہیم بن آذر
درآن سر وقت قربانی بہ قربان گاہ بود استم
گہی بر تخت گریانم گہی بردار خندانم
گہی در مذہب تر سا بسے محنت کشید استم
دو صد جامہ کہن کہ دم لباس فقر پوشیدم
برآن برحی کہ من بودم ہزاران یک رسیداستم
ایا عثمان مروندی چرا مستی درایں عالم
بجز مستی و مدہوشی وگر چیزی نہ دانستم

Marfat.com

درگاہ حضرت لعل شہباز قلندر کی تعمیری تاریخ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کی عمارت سب سے پہلے فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں سیہون کے حاکم ملک اختیارالدین نے ۷ رجب ۷۵۷ھ کو بڑی عقیدت و احترام سے تعمیر کروائی تھی۔ روضہ مبارک کی عمارت ۶ گنبدوں پر مشتمل تھی، اس پر ایک کتبہ لگایا گیا تھا جس پر عمارت کی تعمیر کے حوالے سے اشعار کندہ ہیں۔

ذیل میں کتبہ پر کندہ اشعار دیئے جاتے ہیں۔

بعہد دولت فیروز شہ سلطان دین پرور
کہ خاک درگہش سازند شاہان جہاں افسر
ازاں گاہے کہ بر تخت شہنشاہی نشست ایں شہ
سرا سرگشت از گیتی شعاع دولتش انور
عمارت شد مقام شیخ عثمان پیر مروندی
ولی اللہ کہ اوباز سفید، نجر بودو بر
اگرچہ اولیاء اندر زمان شیخ بس بودند
ولیکن در کرامت بود اواز ہمکنار برتر
چہ زیبا بارگاہی شد بہ ہفت طاق شش گنبد
کہ رنگ نہ فلک گشتہ زرشک بام اوا خضر
بروز ہفتم از ماہ رجب مبنی شد ایں روضہ
بسال ہفت صد پنجاہ ہفت از ہجرت مہتر

Marfat.com

بنائش کرد والی اختیارالدین ملک اوشد
امیر عادل و باذل تہمتن ثانی اسکندر
کہ تابودہ است سیوستان بنودہ است ایں چنی والی
سخی و مشفق مکرم تقی پاک دین پرور
امید آں ہست می باید جزائی ایں چنیں خیری
ہزاراں قصر در جنت بفضل ایزد اکبر!

ترجمہ:

فیروز شاہ جو کہ بڑا دین پرور حکمران تھا اُس کے دورِ حکومت میں روضۂ مبارک تعمیر کیا گیا جب وہ شاہ تختِ شہنشاہی پر بیٹھا تو اُس کی حکومت کی کرنیں پوری دنیا میں پھیل گئیں۔ شیخ عثمان مروندی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی عمارت جو کہ ولی اللہ تھے سفید و خوبصورت پتھروں سے تعمیر کی گئی۔ آپ کی بارگاہ کو ریشم سے لپیٹا گیا اور خوبصورت گنبد اور بہشتی دروازے قائم کیے گئے کہ اوپر تک اُس کا رنگ تھا۔ اگرچہ اُن کے زمانہ میں بہت سے اولیاء تھے لیکن اُن کی کرامت سب سے زیادہ تھی۔ یہ مقبرہ ماہ رجب کی سات تاریخ کو تیار ہوا تھا اور وہ سن سات سو ستاون ہجری کا تھا۔ اس مقبرے کو حکمران اختیارالدین نے تعمیر کرایا۔ بلاشبہ وہ عادل اور ثانی سکندر حکمران تھا جب تک وہ سیوستان کا حکمران تھا اُس کی دین پروری، سخاوت، شفقت، زُہد و تقویٰ مشہور تھی، اُن کو اللہ تعالیٰ ضرور اس کارِ خیر کے بدلے جزا سے نوازے گا۔

جب درگاہ شریف تیار ہوگئی تو اس کے سات مہینوں کے بعد ۷ صفر ۷۵۸ھ کو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے خادم اور وزیر سید مست علی کے مزار مبارک پر بھی ایک گنبد بنوایا گیا۔ ان کے مزار مبارک پر ایک کتبہ نصب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ گنبد بغداد میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ حضرت راوٗالحق علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بنوایا تھا۔ کتبہ پر جو اشعار کندہ ہیں ان سے بنانے والے کا نام اور تاریخ کا پتہ چلتا ہے۔ کتبہ پر کندہ اشعار اس طرح سے ہیں۔

Marfat.com

شد بنا ایں گنبد عالی بعہد شہر یار
شاہ فیروز آنکہ بگرفتہ ست گیراں زد قرار
می سز و گربندہ درگاہ آں گیتی پناہ
کو کند در سرفرازی برسلاطین افتخار
برسر قبر ولی اللہ علاؤ الحق علی
بود از بغداد اندر صفت پاکاں شہسوار
ہفتم از ماہ صفراں شد ایں مرقد بسال
ہفت صد پنجاہ ہفت از ہجرت احمد شمار
بس بزرگ و باکرامت ہست ایں پیر عزیز
ہر زماں باد بقبرش رحمۃ ایزد نثار
کرد بنیادش ملک ارشد کہ دور عہد ہا
ہفت اندر عدل و ہزل خان خاں نامدار
چونکہ ذات اور در ایں شہر سیوستان آمدہ
تازہ از سرگشت کلا بند بدل نو بہار

ترجمہ:

شہر یار کے زمانہ حکومت میں مزار مبارک تعمیر کیا گیا۔ یہ سب کچھ شاہ فیروز کے حکم کے تحت ہوا۔ اس نے یہ مقبرہ تعمیر کر کے سلاطین میں سربلندی حاصل کی۔ بیشک ولی اللہ کے مزار کی تعمیر بغداد کے نیک سیرت حکمران کے ہاتھوں ہوئی۔ یہ مزار ۷۵۸ھ کو تیار ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عظیم شخص کی مبارک قبر کا نگہبان رہے۔ بادشاہ سلامت نے اپنے دور حکومت میں یہ مقبرہ تعمیر کروا کر بڑا اچھا کام کیا ہے۔

اس کے بعد ترخان خاندان کے آخری بادشاہ مزار جانی بیگ نے اپنے دور حکومت میں بڑی محبت اور عقیدت سے مقبرہ کی عمارت کی تعمیر نو کروائی۔ پہلے کے نقشے سے ہٹ کر توسیع و ترمیم کرائی گئی۔ جانی بیگ نے تعمیر کے دوران خود بھی کئی مرتبہ کام

Marfat.com

ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور عقیدت مندانہ انداز میں وہ کام کی نگرانی کرتے رہے۔

تیسری مرتبہ ۱۰۰۹ھ میں لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مزار جانی بیگ ترخان کے فرزند مرزا غازی بیگ ترخان نے تعمیر کرایا۔ یہ کام انہوں نے جس زمانہ میں کیا اس وقت وہ صوبہ داری کے عہدہ پر مامور تھے۔ اس دفعہ بھی ترمیم و توسیع کے ساتھ روضہ میں مزید خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

مرزا جانی بیگ ولد مرزا پائندہ بیگ ولد مرزا محمد باقی ترخان ۹۲۳ھ میں ٹھٹھ میں تخت نشین ہوئے تھے۔ ترخانی حکمرانوں میں مرزا بیگ نہایت ہوشمند اور مدبر فرمانبردار تھے۔

۹۹۹ھ میں سلطان جلال الدین اکبر کے حکم سے عبدالرحیم خانخاناں نے سندھ پر حملہ کیا۔ ترخانی حکومت ختم ہوگئی اور سندھ کو اکبر کی مغلیہ حکومت کا ایک صوبہ بنا دیا گیا۔ عبدالرحیم خانخاناں ٹھٹھ فتح کرنے کے بعد مرزا جانی بیگ کو اپنے ساتھ دہلی لے گئے۔ اکبر بادشاہ نے خاناں کی سفارش پر مرزا جانی بیگ کو حکم دیا کہ وہ تھوڑے دن ہمارے ساتھ رہیں اس کے بعد اپنے ملک میں واپس جائیں۔ اس حکم کے بعد مرزا جانی بیگ ۸ سال کے قریب اکبر بادشاہ کے ساتھ رہے۔ ۱۰۰۹ھ میں اکبر بادشاہ نے جس وقت قلعہ امیر پر چڑھائی کی تو حاجی بیگ اکبر بادشاہ کے ساتھ تھے۔ حاکم قلعہ بہادر خان نے پہلے مقابلہ کیا اور جب شکست کے آثار نظر آئے تو اکبر سے صلح کر لی۔ مرزا جانی بیگ نے صلح پر اپنی زبان سے کہا کہ بہادر خان بزدل ہے جو اتنا مضبوط قلعہ رکھتے ہوئے اکبر سے صلح کر رہا ہے۔ اگر میرے پاس سندھ میں ایسا قلعہ ہوتا تو سو برس تک اکبر کی فوجوں کو ناک چنے چبواتا۔ جانی بیگ کی یہ بات اکبر تک پہنچی۔ اس کو غصہ آیا اور وہ سوچنے لگا کہ جانی بیگ کو اس گستاخی کی کیا سزا دے مگر اکبر کے غصہ کا حال جانی بیگ کو بھی معلوم ہوگیا وہ بادشاہ کے عتاب سے بھاگنے کی فکر کرنے لگا مگر موت نے مہلت نہیں دی۔ جانی بیگ بیمار ہوا اور رخصت ہوگیا۔ اس کی لاش ٹھٹھ لائی گئی اور معکی کے قبرستان میں سپرد خاک کی گئی۔

Marfat.com

مرزا غازی بیگ جو مرزا جانی بیگ کے فرزند تھے۔ ان کو اکبر بادشاہ کی طرف سے ۱۰۰۰ھ میں سندھ کا گورنر بنایا گیا تھا۔ اس وقت غازی بیگ کی عمر ۱۶ سال کی تھی۔ اکبر بادشاہ کی وفات کے بعد جب جہانگیر تخت ہندوستان پر مسند نشین ہوئے وہ بھی مرزا غازی بیگ سے بہت محبت کرتے تھے۔ چنانچہ جہانگیر نے مرزا صاحب کو منصب دوازدہ ہزاری پر فائز کیا اور سندھ کی گورنری بھی ان کو عطا کردی۔ ۱۰۲۱ھ میں جبکہ مرزا غازی بیگ قندھار میں تھے اس وقت ان کے ایک غلام عبداللطیف نے خسرو ماں کے بیٹے کے اشارہ پر مرزا غازی بیگ کو زہر دے کر ہلاک کردیا۔ قندھار سے ان کی لاش کو سندھ لایا گیا اور مکلی کے قبرستان میں والد مرزا حاجی بیگ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

مرزا غازی بیگ کی وفات کے بعد تعمیر کا کام پورا نہ ہوسکا۔ اس کے بعد ۱۰۳۹ھ میں غازی شہاب الدین کے دور حکومت میں نواب سید بہلول المعروف دیندار خان بخاری سیہون پہنچا اس نے بڑی عقیدت کے ساتھ مقبرہ کی مرمت کا کام آگے بڑھایا۔ اس نے بڑی عمدگی اور نہایت نفاست سے اس میں کانسی کی بنی ہوئی رنگین اینٹوں کو لگوایا۔ اس کے علاوہ اس نے مقبرہ کے پاس ہی ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔

اس کی منظوم تاریخ اس طرح ہے:

بدوران شہاب الدین جہاں شاہ
جہان از عدل او خورسید آباد
شدہ تعمیر فرش عرش مسند
حسینی سید شہباز یاد!
قبول آمد بنائے خان دیندارۃ
دراں حضرت بعون طالع شاد
چہ گویم وصف آں صحن مقدس
بجائے خشت انجم چیدہ استاد
گر فرشتہ زیر آمد بنائے ایں کند

Marfat.com

برابر این نہ ساز واگر ہنر جملہ کند یاد
چوں خواہی سال آں با حشم دانش
بمصطع می کہ آمد سال بنیاد
وگر باشد زجنت مسند شاہ

اس عقیدت مند حکمران نے بڑے دروازے کے باہر ایک عمارت تعمیر کرائی جس کی تاریخ اس طرح ہے۔

بدور شہنشاہ شاہ جہاں
جہاں از نواش چوں باغ بہشت
چوں مسجد بنا کرد دیندار خاں
بدر گاہ شہباز عالی سرشت
خرو گفت سالش چوں بیت العتیق
دگر مسجد از شیخ بہوہ نوشت

ترجمہ:

شہنشاہ شاہ جہاں کے دور حکومت میں بہشت کا باغ آباد کیا گیا۔ دیندار خان نے حضرت شہباز قلندر کے مزار میں مسجد تعمیر کی ہے۔ عقل نے کہا کہ یہ سال بیت العتیق سے ملتا جلتا ہے۔

شہباز قلندر کے وزیر سید علی سرمست کے روضہ کے شمال میں درگاہ کے مغربی زینہ کی کھڑکی کے جنوب میں ایک دیوار میں تین پتھر لگے ہوئے ہیں جن میں سے ایک پر درگاہ کی عمارت کی تاریخ جو ملک اختیار الدین کے زمانے کی تحریر ہے۔ دوسرے پر سید علی سرمست کے روضہ کی تاریخ اور تیسرے پر یہ الفاظ کندہ ہیں۔

چوں در عہد سلطان فیروز محروم
روضہ قدیم حضرت مخدوم بنائے شد بوداین

Marfat.com

دو سنگ تاریخ نوشتہ دن را نصب کردہ بودند آخر گنبدگان
در عہد مرزا جانی ترخانی بتا یافتہ ایں سنگہار ہم افت
بودندا محال این فقیر کہ سید بہوہ عرف دیندار خان باشد
در عہد دولت حضرت قرآن ثانی صحن روضہ ترتیب دادہ
دود مسجد تیار ساخت آں راست ساخت ایں دو سنگ بہم
در دیوار خانقاہ نہاد تا یادگار سلاطین گزشتہ باشد

ترجمہ:

سلطان فیروز شاہ کے دور حکومت میں حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک تعمیر کیا گیا۔ آخر گنبدوں پر دو پتھر نصب کے گئے۔ یہ دیندار خان کی طرف سے تھے۔ قرآن ثانی کے دور میں مزار کا صحن بنایا گیا۔ مسجد کی دائیں جانب دو پتھر آویزاں کیئے گئے تا کہ اس خانقاہ میں حکمرانوں کی نشانیاں قائم رہیں۔

درگاہ کے اندر ان کتبات کے جنوب میں ایک اور پتھر نصب ہے جس پر مسجد کی عمارت کی تاریخ کندہ ہے۔ درگاہ کے دروازہ کے اوپر قرآنی آیات وغیرہ نقش ہیں۔

اس دور میں شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر شیعہ افراد کا اثر و رسوخ بڑھنے لگا۔ مقامی حکمران اور امراء کی اکثریت شیعہ تھی۔ انہوں نے مزار مبارک کی ہیئت ہی اپنے مسلک اور عقیدت کے مطابق ڈھالنا شروع کر دی۔ ان امراء اور حکمرانوں میں سے ایک میاں غلام شاہ کلہوڑہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ اس نے ۱۱۷۳ء میں درگاہ کا فرش اور روضہ مبارک کے سامنے والا بڑا دروازہ بنوایا۔ اس کے دونوں طرف دو پتھروں پر فقیر مابر کی منظوم کی ہوئی تاریخ بڑی نفاست سے کندہ ہے۔ اصل عبارت اور ترجمہ پیش خدمت ہے۔

چہ خوش جناب مبارک کہ نور حقانی
ز روضہ است عیاں ظاہری زنہانی

Marfat.com

قلندری سخی کام بخش اہل یقین
ولی رسید عثمان پیر نورانی!
بہ خاص عام کے مشہور لعل شہباز است
بہ پادشاہ و گدا باز داد سلطانی
بایں جناب ہر آنکس ارادتی دارد
بکام میرسد دولت فراوانی
غلام شاہ میاں صاحب سعادت مند
نشان حضرت عباس کان احسان
سخی و غازی و فیاض معدن الطاف
چوں سرفراز شد از لطف وجود ربانی
زخاص نیت خود کرد تازہ خوش تعمیر
کہ فرش صحن درے روضہ شد گلستانی
قبول حضرت مخدوم شد نشانی او
زرحمت نبوی و علی عمرانی!
ہر آنکس کہ دید شوق نور ظہور
شود و چشم دلش روشن و درخشانی
ہزار ویک صدو ہفتاد و بن ہجری بود
زکار داری باقرشاں شد از رانی
رحمت ایزد بود بر تبصرہ و ربانی او
کہ از خدمت شود بخشش دو جہانی
قبولیت ز تعمیر جستم از ہاتف
ندا بگوش من آمد زلطف سبحانی
زمین مصرع تاریخ خوش بگو صابر
قبول باد نشاں در جناب شاہانی

Marfat.com

ترجمہ:

کتنے مبارک ہیں یہ نور برحق کہ جن کا روضہ ظاہر و باطن میں عیاں ہے، وہ قلندر اور سخی اہل یقین کی مرادیں پوری کرتا ہے۔ اس نورانی کا نام عثمان مروندی ہے۔ یہ نامی گرامی شخصیت حضرت لعل شہباز قلندر ہیں۔ یہاں پر شاہ و گدا حاضری دیتے ہیں جو شخص ان سے عقیدت رکھتا ہے وہ دنیا و آخرت میں بے شمار دولت کماتا ہے۔ حضرت عباس کا علم اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بزرگوار سخی ہیں۔ غازی ہیں اور بے پایاں مہربانیوں کے پیکر ہیں۔ جب اللہ نے اس حکمران پر کرم کیا تو اس نے اس بارگاہ کی تعمیر کرنے کا ارادہ کرلیا۔ بارگاہ مصطفویؐ اور بارگاہ علوی میں ان کا یہ کام قبول ہوگیا۔ ان کا دل و آنکھ روشن ہوگیا۔ یہ بات ایک ہزار ایک سو ستر ہجری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر مہربانی تھی۔ اس نے اس خدمت سے دو جہانوں کا ثواب حاصل کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس عبادت کو قبول فرمایا۔ آسمان سے ندا آئی کہ تمہاری یہ کاوش قبول ہوگئی۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف کے ساتھ جو علم نسب ہے علم کے نیچے اینٹوں کا پکا فرش ہے جو ایک پٹھان ٹھیکیدار فردوس خان نے بنوایا تھا۔ آپ کے روضہ مبارک کے دروازہ پر سن ۱۳۱۲ھ میں اوستہ نور محمد میقل گرے باندی پڑھائی تھی۔ اس کے بعد ۱۳۱۹ھ میں مقبرہ مبارک کے آگے لونگ فقیر کے خلیفہ لعل محمد نے ایک عالی شان خوبصورت مسجد تعمیر کروائی تھی۔ اس کی منظوم تاریخ جو فقیر محمد صغیر کی اسی طرح ہے۔

زہے در در گھر شہباز عثماں
بنا شد مسجد چوں باغ رضواں
فقیری لونگ نام بود اوستدہ
مرادی باد صد برصد بشارت
خلیفہ او بنا کرد ایں عبارت
گرانمایہ گرامی بود خورستد

Marfat.com

نشاں بیک درگاہ بگد از شت
لوائی نیک نامی بر افراشت
زہر زاہد محراب کہ شد
منور آں غیرت خوردم شک شود
بیاید ایں چنیں ذی دولتاں را
کہ بگذر در دنیا نشاں را
اگر خواہی بزیارت خود بیائی
نہ بنی مقبرہ خوش خانقاہی
چوں پرسیدم سن وسال دینالش
بنائے مہر آسا ماہ سالش
ندا خود از قصوریں خوش بداوا
صغیرا گو بکہ قصرا فیض باوا

ترجمہ:

اچھے نصیب کی بات ہے کہ شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر باغ رضوان کی مانند مسجد تعمیر کی گئی۔ اسے لونگ فقیر نے بنوایا تھا۔ سینکڑوں بشارتوں کے بعد خلیفہ نے یہ کام کیا۔ اس نے یہ کام کر کے بارگاہ خداوندی سے ثواب کمایا ہے۔ یہ نیک کام وہ حکمران کرتے ہیں جو فکر آخرت رکھتے ہیں تاکہ ان کا یہ کارنامہ ہمیشہ کیلئے باقی رہے۔ اگر آپ ان کی زیارت کیلئے آنا چاہیں تو اس دوسرے مقبروں والی بات نہ پائیں گے۔ یہ ۱۳۱۹ھ میں تعمیر ہوئی۔ اس پر شعر فقیر محمد صغیر نے کہے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

عرس کی تقریبات

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک ۲۱ شعبان ۶۷۳ھ کو ہوا تھا۔ اس لئے آپ کے عرس مبارک کی تقریبات بھی ۲۱ ماہ شعبان میں ہر سال آپ کی درگاہ شریف پر شان وشوکت سے منعقد ہوتی ہیں اور پورا مہینہ عرس مبارک کی رونقیں سیہون شریف میں قائم رہتی ہیں۔ ۲۰ شعبان سے آخری شعبان تک قائم رہتا۔ ہزاروں عقیدت مند پنجاب، سرحد، بلوچستان قلات، مکران، سندھ اور کراچی سے عرس میں شریک ہونے کیلئے مزار شریف پر حاضری دیتے ہیں۔

دھمال:

عرس کے موقع پر فقراء کا دھمال کی رسم آج تک قائم ہے۔ چنانچہ عرس کے تین دنوں میں حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کے بیرونی صحن میں علم کے نیچے خوب دھمال ڈالا جاتا ہے۔ دھمال میں بہت بڑے بڑے نقارے استعمال میں لائے جاتے ہیں چونکہ فقراء کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اور دھمال ڈالنے کیلئے جگہ کم ہوتی ہے۔ پہلے پہل تو تمام فقراء مل کر دھمال ڈالتے ہیں مگر ان کی تعداد میں اضافے کے پیش نظر فقراء کی الگ الگ جماعتیں دھمال ڈالتی ہیں۔ باری باری یہ دھمال ڈالنے کا منظر قابل دید اور بہت متاثر کن ہوتا ہے۔

نقارچی:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کے بڑے دروازے

Marfat.com

کے اندر کرسی پر نقارچی کو بٹھا دیا جاتا ہے۔ اسی طرح روزانہ دھمال کا نقارہ مزار مبارک کے اندرونی حصہ میں بجتا ہے۔

کافیاں:

دربار حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دھمال ڈالنے والی جگہ چاروں طرف تقریباً تیس فٹ اونچی فقراء کی کافیاں بنی ہوئی ہیں جہاں پر زائرین اور عقیدت مند حضرات بیٹھ کر دھمال کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ تمام فقراء دھمال ڈالنے کے بعد اپنی اپنی کافی میں واپس چلے جاتے ہیں۔ دھمال کا یہ سلسلہ ہر روز جاری رہتا ہے اور ۲۰ شعبان تک ہر روز تمام فقراء اسی طرح دھمال اور زیارت سے حاضرین کے دلوں کو گرماتے ہیں۔ اس منظر کو دیکھنے کیلئے زائرین بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور عرس کی رونقوں کو دوبالا کرتے ہیں۔

کافی فقراء:

سب سے پہلے ابدال کی ''کافی'' (کافی فقراء کے رہنے کی جگہ کو کہتے ہیں) لہٰذا ابدال کی کافی والے فقراء دھمال کیلئے آتے ہیں اور ایک مقررہ وقت کے مطابق دھمال ڈالتے ہیں اور پھر تھوڑی دیر کیلئے روضہ مبارک کی زیارت اور حاضری دینے کیلئے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد باہر آ کر پھر دھمال ڈالتے ہیں۔ جب ان کا مقررہ وقت ختم ہو جاتا ہے تو یہ اپنی کافی کی طرف واپسی اختیار کرتے ہیں۔

محفل خانہ:

کافی فقراء کے دھمال ڈالنے کے بعد محفل خانہ کافی کے فقراء آتے ہیں اور وہ دھمال ڈالتے ہیں۔

سخی سلطان کے فقراء:

محفل خانہ کے بعد سخی سلطان کے فقراء آتے ہیں اور وہ دھمال ڈالتے ہیں اور اسی طرح بقایا دھمال کی ریت کو جوش و خروش سے دھمال کا سلسلہ قائم رکھتے ہیں پھر

Marfat.com

مزار مبارک کی زیارت کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔

کچہری کافی:

ان کے بعد کچہری کافی والے فقراء آتے ہیں اور وہ دھمال ڈالتے ہیں۔

شاہ صلاح الدین اولادی:

ان فقراء کے بعد شاہ صالح الدین اولادی کے فقراء اور ان کے ساتھ ابراہیم شاہ جستی، جمن جتی، حاکم علی شاہ پٹ والا، ودود حقانی بودلہ بہار اور مزاری شاہ کے فقراء مشتمل ہوکر باری باری آتے ہیں اور دھمال ڈالتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد پھر حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کے اندر زیارت کرنے کیلئے چلے جاتے ہیں۔

حضرت بادل شیر رحمۃ اللہ علیہ

اسی دوران ان فقراء پارٹی کے دھمال کے بعد وہاں پر حضرت بادل شیر کے فقراء جاتے ہیں اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ دھمال ڈالتے ہیں جو قابل دید نظارہ ہوتا ہے۔

حضرت اولادی امیر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بادل شیر رحمۃ اللہ علیہ کے فقراء زیارت کیلئے مزار مبارک سے فارغ ہوتے ہیں کہ اولادی امیر رحمۃ اللہ علیہ کے فقراء زیارت سے فارغ ہونے کے بعد ان کے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں اور پھر یہ سب مل کر خوب دھمال ڈالتے ہیں۔ یہ منظر بھی قابل دید ہوتا ہے۔

مہندی کی رسم ورواج:

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار عالیہ پر جس طرح جوش و خروش سے فقراء دھمال ڈالتے ہیں اسی طرح ہر روز مہندی کی رسم بھی بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ اس میں بھی عقیدت مندوں اور فقراء کی ایک بہت بڑی تعداد

Marfat.com

شرکت کرتی ہے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مہندی نکالنے کی رسم ہر روز شام کے وقت ادا کی جاتی ہے۔

پہلے دن یعنی ۱۸ شعبان کو لکیاری خاندان کے سجادہ نشین حضرت سید گل محمد شاہ صاحب کی طرف سے مہندی نکالی جاتی ہے۔ مہندی نکلنے کی یہ رسم بھی قابل دید ہوتی ہے۔ اصل میں یہ مزار مبارک پر چادر چڑھانے کی رسم ہوتی ہے لیکن یہ مہندی کے نام سے مشہور ہے۔ مہندی کے تھال ریشمی کپڑوں سے ڈھکے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ صوفی فقراء کی ٹولیاں وجد کی حالت میں گاتی اور دھمال ڈالتی ہوئی چلتی ہیں۔ درگاہ شریف کی طرف اس طرح جانے کا یہ منظر بھی دیکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ یہ مہندی نماز مغرب سے قبل ہی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ پر پہنچ جاتی ہے۔

فقیر مرلچند:

اس کے بعد اگلے دن ۱۹ شعبان المعظم کو فقیر مولچند کی طرف سے اسی جوش و جذبہ اور ولولہ انگیزی کے ساتھ مہندی محلہ ٹھٹ سے نکالی جاتی ہے۔

میرانی ہندو دیوان مولچند

میرانی ہندو مولچند کی طرف سے اس لئے نکالی جاتی ہے کہ اس میرانی ہندو خاندان کا ایک جدِ اعلیٰ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معتقد ہوگیا تھا۔ اس زمانے سے ہی یہ ہندو خاندان مہندی کی رسم عقیدت اور احترام سے ادا کرتا چلا آرہا ہے۔ اس مہندی نکالنے کے موقع پر بھی صوفی فقراء ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور گاتے ہیں اور دھمال ڈالتے ہوئے سخی لعل شہباز قلندر کے نعرے لگاتے ہوئے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

قانون گو خاندان:

تیسرے دن ۲۰ شعبان کو قانون گو خاندان کی طرف سے مہندی نکالی جاتی ہے۔

Marfat.com

یہ قانون گو خاندان ہندوؤں کا ایک مشہور بااثر خاندان ہے۔ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب سیہون شریف میں قیام فرمایا تو اس خاندان کے لوگ آپ کے روحانی اثر سے بہت متاثر ہوئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ اسی نسبت کی بنا پر اس خاندان کی طرف سے اب تک مہندی کی رسم بڑی دھوم دھام اور جوش و خروش کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ مہندی کی رسم کے ساتھ فقراء کا دھمال اور سخی لعل شہباز قلندر دم مست قلندر، مست و مست قلندر کی صدائیں ایک عجیب نظارہ پیش کرتی ہیں۔ زائرین اس منظر کو دیکھ کر خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے۔ یعنی اس منظر سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔

عرس کے موقع پر برصغیر پاک و ہند کے ہر علاقہ ایران اور افغانستان کے لوگ آتے ہیں اور اپنے اپنے طریقہ اور رسم و رواج کے مطابق حاضری دینے کیلئے جلوس کی صورت میں آتے ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ خاص طور پر سندھیوں کے علاوہ مکرانی، بلوچ، پٹھان اور پنجاب کے لوگ بہت آتے ہیں۔

Marfat.com

یادگار مقامات حضرت لعل شہباز قلندر

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عرصہ تک سیر و سیاحت فرمائی اور ریاضتیں کیں۔ اس لئے کچھ مقامات مقدسہ ایسے ہیں جو شہباز قلندر کی یادگاروں کے طور پر مشہور ہیں جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱- دشت شہباز:

آپ جب بغداد سے مکران کے راستہ ہند میں تشریف لائے تو مکران میں کچھ عرصہ قیام پذیر ہو کر چلہ کشی کی اور ہزاروں مکرانی آپ کے اس جگہ مرید ہو گئے۔ یہی مقام آج بھی دشت شہباز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ تکیہ وادی پنج گو میں نہد رخشاں کے جنوب میں ایک سرسبز میدان میں ہے۔

۲- گنجو ٹکر:

حیدر آباد سندھ میں گنجو پہاڑ کے دامن میں ٹنڈو میر غلام حسین میں ایک تکیہ سے کہا جاتا ہے اس جگہ پر بھی حضرت شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی فرمائی تھی۔

۳- کندری نہر:

لعل شہباز قلندر کی حضرت منگھو پیر سے ملاقات کا ذکر ایک مقام پر آ چکا ہے۔ حاجی منگھو جس پہاڑ پر رہتے تھے وہاں ایک چشمہ پھوٹ پڑا تھا جو آج بھی مشہور ہے تحفۃ الکرام میں آیا ہے کہ:

''حاجی منگھو کے پہاڑ میں'' مخدم شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی کندری'' نام کی ایک

Marfat.com

نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر باغ ہیں۔"

منگھو پیر کراچی کے قریب ہے۔ کراچی میں "کال گلی" میں بھی ایک تکیہ آپ کی طرف منسوب ہے۔

۴- یک تھنبھی:

سیوہن کے جنوب میں ریلوے سٹیشن کے نزدیک پہاڑ میں ایک غار ہے جسے یک تھنبھی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق دوار کا پرشاع شرمار قمطراز ہے کہ:

"۲۵ ہزار سال قبل جب انسان غاروں کا باسی تھا تو یہ غار انسان کی آماجگاہ تھا۔"

اس غار میں شہباز قلندر نے چلہ کشی کی تھی۔ غار کے وسط میں پتھر کا ایک ستون ہے جسے تھنبھی کہتے ہیں۔ غار میں قبلہ رخ ایک محراب نما غار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسی جگہ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت کیا کرتے تھے۔ اس کے اوپر ایک ہموار پہاڑی ہے جو فرش کے طور پر استعمال ہوتی ہوگی، اس پر تقریباً چار سو افراد کے بیٹھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اس کے کونوں پر چار چھوٹے ستون ہیں۔ اس وجہ سے اس کو "چار تھنبھی" بھی کہا جاتا ہے۔

۱۰۰۹ھ، ۱۰۰۸ھ میر ابوالقاسم نمکین سیوہن کے صوبیدار مقرر ہوئے۔ وہ چاندنی راتوں میں اسی جگہ اپنی کچہری لگایا کرتے تھے۔

اس غار کے بارے میں ایک یہ بھی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک بھی اسی غار میں آئے تھے۔ تاریخی مظہر شاہجہانی میں میرک یوسف نے لکھا ہے۔

"میگویند کہ نظر گاہ حضرت علی رضی اللہ عنہ است۔"

(میرک یوسف تاریخ مظہر شاہجہانی ص ۶۷)

کزنس نے اپنی کتاب "انٹی کنٹز آف سندھ اس غار کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر ولسن نے بھی اس کو دیکھا تھا اور اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے جو ہندوستان کے غاروں اور مندروں کا ذکر ہے۔

Marfat.com

یک تھنبھی کی شمالی سمت ایک مزار ہے جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ یہ مزار حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید کا ہے۔ایک دوسری روایت ہے کہ یہ قبر ایک دولت مند سوداگر کی ہے جو دنیا و دولت چھوڑ کر لعل شہباز کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔

۵۔لعل باغ:

سیوہن کے جنوب میں ریلوے لائن پار ''لعل باغ'' ہے جہاں کھجور، لیموں اور بیر وغیرہ کے درخت ہیں اور اس سے ملحقہ پھول و پھلواری کے تختے ہیں۔ یہ باغ حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت کی وجہ سے ''لعل باغ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آبیاری کیلئے ایک کاریزہ ہے جسے ''لعل راہی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اسی باغ میں قدیم درخت ''لعل جولٹو'' کے نام سے مشہور ہے۔اس جگہ بھی حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلہ کشی کی تھی۔

باغ سے تھوڑے فاصلے پر پہاڑ میں چشمے موجود ہیں جو میٹھے پانی کے ہیں۔ پہلے اس باغ کو انہی چشموں سے پانی ملتا تھا مگر اب محکمہ اوقاف سندھ نے زائرین کی سہولت کیلئے پانی کا معقول انتظام کیا ہے۔مختلف مقامات پر پانی کی سبیلیں بیت الخلاء، مسافر خانے تعمیر کردیئے گئے ہیں اور اس سے قبل بجلی لال باغ میں نہیں تھی اب بجلی کا بھی معقول انتظام کر دیا گیا ہے جہاں میلے کے تینوں دن لاکھوں زائرین اپنا ڈیرا ڈال کے رہتے ہیں۔

☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

همارى چند ديگر مطبوعات

Marfat.com